﴿ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ﴾ (آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴾ (بنی اسرائیل:80)



سہ روزہ

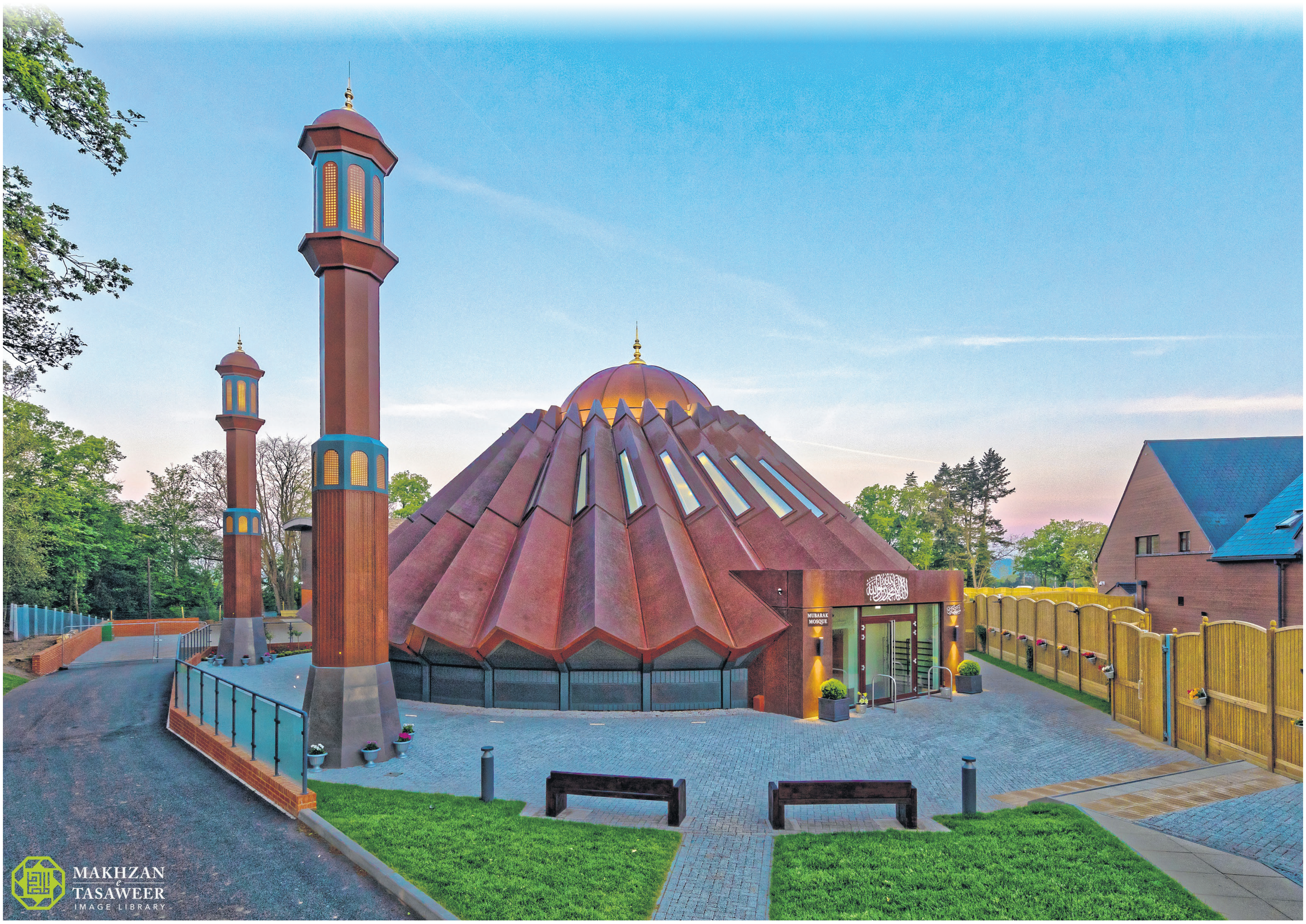
الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 26 | منگل 30/ جولائی تا منگل 6/ اگست 2019ء | 26/ ذوالقعدہ تا 04/ ذولحجہ، 1440 ہجری | 30/ وفا تا 6/ ظہور 1398 ہجری شمسی | شمارہ 40 تا 42

خصوصی اشاعت برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء



اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

ارشاد نبوی ﷺ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللہُ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ۔ (مسلم باب فضل بناء المسجد)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنّت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا رَأَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ قَالَ اللہُ تَعَالٰی: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

(ترمذی ابواب التفسیر سورۃ التوبۃ)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔‘‘

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک اَور موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا وَسِّعْ مَکَانَکَ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی اپنے مکان کو وسیع کر۔ کہ لوگ دُور دُور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔ سو پشاور سے مدراس تک تو مَیں نے اِس پیشگوئی کو پُوری ہوتے دیکھ لیا مگر اس کے بعد دوبارہ پھر یہی الہام ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیشگوئی پھر زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پُوری ہو گی۔ وَاللہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ لَا مَانِعَ لِمَآ اَرَادَ۔‘‘

(اشتہار مورخہ 17/ فروری 1897ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 327)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ 25/ تا 31/ جولائی 2019ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

☆...**26/ جولائی بروز جمعۃ المبارک:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح، مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرتِ مبارکہ کا دلنشین تذکرہ فرمایا۔ نیز حضور انور نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی تحریک فرمائی اور ڈیوٹی کنندگان کو کوشش اور دعا کے ذریعے بہترین انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنے کی تلقین فرمائی۔

نمازِ جمعہ کے بعد حضور انور نے بیت الفتوح میں موجود جلسہ سالانہ یوکے کی نظامتوں کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہونے والے مہمانان کرام کی طعام گاہوں اور قیام گاہوں کا جائزہ فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔

☆...**28/ جولائی بروز اتوار:** آج حضورِ انور چار بج کر چالیس منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور جلسہ سالانہ برطانیہ کے انتظامات کے معائنہ کا آغاز فرمایا۔ حضور انور نے اسلام آباد، جامعہ احمدیہ اور حدیقۃ المہدی میں موجود نظامتوں کا معائنہ فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔ اس کے بعد حضور انور نے حدیقۃ المہدی میں موجود مرکزی پنڈال میں ڈیوٹی کنندگان سے خطاب فرمایا اور زرّیں نصائح سے نوازا۔ اس تقریب کی تفصیلی رپورٹ اس شمارے کے صفحہ نمبر 64 پر ملاحظہ فرمائیں۔

☆...**29/ جولائی بروز سوموار:** حضورِ انور ایدّہ اللہ نے آج ایک بجے کے قریب اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم شیخ منصور احمد صاحب (نیو مالڈن، لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔

☆...☆...☆

رحمتوں کے دن [1]

نظر نظر میں لیے جان و دل کے نذرانے
طواف شمع کو پھر آگئے ہیں پروانے

جبیں پہ گردِ رہِ عشق، دل میں نور و سُرور
ہیں آسمانِ عقیدت پہ آج دیوانے

جہانِ درد... لرزتی ہوئی صداؤں میں
محبتوں کے خزانے... دلوں کے کاشانے

مصافحوں میں لپک اور معانقوں میں خلوص
عطا کیا ہے عجب سوز انہیں مسیحاؑ نے

وہ لوگ آئے ہیں آنکھوں میں شمعِ شوق لیے
جنہیں نہ پوچھا کبھی کم نگاہ دنیا نے

زمین ربوہ کو سجدوں سے ناپنے کے لیے
مچل رہے ہیں جبینوں میں پاک نذرانے

کس اہتمام سے اک ’’شمعِ انجمن‘‘ کے لیے
وفا کے نور میں ڈوبے ہوئے ہیں پروانے

یہ تین دن بھی عجب رحمتوں کے دن ہوں گے
کھلیں گے دیدۂ و دل میں گلوں کے پیمانے

شراب نور سے دھولو دل و نظر ثاقبؔ
نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دن خدا جانے

[1] ایام جلسہ سالانہ

(ثاقب زیروی)

☆...☆...☆

تاریخ اسلام آباد

(اٹھارہویں صدی سے تعمیرِ مرکز تک)

(محمد اظہار راجہ۔ مربی سلسلہ بورکینافاسو)



قدیم نقشوں میں اسلام آباد

موجودہ نوتعمیر شدہ مرکز احمدیت اسلام آباد کا اولین ریکارڈ 1762ء کے نقشہ جات سے ملتا ہے۔ دریائے وے (Wey) کے دونوں اطراف میں ٹلفورڈ برج (Tylford Bridge) نامی گاؤں کا ذکر ملتا ہے جو کہ اب ٹلفورڈ گرین (Tilford Green) کے نام سے جانی جاتی ہے۔ جس کے شمالی جانب کروکس بری کامن (Crooksbury Com-mon) اور جنوب کی جانب شیپ ہیچ (فارم) (Sheep Hatch farm) ہے جو کہ ایک نا معلوم مقام کے طور پر ملتا ہے اور اس دستاویز کے مطابق ایک چار اطراف سے بند قطعہ اراضی کے طور پر نظر آتا ہے۔

بعد ازاں 1794ء کے ریکارڈ کے مطابق ٹلفورڈ پل (Tylford Bridge) کے شمال میں یہی جگہ ایک کھلے میدان کے طور پر نظر آتی ہے۔

1816ء میں مزید تفصیلی طور پر اس جگہ کا ذکر ملتا ہے کہ یہاں دو آبادیاں تھیں، دریائے وے (Wey) کے ساتھ ایک طرف ٹلفورڈ (Tilford) اور دوسری طرف ٹلفورڈ پل (Tilford Bridge) اور شمال میں شیپ ہیچ (Sheep Hatch) اور ٹل ہل فارم (Tilhill Farm) اور اسلام آباد والی جگہ ایک کھلا میدان ہے۔

1871ء کی دستاویزات میں ایک اور تبدیلی نظر آتی ہے اور اکثر جگہ جو کہ کھلے میدان تھے وہ سب لکڑی کے بنے ہوئے گھر نظر آنے لگتے ہیں۔ شیپ ہیچ (Sheephatch) کے ساتھ ایک اور فارم ہیتھی فیلڈ (Heathyfield) بن چکا تھا اور جنوب میں ٹل ہل فارم (Tilhill Farm) تھا۔

سکول کی تعمیر

1939ء میں اس جگہ ایک نمایاں تبدیلی ہوئی کہ اس جگہ تعمیر کا کام ہوا اور شیپ ہیچ کیمپ سکول (Sheephatch Camp School) بنا۔ کیمپ سکول کی تاریخ یہ ہے کہ دوسری جنگ عظیم سے قبل پارلیمنٹ نے ایک کیمپس ایکٹ پاس کیا جس میں انہوں نے کل 50 کیمپ سکول بنانے تھے جس میں سے 32 بنے اور ایک سکول 300 طلباء کے لیے تھا اور ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔

اگست 1939 میں یہ تعمیر شروع ہوئی اور اپریل 1940ء میں اس سکول نے طلباء کے اولین گروپ کو خوش آمدید کہا۔

دوسری جنگ عظیم میں یہ سکول ایک پناہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔

جنگ عظیم کے بعد اس سکول میں عموماً ایسے طلباء رہتے جو کہ 15 سال سے زائد عمر کے تھے۔ ان کو یہاں ایک ٹرم کے لیے رکھا جاتا تھا تا کہ یہ سکول کے بعد آنے والی زندگی اور خصوصاً خود مشاہدہ کے ذریعہ علم حاصل کرنا اور اپنے آپ کو تعلیم یافتہ بنانے کے قابل بن سکیں۔ اس سکول کا ایک اور مقصد شہر کے غریب بچوں کو یہاں لاکر ان کو دیہاتی ماحول سے آگاہ کرنا بھی تھا۔ اس لیے یہاں پر رہنے کے صحت پر مثبت اثرات کو اجاگر کیا جاتا۔

1946ء سے لے کر 1977ء یعنی اس سکول کیمپ کے بند ہونے تک یہ سکول بچوں اور بچیوں کے لیے ایک تعلیمی ادارہ اور ہوسٹل کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ اس سکول کی عمومی شکل بالکل وہی رہی البتہ کچھ تعمیراتی کام بعد تک جاری رہے جن میں برآمدوں کو بدل کر عمارات کو مزید بڑھانا اور اس کے کونوں کے کمروں کو اساتذہ کی رہائش گاہوں میں تبدیل کرنا یہ سب کام 1960ء تک ہوتے رہے۔

کچھ تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ گندے پانی کے نکاس کے لیے جنوب مغربی کونے پر ایک فارم موجود تھا جو کہ 1950ء کی دہائی کے پلان میں ملتا ہے اور یہ فارم 1968ء سے قبل ختم کر دیا گیا تھا اس کو لیونڈر کارنر (lavender cor-ner) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ایک نصف دائرے کی شکل کا لان جو کہ ڈائننگ ہال اور اسمبلی ہال کے سامنے واقع ہے "ہولی گراؤنڈ" (Holy Ground) کے نام سے موسوم تھا اور اسمبلی ہال کے مغربی کنارہ پر ایک چبوترہ بنا ہوا تھا جس کا نام پوپ ڈیک (poop deck) رکھا تھا اسی اراضی کے شمالی جانب ایک سوئمنگ پول بھی تھا۔

ایف بلاک کے نیچے تین کلاس رومز 1963ء سے 1966ء کے درمیان تعمیر کیے گئے۔ بلاک 2، 3، a، 4b، J اور اسی طرح گھوڑوں کے اصطبل بھی اسی عرصہ کی توسیع معلوم ہوتی ہے۔

1976ء میں سرے کونسل (Surrey Council) نے اس سکول کو بند کرنے کا فیصلہ کیا اور آخری طلباء جولائی 1977ء کو یہاں سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد سے لے کر جماعت کو فروخت ہونے تک یہ سب خالی ہی رہا۔

جماعت احمدیہ کا اس زمین کو خریدنا

1984ء میں بولی کے ذریعہ یہ قطعہ اراضی جماعت احمدیہ یوکے کو تعلیمی اور مذہبی سنٹر کے طور پر فروخت کی گئی اور اس کی تعمیرات کو ہی استعمال میں لایا گیا اور کچھ مزید تعمیر اور توسیع کر کے اس میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔

شمال مشرقی جانب موجود جم اور سٹاف بلاکس کو مسجد کے طرز پر ڈھالنے کے لیے اس کی اندرونی تقسیم ختم کی گئی اور اس کی چھت پر بھی کام کیا گیا۔ کچن کو بھی وسیع کیا اور اس میں روٹی پلانٹ نصب کیا تا کہ جلسوں پر مہمانوں کے طعام کا انتظام کیا جاسکے۔

اسلام آباد میں ہی رقیم پریس بھی قائم ہوا اور کچن اور ڈائننگ ہال کے پیچھے والا حصہ اس مقصد کے لیے تیار کیا گیا۔ بعض نئی عمارات بھی بنائی گئیں جس میں شمال مشرقی طرف ایک بنگلہ اس کے علاوہ اصطبل اور سٹور جو کہ اراضی کے شمالی جانب بنایا گیا اسکے علاوہ بلاک 11، ٹائلٹ اور سٹور بھی اس پرانے گندے پانی کے نکاس والی جگہ پر بنائے گئے جو کہ اس اراضی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اسی دور میں بلاک 10، 9 اور G کی تعمیر بھی شامل ہے۔

اس اراضی میں تعمیرات میں رہائشی عمارات کے علاوہ مشرق میں ٹینس کورٹ اور جنوب میں رہائش گاہیں اور اصطبل اور اس کے سامنے کھلے سرسبز چراگاہ شامل تھیں۔

اس اراضی میں شامل تعمیرات کو ان کے استعمال کے مدنظر مختلف طبقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

رہاش گاہیں، اجتماعی کام کرنے والے کمرے جیسے ڈائننگ ہال اور اسمبلی ہال وغیرہ

اساتذہ کی رہائش گاہوں والے بنگلے، انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے دفاتر وغیرہ

روزمرہ کے استعمال کی عمارات مثلاً بوائلر اور گاڑیاں کھڑی کرنے کے لیے گیراج وغیرہ

1984ء میں جماعت احمدیہ کی خرید کے بعد ان عمارتوں کے استعمال کو تبدیل کیا گیا مگر ان کی بناوٹ کو بدستور قائم رکھا گیا۔

ان عمارتوں کی بنیاد مضبوط اور بجری کے ساتھ بنائی گئی ہیں اور ان بنیادوں کے اوپر کی تعمیر لکڑی کی دیواروں اور چھتوں کی صورت میں کی گئی چونکہ یہ قطعہ اراضی ایک ہموار میدان نہ تھا اس لیے جہاں کہیں ڈھلوانیں تھیں ایسی جگہ بنیادوں میں مزید پختگی کے لیے اور ان کی بنیادوں کو بلند کر کے ایک ہموار سطح پر لانے کے لیے بھی بکثرت بجری کا استعمال کیا گیا اور بنیادیں بلند ہونے کی وجہ سے ایسی جگہ کی عمارات کے فرش کے نیچے والا حصہ سٹور کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ان عمارتوں کی چھتیں لکڑی کے تختوں اور ان کے اوپر بیرونی جانب سلیٹ اور مٹی کی بنی ہوئی ٹائلوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ شروع میں ان عمارات کی چھتیں مکمل لکڑی کی بنی ہوئی تھیں جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تبدیل کی جاتی رہیں۔ ان عمارات میں بنائی گئی کھڑکیاں دو یا تین یا چار خانوں پر مشتمل تھیں اور ان کے بیرونی جانب لکڑی کی جالیاں ہی لگی ہوئی تھیں۔ غسل خانوں میں لگی کھڑکیوں کا شیشہ دھندلا کیا گیا تا کہ پردہ کا اہتمام رہے۔ اس اراضی میں یہ لکڑی کی کھڑکیاں ہی بدستور قائم رہیں سوائے بہت تھوڑی کے جو کہ یوپی وی سی (UPVC) کھڑکیوں سے تبدیل کی گئیں۔

اکثر عمارات مستطیل تھیں تاہم بعض عمارتیں جیسے ڈائننگ یا اسمبلی ہال کو زیادہ کھلا اور چوڑا کر کے بنایا گیا تا کہ زیادہ سے زیادہ بیٹھنے کی گنجائش بن سکے۔ رہائش والے حصہ کی مزید اندرونی تقسیم کر کے ان کو رہائش کے لیے ہی استعمال کیا جاتا رہا۔ ان رہائش گاہوں تک پہنچنے کے لیے درمیان میں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ سیڑھیاں اور سہارے کے لیے گرل، برآمدے، ستون جو کہ چھت کو سہارا دیتے ہیں سب لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ اسمبلی ہال اور ڈائننگ ہال زیادہ پر آرائش بنائے گئے ہیں اور ان کے سامنے بڑے بڑے سرسبز لان تھے۔ 1946ء کے طلباء کی یادداشتیں بتاتی ہیں کہ یہ ہال مختلف

نوعیت کی تفریحی سرگرمیوں کے لیے بھی استعمال ہوتے تھے۔

اسلام آباد میں مختلف بلاکس کا تعارف

بلاک اے

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور رہائشی حصہ بنا رہا جو کہ 1946ء میں دو حصوں میں تقسیم کیا گیا اوائل میں لڑکیوں کی رہائش گاہ اور اس کے بعد سٹاف فلیٹ کے طور پر استعمال کی جاتی رہی۔

اس کی مغربی طرف کا برآمدہ 1962ء میں بند کر کے اس حصہ کو سٹاف کی رہائش گاہ بنا دیا گیا۔ یہ حصہ "پائن فلیٹس" (Pines Flat) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہ بلاک اسی قسم کے چھ مزید حصوں پر مشتمل ایک بلاک ہے۔ یہ مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ جماعت نے جب یہ جگہ خریدی تو یہاں تین رہائشی مکانات بنا دیے جس میں سے ہر ایک کے لیے الگ داخلی راستہ موجود تھا۔

بلاک بی

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور رہائشی حصہ بنا رہا یہ لڑکوں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس کی مغربی طرف کا برآمدہ 1962ء میں بند کر کے اس حصہ کو سٹاف کی رہائش گاہ بنا دیا گیا۔ جماعت نے اس کو تبدیل کر کے تین رہائشی مکانات کی شکل میں بنا دیا جس میں سے ہر ایک کے لیے الگ داخلی راستہ تھا۔

بلاک سی

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور رہائشی حصہ بنا رہا 1946ء سے یہ لڑکیوں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس کی مغربی طرف کا برآمدہ 1962ء میں بند کر کے اس حصہ کو سٹاف کی رہائش گاہ بنا دیا گیا۔ جماعت نے اس کو تبدیل کر کے تین رہائشی مکانات کی شکل میں بنا دیا جس میں سے ہر ایک کے لیے الگ داخلی راستہ تھا۔ یہ بلاک اندرونی تعمیر کے لحاظ سے پہلے دو بلاک اے اور بی سے مختلف طرز کا ہے۔

بلاک ڈی

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا۔ یہ لڑکوں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا اس کی مغربی طرف کا برآمدہ 1962ء میں بند کر کے اس حصہ کو سٹاف کی رہائش گاہ بنا دیا گیا۔ جماعت نے اس کو تبدیل کر کے تین رہائشی مکانات کی شکل میں بنا دیا جس میں سے ہر ایک کے لیے الگ داخلی راستہ تھا۔

بلاک ای

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور رہائشی حصہ بنا رہا یہ Dorm 6 کے نام سے جانا جاتا تھا اور کلاس رومز کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ اس کی مغربی طرف کا برآمدہ 1962ء میں بند کر کے اس حصہ کو سٹاف کی رہائش گاہ بنا دیا گیا۔ جماعت نے اس کو تبدیل کر کے تین رہائشی مکانات کی شکل میں بنا دیا جس میں سے ہر ایک کے لیے الگ داخلی راستہ تھا۔

بلاک ایف

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور رہائشی حصہ بنا رہا یہ Dorm 3 کے نام سے جانا جاتا تھا 1952ء سے قبل اس کا نام سائیکامور (Sycamore) تھا 1952ء کے بعد اس بلاک کو آرٹ روم، لائبریری اور خاموشی کے کمرہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس کی مغربی طرف کا برآمدہ 1962ء میں بند کر کے اس حصہ کو سٹاف کی رہائش گاہ بنا دیا گیا۔ یہ بلاک ڈھلوان کے حصہ پر بنا تھا اس لیے اس کی بنیادوں کو مضبوط ستون بنا کر اونچا کر کے بقیہ عمارات کے فرش کی سطح پر لایا گیا اور اسی وجہ سے اس بلاک میں فرش کے نیچے کے حصہ کو سٹور کے طور پر استعمال کیا گیا۔

بلاک 1

یہ بلاک جمنیزیم، سٹور اور سٹاف فلیٹ کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ جماعت نے اسے خریدنے کے بعد مسجد کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا جس کا نام 'مسجد بیت الاسلام' رکھا گیا۔

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور بعد ازاں اس میں تبدیلیاں بھی کی جاتی رہیں۔ اس عمارت کی ایک طرف ڈھلوان پر بنی تھی اس لیے اس کی بنیادوں کو مضبوط ستون بنا کر اونچا کر کے بقیہ عمارات کے فرش کی سطح پر لایا گیا۔ اس عمارت کے عقب میں چار دیواری کے اندر ایک باغ ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور آپ کی حرم محترمہ صاحبزادی آصفہ بیگم صاحبہ کے مزار موجود ہیں۔

اس عمارت کی شمالی جانب پر ایک داخلی دروازہ تھا جس کے فوراً بعد ایک حصہ میں مسجد میں داخل ہونے سے قبل جوتے وغیرہ رکھنے کی جگہ تھی۔ یہ مسجد میں مردوں کے لیے داخلی دروازہ ہوا کرتا تھا۔ اس حصہ کی پرانی لکڑی کی کھڑکیوں کو جدید کھڑکیوں سے تبدیل کر دیا گیا۔ اسی طرح اس عمارت کی مغربی جانب سیڑھیاں اور داخلی دروازہ ہوا کرتا تھا جو کہ مستورات کے لیے مسجد میں داخل ہونے کے لیے دروازہ تھا۔

مسجد کے اندرون کو پردوں کے ذریعہ مستورات اور مردوں کے لیے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا مغربی جانب ایک محراب بنایا گیا اور اسی جانب ایک انگیٹھی بھی ہوا کرتی تھی۔

اس مسجد کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کئی مرتبہ برکت بخشی اور یہاں متعدد نمازوں کی امامت فرمائی۔

بلاک 2

یہ حصہ 1939ء میں تعمیر ہوا۔ اس کا اولین استعمال معلوم نہیں تاہم ایک عرصہ یہ بوائلر روم کے طور پر مستعمل رہا۔ جماعت کے خریدنے کے بعد اسے پرنٹنگ پریس کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ یہاں سے ایک لمبے عرصے تک اخبار الفضل انٹرنیشنل کے علاوہ دیگر جماعتی کتب و رسائل کی طباعت ہوتی رہی۔

اس کے ساتھ ہی لکڑی کے ستونوں پر کھڑی ایک پانی کی ٹینکی ہے۔ 1950ء کے پلان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بلاک اور بوائلر روم کے درمیان ایک تعمیر بعد میں کی گئی جو کہ بجلی سے متعلقہ چیزوں کے لیے استعمال کی جاتی رہی جس کی تعمیر 1950ء سے قبل کی معلوم ہوتی ہے۔

بلاک 3

اس عمارت کو گرین ہاؤس اور کلاس رومز کے ساتھ منسلک کیا گیا تھا۔ جماعت کے خریدنے کے بعد سٹور کے طور پر یہ جگہ استعمال ہوتی رہی۔ یہ اراضی کے جنوب مشرق میں واقع ہے جو بلاک 14/EF کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ عمارت ایل "L" کی شکل میں ہوا کرتی تھی اور اس کی چھتوں پر ٹائلیں تھیں۔

بلاک 4 اے

اس کا اولین استعمال معلوم نہیں لیکن بعد ازاں یہ پرنٹنگ پریس کے سٹور کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ یہ عمارت بیسویں صدی کے آخر پر تعمیر کی گئی۔

بلاک 4 بی

یہ 1960ء اور 1970ء کی دہائی میں تعمیر ہوا۔ دو منزلہ عمارت ہوتی تھی اور اس کی چھتوں پر ٹائلیں ہوا کرتی تھیں۔ اس کے داخلی دروازہ کی ایک جانب باتھ روم اور دوسری جانب دفتر ہوتا تھا۔ اس دروازہ کے بیرونی جانب سیڑھیاں تھیں جو نچلی منزل تک لے کر جاتی تھیں۔

بلاک 5، 5اے اور 5 بی

یہ 1939ء کی تعمیر ہے جس کو بعد میں مزید کشادہ کیا گیا۔ اس کا استعمال ڈائننگ اور کچن کے طور پر ہوتا رہا۔ کچن کا منہ جنوب کی طرف تھا جس کے سامنے ایک سرسبز لان ہولی گراؤنڈ (Holy Ground) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس بلاک کے عقبی جانب کو بھی کچن کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ یہ بلاک وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا رہا ہے۔

بلاک 6 اور 6اے

یہ 1939ء کی تعمیر ہے جو کہ اسمبلی ہال کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس میں اندرونی اور بیرونی تبدیلیاں کی گئیں۔ جماعت کے خریدنے کے بعد یہ جگہ فاتر کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔

بلاک 7

یہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور یہ عمارت غسل خانوں کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ یہ ایک ہی چھت کے نیچے دو مختلف عمارتیں تھیں۔ اس کے مشرقی کونہ میں ایک کمرہ تھا جو کہ لانڈری روم کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اسی طرح مغربی کونہ میں ایک کمرہ تھا جو سٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس ہال کے درمیان غسل خانوں اور واش بیسنز کی ایک قطار تھی۔ اس کی مشرقی دیوار کے ساتھ ساتھ نہانے کے لیے شاور رومز ہوا کرتے تھے۔

بلاک 8

یہ 1939ء میں تعمیر ہوا اور زنانہ غسل خانے، نہانے کی جگہ اور وضو کرنے کی جگہ کے طور پر مستعمل رہا۔

بلاک 9

یہ عمارت 1974ء کے نقشوں میں پہلی مرتبہ سامنے آئی۔ اس کا استعمال لجنہ ہال اور مستورات کے لیے گیسٹ ہاؤس کے طور پر ہے۔

بلاک 10

یہ عمارت جمنیزیم کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔ 1974ء کے نقشوں میں پہلی مرتبہ سامنے آئی۔ یہ ایک منزلہ عمارت ہے۔

بلاک 11

یہ تعمیر مردانہ معذور افراد کے لیے غسل خانوں کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ یہ 1994ء میں تعمیر کی گئی۔ 1939ء میں یہ پانی کے نکاسی کی جگہ تھی اور 1968ء میں یہ گیراج کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ اس جگہ کو Lavender Corner کے نام سے جانا جاتا تھا۔

بلاک ای ایف/ 14

یہ کیمپ سکول کا حصہ ہے جس کو 1970ء میں کشادہ کیا گیا

بلاک جی

یہ عمارت 1974ء کے بعد کی تعمیر ہے۔ اسے جماعتی گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

بلاک جے

یہ عمارت سٹور کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔ یہ عمارت 1970ء کے نقشہ میں نظر نہیں آتی۔ گویا یہ اس کے بعد کی تعمیر ہے۔

بلاک ایل

یہ 1939ء کی تعمیر ہے۔ جماعت نے اسے رہائش گاہ کے طور پر استعمال کیا۔ تاہم اس عمارت کا اولین استعمال ایک ہسپتال کے طور پر ہوا کرتا تھا جس کے ساتھ ایک نرس فلیٹ بھی شامل تھا۔ بعد ازاں اس میں مزید تبدیلیاں بھی کی جاتی رہیں۔ اس کے اندرونی حصہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا اور اس عمارت کے نچلے حصہ کو سٹور کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

بلاک ایم

یہ 1939ء کی تعمیر ہے۔ یہ بنگلوں کی طرز پر بنایا گیا تھا اور سٹاف فلیٹ کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا۔ 1970ء میں اس میں تبدیلیاں کی گئیں اور یہ ایک ہی طرح کے دو الگ بنگلے بنے جو آپس میں جوڑے ہوئے تھے۔ جماعت کے خریدنے کے بعد یہ عمارت رہائش کی غرض سے استعمال میں لائی گئی۔

بلاک ایس

یہ 1939ء کی تعمیر ہے۔ بعد ازاں اس کی جنوبی سمت میں اضافہ کیا گیا۔ جماعت کے خریدنے سے قبل بھی یہ رہائشی حصہ تھا اور بعد میں بھی رہائش کے طور پر ہی مستعمل رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی رہائش گاہ

اس اراضی میں چند رہائش گاہیں جو کہ بنگلوں کی شکل میں 1980ء اور 1990ء کے دوران بنائی گئیں۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی رہائش گاہ کے طور پر تعمیر کی گئی تھی۔ اس کے تعمیر کی جگہ 1970ء کے پلان کے مطابق سٹاف ہاؤس بنائے گئے تھے۔

یہ بنگلہ لکڑی کی اونچی چار دیواری میں واقع ہے اور یہ ایک منزلہ عمارت ہے۔ اس عمارت میں ایک مرتبہ 2010ء میں مشرقی طرف ایک اضافہ کیا گیا تھا پھر 2011ء میں مزید وسیع کیا گیا ہے اور شمالی جانب داخلی راستہ اور برآمدہ بنایا گیا۔

اصطبل

اسی اراضی میں کچھ اصطبل بھی بنائے گئے تھے جو کہ آج بھی اصطبل کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اس کے علاوہ دو اور تعمیرات ہیں جو کہ 1974ء کے نقشہ میں نظر آتی ہیں ان میں سے ایک کا ذکر 1950ء کے پلان میں بھی ملتا ہے۔

ماخوذ از:

(ISLAMABAD TILFORD,SURREY,
HISTORIC BUILDINGS RECORDING
Oxford archaeology south November 2017)

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

دنیا کو یہ نظر آ رہا ہے کہ اسلام ان شاء اللہ تعالیٰ احمدیت کے ذریعہ پھیلنا ہے

ہمیں اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری میں بڑھتے ہوئے اپنی طرف سے اپنی کوششوں کو مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ فضل اور نوازشیں بڑھتی چلی جائیں

ہمارا جلسہ علاوہ ہماری اپنی تربیت کے تبلیغ کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ بنتا ہے

یہ ماحول ہمارے عارضی ماحول نہ ہوں بلکہ ہماری زندگیوں کا ہر لمحہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ہمارے ہر عمل سے دکھانے والا ہو

جرمن جماعت کے اخلاص و وفا اور اس کے قربانی کے جذبے کو دیکھ کر بھی مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس (نئی جگہ کی خرید) کے لیے کچھ مالی قربانی کی ضرورت پڑی تو جماعت ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قربانی کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیق کو بھی بڑھائے

نہ صرف کارکن بلکہ جلسے میں شامل ہونے والا ہر احمدی غیروں کے لیے اپنے اخلاق اور رویّے کی وجہ سے خاموش تبلیغ کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے

’’آپ نے تمام مسائل بیان کرنے کے بعد مذہب سے اس کا حل پیش کیا اور بتایا کہ ان تمام مسائل کا حل خدا کو پہچاننے میں ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ مذہب مسئلہ نہیں بلکہ مسائل کا حل ہے۔‘‘

’’میں شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کا خدا پر یقین اور ایمان بہت مضبوط ہے مجھے امید ہے کہ آپ یہ نیک کام جاری رکھیں گے اس سلسلہ میں زیادہ توجہ اور محبت جاری رکھیں گے اور پھر ایک وقت آئے گا اور لوگوں کو اس بات کا علم ہو گا کہ زندگی کا اصل مقصد اور ویلیو (value) کیا ہے۔‘‘

’’جو محبت اور انسانیت کا احترام، مساوات اور بھائی چارہ یہاں آ کر دیکھا ہے ایسا کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی اور پروگرام میں دیکھا۔‘‘

’’میں دینی علم حاصل کر رہی ہوں، جلسہ پر پہلی مرتبہ آئی ہوں اور میرا یقین ہے کہ یہ جلسہ امن کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔‘‘

’’ہم اپنے تجربے کی بنا پر بھی یہ کہہ سکتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات بہت گہری اور حکمت سے پُر ہیں اور خواتین علیحدہ جگہ پر زیادہ آسانی اور اطمینان محسوس کرتی ہیں اور انہیں اپنے انتظامات سنبھالنے اور اپنی قابلیتوں کا جوہر دکھانے کا وسیع موقع ملتا ہے۔‘‘

’’اگر کبھی دوبارہ جلسہ میں شامل ہوئی تو سارا وقت مستورات کی مارکی میں گزاروں گی کیونکہ وہاں جو ماحول میسر آیا وہ بہت ہی دینی اور روحانی تھا۔‘‘

’’بیعت میں ایسا لگا مجھ پر ٹھنڈا پانی پڑ رہا ہے اور اب میں اصل اور حقیقی مسلمان ہو گیا ہوں۔‘‘

’’میں یہ علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ دنیا میں کسی جگہ بھی کوئی اپنے سیاسی یا مذہبی لیڈر سے ایسا پیار نہیں کرتا جتنا یہاں میں نے اپنے خلیفہ سے لوگوں کو کرتے دیکھا ہے اور میں اس سچائی کو تسلیم کرتا ہوں۔‘‘

جلسہ سالانہ جرمنی کے کامیاب انعقاد کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکّر، احمدیوں کو اپنی کوششوں کو مزید تیز کرنے کی تلقین

میڈیا کے مختلف ذرائع سے کروڑوں لوگوں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا۔ افریقہ، یورپ، رشین اسٹیٹس، ایشیا الغرض دنیا کے تمام ملکوں سے جلسہ سالانہ جرمنی پر تشریف لانے والے احمدی، غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کے تأثرات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 12/ جولائی 2019ء بمطابق 12/ وفا 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ (ٹلفورڈ، سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے آخری دن بتایا بھی تھا اس سال وہاں حاضری بھی چالیس ہزار سے اوپر تھی۔ یہ ترقیات ہم ہر سال دیکھتے ہیں۔ یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہمارے کاموں اور ہماری کوششوں سے بڑھ کر ہمیں دیتا ہے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری میں بڑھتے ہوئے اپنی طرف سے اپنی کوششوں

کو مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ فضل اور نوازشیں بڑھتی چلی جائیں۔

جلسے میں شامل ہونے والے سینکڑوں غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ایک غیر معمولی ماحول اور اثر دیکھنے میں آیا ہے۔ اپنے تو اظہار کرتے ہی ہیں لیکن کس طرح تمام کارکن بچے بچیاں تک کام کرتے ہیں اور کس طرح اتنی بڑی تعداد میں لوگ بغیر کسی جھگڑے اور فساد کے رہتے ہیں۔ یہ غیروں کے نزدیک ایک عجیب غیر معمولی چیز ہے بلکہ بعض نے تو یہ اظہار کیا کہ یہ ایک معجزہ ہے۔ پس ہمارا جلسہ علاوہ ہماری اپنی تربیت کے تبلیغ کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ بنتا ہے۔ پس یہ چیز ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی شکر گزاری میں بڑھتے چلے جائیں اور یہ ماحول ہمارے عارضی ماحول نہ ہوں بلکہ ہماری زندگیوں کا ہر لمحہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ہمارے ہر عمل سے دکھانے والا ہو اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے مقصد کو ہر وقت پورا کرنے والے ہوں۔

عموماً مَیں جلسے کے بعد مہمانوں کے تاثرات اور جلسے کے بارے میں بعض باتوں کا ذکر کیا کرتا ہوں۔ آج مَیں وہ پیش کروں گا لیکن اس سے پہلے میں کام کرنے والے کارکنوں اور کارکنات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے رات دن ایک کر کے جلسے کے انتظامات کو ہر لحاظ سے کامیاب کرنے کی کوشش کی اور اب وہاں وائنڈ اپ (Wind-up) ہو رہا ہے تو یہ لوگ ابھی تک کام کر رہے ہیں۔

جیسا کہ اب یہاں بھی اور دنیا کی ہر بڑی اور منظم جماعت میں دیکھنے میں آتا ہے کہ کارکن جلسے کے کاموں کے لیے اپنے ذاتی مفادات اور کام پس پشت ڈال کر صرف اور صرف جلسہ کے انتظامات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے کام کے لیے اپنا ہر لمحہ وقف کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کی جماعت بھی اخلاص و وفا میں بڑھی ہوئی جماعت ہے بلکہ بعض قربانیوں میں تو بعض جماعتوں سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ اگر کہیں کمی ہوتی ہے تو عہدیداروں کے کام کے طریق یا صحیح کام نہ لینے یا نہ کرنے میں کمی ہوتی ہے لیکن افرادِ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت قربانی کرنے والے ہیں۔ جان، مال، وقت قربان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص و وفا کو بڑھاتا چلا جائے۔

اس دفعہ شاملین کی تعداد بڑھنے کے بعد انتظامیہ اور امیر صاحب کو بھی خیال آیا گو یہ خیال گذشتہ سال بھی آیا تھا اور میں بھی ان کو چند سالوں سے کہہ رہا تھا لیکن اس سال لگتا ہے کہ سنجیدہ ہوئے ہیں اور امیر صاحب اور مرکزی نیشنل عاملہ اور عہدیدار جو ہیں وہ زیادہ سنجیدہ ہیں کہ ہمارے پاس اپنی ایک بڑی جلسہ گاہ ہونی چاہیے۔ اس دفعہ ان کو پارکنگ وغیرہ کا بھی مسئلہ رہا ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل بھی پیدا ہوئے اور ایک موقعے پر پھر لوگوں کو جلسہ گاہ میں آ کر پروگرام میں شامل ہونے میں بھی دقّت رہی۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں جب رَش بھی زیادہ ہو اور انتظام میں ذرا سی کمی ہو جائے تو یہ ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ تھوڑی سی بدمزگی بھی ہوئی، یہ بھی قدرتی بات ہے ہونی تھی۔ لوگوں نے جو شامل نہیں ہو رہے تھے لیٹ ہو رہے تھے ناراضگی کا اظہار بھی کیا اور ڈیوٹی والے کارکن بھی جو ٹریفک اور پارکنگ میں تھے پریشان رہے لیکن بہرحال ایسے حالات میں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ فون پر ایم۔ٹی۔اے کی سہولت کی وجہ سے لوگوں نے تقریریں سن لیں یا پروگرام دیکھ لیے، سن لیے۔ جلسے کی یہ سب باتیں ایسی باتیں ہیں جو پھر اس طرف توجہ دلاتی ہیں کہ کوئی کھلا انتظام ہونا چاہیے۔ پھر جلسے کی تاریخیں بھی انتظامیہ کے مطابق مقرر کرنی پڑتی ہیں۔ اپنی آزادی نہیں اور اس دفعہ تو جلسے کا ہال بھی انہوں نے بالکل آخری وقت میں دیا ہے۔ یہ سب باتیں اب انتظامیہ کو اس طرف توجہ دلا رہی ہیں کہ ان کی اپنی جگہ ہو جہاں جلسہ منعقد کیا جاسکے۔ امیر صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ایک جگہ دیکھی ہے جس کے حصول کی وہ کوشش کر رہے ہیں اور یہ انہیں پسند بھی آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر وہ جگہ جماعت کے لیے بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے خریدنے اور لینے کے بھی انتظام فرما دے اور آسانی پیدا کر دے۔ مجھے امید ہے اور اسی طرح جرمن جماعت کے اخلاص و وفا اور قربانی کے اس کے جذبے کو دیکھ کر بھی میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس کے لیے کچھ مالی قربانی کی ضرورت پڑی تو جماعت ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قربانی کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیق کو بھی بڑھائے۔

جیسا کہ میں نے جرمنی کے جلسے کے آخری دن میں کہا تھا کہ جرمنی کا جلسہ بھی اب بین الاقوامی جلسہ بن گیا ہے اور یورپ کے لیے تو جلسہ جرمنی میں شامل ہونا پہلے بھی آسان تھا۔ اب اس دفعہ یہ محسوس ہوا ہے کہ بعض دوسرے ممالک جیسے سابق روس کی ریاستیں ہیں اور افریقہ کے بعض ممالک ہیں ان لوگوں کا بھی وہاں آنا زیادہ آسان رہا ہے اور ویزے آسانی سے ملے ہیں۔ اس لحاظ سے جرمنی میں بھی جلسہ گاہ اور متعلقہ انتظامات میں وسعت کی ضرورت ہے۔

کارکنوں کا شکریہ ادا کرنے اور جلسہ کے متعلق ان باتوں کے بعد اب میں آپ کے سامنے جلسے پر آنے والوں کے کچھ تاثرات پیش کروں گا جن سے پتا چلتا ہے کہ نہ صرف کارکن بلکہ جلسے میں شامل ہونے والا ہر احمدی اپنے اخلاق اور رویّے کی وجہ سے غیروں کے لیے خاموش تبلیغ کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔ جلسے کے دنوں میں وہاں ہفتے والے دن دوپہر کو غیر احمدی اور غیر مسلموں کے لیے ایک الگ پروگرام بھی ہوتا ہے جس میں میری تقریر بھی ہوتی ہے تو سب سے پہلے میں اس میں شامل ہونے والوں کے تاثرات بیان کرتا ہوں۔ اس پروگرام میں باقی وقت تبلیغی نشست، تبلیغی پروگرام ہوتا ہے جو وہاں کی مقامی انتظامیہ مہمانوں کے ساتھ کرتی ہے۔

اس سال تبلیغی نشست میں ان کے کُل گیارہ سو اُناسی، seventy nine، ایک ہزار ایک سو اناسی (1179) مہمان شامل ہوئے۔ اس میں جرمن مہمانوں کی تعداد 502 تھی اور دیگر یورپین اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کی تعداد 341 تھی۔ اس کے علاوہ 157 عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ آئے۔ 104 ایشین اور 75 افریقن مہمان بھی شامل ہوئے۔ اس طرح وہاں کل ستاسٹھ (67) قومیتوں کے مہمانوں کی نمائندگی تھی۔

ان مہمانوں میں ایک مسٹر Hans Oliver ہیں جو فرینکفرٹ کی ایک لاء فرم کے سینئر پارٹنر ہیں اور اس لحاظ سے وکیل ہیں۔ انہوں نے تبلیغی نشست میں شامل ہو کے اور میری تقریر سننے کے بعد اپنے یہ تاثرات بیان کیے کہ امام جماعت احمدیہ کی تقریر میرے لیے بہت پر جوش اور ہیجان انگیز تاثیر رکھتی تھی۔ پھر لکھتے ہیں کہ بظاہر پُرسکون اور روزمرہ کے معمول کے مطابق چلتے ہوئے حالات میں آنے والے خطرات اور جنگ کو بھانپ لینا یہ بڑی اہم بات ہے اور امام جماعت احمدیہ نے نہ صرف مستقبل میں معلّق خطرات کو حقیقی طور پر محسوس کیا ہے بلکہ ساتھ ساتھ دنیا کو خبردار بھی کر رہے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے امیگریشن کو جس طرح حکومتوں کے سماجی اور اقتصادی مفادات کے ساتھ جوڑ کر دکھایا ہے وہ تجزیہ بھی برحقیقت تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ ایک قانون دان کے طور پر میں اس پہلو کو اپنے ساتھیوں سے بیان کرنا اور دوطرفہ ضرورت کے ادراک کو عام کرنا چاہوں گا کیونکہ عام طور پر یہاں لوگ صرف پناہ گزینوں کی آمد کا منفی ذکر ہی کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ جڑے ہوئے ملکوں اور قوموں کے مقامی مفادات کو نظر انداز کر جاتے ہیں جو کہ بڑا اہم پہلو ہے۔

پھر ویرینا لُڈوِگ صاحبہ Vereena Ludwig جو لفتھانسا (Lufthansa) میں ہیں۔ ایئر لائن کے آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کی ایکسپرٹ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں خطاب کو سنتے وقت مسلسل سوچ رہی تھی کہ گفتگو دیگر رہنما بھی کرتے ہیں اور دنیا کو پیش آمدہ خطرات سے بچنے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ پھر کہتی ہیں کہ امن عالم کے قیام پر بات کرنا تو لیڈروں کے لیے ایک ہاٹ کیک ہے مگر امام جماعت احمدیہ کی گفتگو میں جو طاقت تھی وہ میں نے کہیں اور نہیں دیکھی اور دوسری بات یہ ہے کہ بڑی تفصیلی تحقیق بھی تھی جس سے گہرا درد بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہ درد نہ ہو تو کوئی اتنا تفصیلی تجزیہ پیش نہیں کرتا۔ پھر کہتی ہیں کہ مذہبی نقطہ نظر سے ہی نہیں بلکہ سماجی اور اقتصادی حوالوں سے دنیا کی لیڈر شپ پر واضح کیا ہے کہ امنِ عالم خوفِ خدا سے منسلک ہے۔ اگر ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر اقدامات نہ کیے گئے تو ایٹمی جنگ کی ہولناک تباہی کے ذمہ دار ہم ہوں گے۔ پھر کہتی ہیں کہ میرے نزدیک اس قدر وضاحت کے ساتھ پیغام دے دیا گیا ہے کہ اگر تعصّبات حائل نہ ہوں تو انسان کے رونگٹے کھڑے کرنے کے لیے یہ تنبیہ کافی ہے اور فیصلہ سازوں تک یہ پیغام پہنچنا چاہیے کیونکہ انسانیت کی وسیع تر بہبود کے لیے اس کا گلوبل لیول پہ ادراک عام ہونا بھی ضروری ہے۔

پھر مسٹر کلاؤزے (Klause) اور مسز ہائڈے (Heide) یہ دو جرمن میاں بیوی تھے، یہ کہتے ہیں کہ یہاں آنے سے پہلے ہمارا تو بہت خوفزدہ سا حال تھا۔ اور اگرچہ کئی سال سے جماعت کا تعارف تھا مگر جلسے میں آتے ہوئے ہمارے تحفظات ہوتے تھے جن کی بنیاد اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں میڈیا سے سنی ہوئی معلومات پر ہی تھی۔ اس لیے یہاں آتے ہی ہم آج بھی بہت گھبرائے ہوئے تھے کہ پتا نہیں کیسا ہجوم ہو گا لیکن آنے کے بعد ہم دونوں میاں بیوی ایسے ریلیکس ہیں اور ماحول میں اتنی اپنائیت ہے کہ ہم گویا اپنے ہی ماحول میں گھوم رہے ہیں۔ میری تقریر کے بعد ان کی بیوی کہتی ہیں کہ اس تعلق میں مَیں یہ کہنا چاہوں گی کہ میں نے جنگ کے فسادات بچشم خود دیکھ رکھے ہیں۔ (دوسری جنگِ عظیم کی یہ بات کر رہی تھیں) اور امام جماعت احمدیہ نے جن تباہیوں اور جن ہولناک مناظر سے قبل از وقت خبردار کیا ہے یا کر رہے ہیں اور جس درد اور سنجیدگی کی روح سے انسانیت کو متنبہ کر رہے ہیں اس کا اثر مجھ جیسوں پر جنہوں نے جنگِ عظیم دیکھ رکھی ہے اَور طرح سے ہوتا ہے۔ اس لیے ہم اس خطاب کے

لفظ لفظ سے متفق ہیں اور چاہتے ہیں کہ موجودہ نسل اس کا بروقت ادراک اور احساس کر سکے۔ ان خاتون کے خاوند کہتے ہیں کہ انہوں نے خطرات کی نشاندہی تو ضرور کی ہے مگر یہ بیان کرتے ہوئے نہ تو کسی کا نام لیا اور نہ ہی اس طرح کے لب و لہجہ سے دورانِ گفتگو کسی طرف خاص جھکاؤ کا تاثر مل رہا تھا اور نصیحت کا انداز پُر درد تنبیہ کا تھا نہ کہ کوئی ذاتی پسند ناپسند کا۔ ذاتی جھکاؤ کا ادنیٰ شائبہ بھی ان کی گفتگو سے نہیں ملا اور مذہبی سربراہ کا یہی مقام ہوتا ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد میں قائل ہو کر جا رہا ہوں کہ جماعت احمدیہ میں دنیا کے لیے ایک درد ہے۔

پھر مسٹر نوبرٹ واگنر (Nobert Wagner) امیگریشن لائر، یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ مَیں جلسے میں شرکت پہلی بار نہیں کر رہا اور احمدیوں کے کیسز کے وکیل کے طور پر مجھے اکثر باتوں کا علم ہوتا رہتا ہے۔ یہ احمدیوں کے اسائلم کیس کرتے ہیں، لیکن امام جماعت احمدیہ کا آج کا خطاب میرے لیے بالکل نئے پہلو اور نئے نکات کا حامل تھا۔ گو کہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کر رہا ہوں مگر یہ اظہار ایک طرح کا فوری ردِّ عمل ہے جو میں کہہ رہا ہوں جبکہ ابھی اس تقریر میں میرے لیے پیشہ وارانہ ضرورت کے بہت سے اہم نکات ہیں جن کو میں گھر جا کر دوبارہ زیرِ غور لاؤں گا۔ مہاجرین اور تارکینِ وطن کے مسئلے پر آج جو نکتہ نظر امام جماعت احمدیہ نے بیان کیا ہے اس سے میزبان ملکوں اور مہاجرین کے باہمی معاملات میں ایک توازن اور وقار پیدا ہو گا اور خاص طور پر جس طرح انہوں نے اعداد و شمار کی مدد سے بڑھاپے اور ریٹائرمنٹ کی عمر کے حوالے سے جرمنی کی افرادی قوت کی ضرورت کو اجاگر کیا ہے اس سے پناہ گزینوں کی عزتِ نفس کو بھی سہارا ملے گا اور میزبان اداروں میں بھی ان مہاجرین کی عزت اور وقار بڑھیں گے مگر میں دوبارہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی میرے لیے اور امیگریشن لاء کی پریکٹس کرنے والے رفقائے کار کے لیے اس میں بہت سا مواد ہے جو ہمارے کام آ سکتا ہے تو اس لحاظ سے بھی، دنیاوی لحاظ سے بھی لوگوں کی مدد ہو جاتی ہے۔

پھر سوئٹزرلینڈ سے ایک خاتون لیلیٰ صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں میں ایک تنظیم کے لیے کام کرتی ہوں اور ہم امن کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ آج جب میں نے یہ تقریر سنی تو مجھے ہر ایک لفظ میں امن ہی امن نظر آیا۔ مجھے ہر ایک لفظ میں برداشت اور انسانیت کی اقدار نظر آئیں۔ اگر آپ امن، برداشت اور انسانیت کو باہم یکجا کر دیں تو پھر آپ ایک خوبصورت معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔ پھر کہتی ہیں جو بھی آپ کہتے ہیں وہ ہمارے ہی فائدے کے لیے ہے۔ سب سے زیادہ متاثر کن بات یہ تھی کہ آپ نے تمام مسائل بیان کرنے کے بعد مذہب سے اس کا حل پیش کیا اور بتایا کہ ان تمام مسائل کا حل خدا کو پہچاننے میں ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ مذہب مسئلہ نہیں بلکہ مسائل کا حل ہے۔

ایک جرمن لڑکی کہتی ہیں کہ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ اس تقریر میں حالیہ مسائل پر بات کی گئی۔ پہلے بھی بعض سیاستدانوں نے بات کی لیکن ان کی باتوں میں کوئی وزن نہیں تھا، وہی معمولی باتیں تھیں جو کوئی بھی کہہ سکتا ہے لیکن یہ تقریر بالکل مختلف تھی۔ آپ نے حقیقی مسائل کے بارے میں بات کی۔ جوہری جنگ کی بات کی۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کی بات کی۔ امیگریشن کی بات کی اور یہ وہ مسائل ہیں جو عام ہیں اور پھر ان کا حل بھی بتایا۔ مذہب پر قدغنیں لگانے کی بجائے مذہب کو فروغ دیا جائے۔ لوگ خدا کی طرف آئیں، اس طرف توجہ دلائی۔ پھر کہتی ہیں بہت واضح الفاظ میں بتا دیا کہ آج کل جو جنگیں ہو رہی ہیں اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سیاسی معاملات پر بھی بڑی روشنی ڈالی۔ پھر یہ کہا کہ طاقتور ممالک کمزور ممالک سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ فائدے ظاہری طور پر اٹھائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ پوشیدہ طور پر اٹھائے جاتے ہیں اور ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ طاقتور ملکوں کے مفادات کا تحفظ کریں۔ یہ سٹوڈنٹ ہیں تو اس لحاظ سے بھی انہوں نے بڑا اچھا تجزیہ کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے لوگ غور سے سنتے بھی ہیں اور پھر اس پر غور بھی کرتے ہیں۔

پھر جرمنی کے ایک عیسائی پادری اندریاس وائس بروٹ (Andreas Weisbrot) ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں جلسہ سالانہ سے، ان بہت سے دوستانہ چہروں سے، اس خوش خلقی کی فضا سے، اس عظیم اتحاد اور محبت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور پھر میری تقریر کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس تقریر نے مجھے حیران کر کے رکھ دیا۔ ایٹمی جنگ کے خطرے کا مجھے اتنا احساس نہیں تھا۔ میرا ابھی یہی خیال ہے کہ ہم صرف اس وقت ترقی کر سکتے ہیں جب ہم سماجی اقدار اور امن کی طرف توجہ دیں اور مل کر امن کی تلاش کریں۔ اس مقصد کے لیے ہمیں ایک مضبوط معاشرے کی ضرورت ہے جس میں ہم رواداری اور کثیر العقائد فضا کو قائم کریں اور اس میں مکالمہ بین المذاہب ایک اہم حصہ ہے۔

یہ تو چند ایک مثالیں مَیں نے بہت ساری مثالوں میں سے لی تھیں۔ اب جلسے کے عمومی تاثرات کے بارے میں بھی چند مثالیں بیان کر دیتا ہوں۔

میسیڈونیا (Macedonia) سے ایک وفد آیا تھا جو ستّر احباب پر مشتمل تھا۔ اس وفد میں آٹھ صحافی بھی شامل تھے۔ دو علاقائی ٹی وی اور دیگر چھ نیشنل ٹی وی یا دیگر نیوز ایجنسیز سے منسلک تھے اور انہوں نے جلسے کی کارروائی کے علاوہ بعض لوگوں کے انٹرویو بھی لیے۔ میرے سے بھی بعض سوال جواب تھے۔ صحافیوں کے علاوہ وفد میں پندرہ عیسائی دوست تھے۔ 23 غیر احمدی مسلمان تھے اور 24 احمدی مسلمان شامل تھے۔ غیر از جماعت مہمانوں میں سے پانچ نے اس جلسے کے دوران اس کارروائی کو دیکھ کر اور سارا پروگرام دیکھ کر بیعت بھی کر لی۔ یہ پہلے بھی زیرِ تبلیغ تھے۔

میسیڈونیا وفد کی ایک خاتون الیگزانڈرا دونیوا صاحبہ (Aleksandra Doneva) پہلی بار جلسہ میں شامل ہوئیں۔ ان کا اپنا اندازِ بیان ہے بڑا شاعرانہ بھی فلسفیانہ بھی۔ اس لیے میں نے اس کو بیان کرنے کے لیے رکھ لیا۔ کہتی ہیں اہلِ خانہ کے بغیر گھر کا کیا تصور ہو سکتا ہے؟ کیا اخلاق کے بغیر انسانیت کا تصور ہو سکتا ہے؟ انسان کی حقیقت مذہب اور عقیدے کے بغیر نہیں ہے اور محبت کے بغیر انسانیت کا کیا تصور ہو سکتا ہے؟ انسان کی روح کی پاکیزگی صرف امن میں رہنے اور امن کو پھیلانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح روح کی پاکیزگی رواداری، باہمی عزت و تکریم میں پنہاں ہے۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا پر یقین رکھے اور زمین پر مستقبل کو بہتر بنائے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس سے ہم انسانیت کی حفاظت کر سکتے ہیں اور جماعت احمدیہ یہ تمام امور سرانجام دے رہی ہے۔ احمدی امن کو پھیلاتے ہیں امن کی تعلیم دیتے ہیں۔ اخلاقیات کو قائم کر رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ بنی نوع انسان یہ تمام امور سرانجام دیں۔ احمدیت لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کر رہی ہے۔ ان کو عبادت کی لَو لگائی ہے۔ احمدیت یہ چاہتی ہے کہ لوگ روحانیت میں اضافہ کرنے والے ہوں۔ ان میں اتحاد قائم ہو۔ وہ خدا کے قریب ہوں اور اس سال جلسہ سالانہ پر میں نے مسکراتے چہروں کے ساتھ بہت زیادہ اچھے لوگ دیکھے جو ہمیں بہت عزت دے رہے تھے۔ ان کو اس بات کا یقین ہے کہ اچھے اخلاق کے ساتھ اچھی زندگی جی جا سکتی ہے۔

کہتی ہیں کہ میں شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کا خدا پر یقین اور ایمان بہت مضبوط ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ یہ نیک کام جاری رکھیں گے، اس سلسلے میں زیادہ توجہ اور محبت جاری رکھیں گے اور پھر ایک وقت آئے گا اور لوگوں کو اس بات کا علم ہو گا کہ زندگی کا اصل مقصد اور ویلیو (value) کیا ہے۔

یہ ایک غیر از جماعت کا تاثر ہے اور یہ تاثر ہمیں اس بات کی طرف لانے والا ہونا چاہیے کہ ہم حقیقت میں اپنی زندگی کے مقصد کو پہچاننے والے ہوں اور اس مقصد کو حاصل کرنے والے بھی ہوں۔

میسیڈونین وفد میں شامل ایک ٹی وی کے صحافی زُورَانچو زُورِنسکی (Zoranco Zorinski) صاحب کہتے ہیں کہ میں دوسری بار جلسے میں شامل ہوا ہوں اور میرے لیے بڑا اعزاز ہے۔ جلسے کے انتظامات بہت اعلیٰ تھے۔ میرے خیال میں جلسے کے انتظامات پچھلے سال کی نسبت زیادہ اچھے تھے۔ پھر کہتے ہیں آپ کا جو خطاب تھا اس سے مَیں بہت محظوظ ہوا۔ ہر لفظ انسانیت کے لیے ایک سبق تھا۔ یہ ایک عالمی پیغام ہے کہ 'محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں'۔ پھر کہتے ہیں کہ خدا پر ایمان رکھنا اور تمام انسانوں کی مدد کرنا یہ ایسا کام ہے جو تمام لوگوں کے درمیان اختلافات کو دور کر دے گا۔ پھر مزید لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لوگوں کو مثبت چیزیں سکھاتی ہے اور پھر میری جو پریس کانفرنس تھی اس کے حوالے سے کہتے ہیں کہ صحافیوں کو جو جوابات دیے وہ انسانیت کی بنیادی اقدار کا اظہار کر رہے تھے۔ کہتے ہیں مَیں بھی صحافی ہوں، میں کسی وقت آپ کا انٹرویو کر لینے کی کوشش کروں گا۔ پھر کہتے ہیں کہ ''اچھی نصیحت کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ مزید لوگ احمدیت قبول کریں گے جو انسانیت کی بہتری کے لیے کام کریں گے۔'' تو دنیا کو یہ نظر آ رہا ہے کہ اسلام ان شاء اللہ تعالیٰ احمدیت کے ذریعے سے پھیلنا ہے۔

پھر وویو مانیوسکی (Vojo Manevski) صاحب کہتے ہیں کہ میں نے گہرائی میں جا کر احمدی مسلمانوں کے پیغام کو سمجھا ہے۔ بطور صحافی میں نے مختلف مذاہب میں ملتی جلتی تعلیمات کا جائزہ لیا ہے۔ مذہب کی بنیاد اللہ تعالیٰ سے محبت اور بنی نوع انسان سے محبت پر مبنی ہے۔ یہ ایسا پیغام ہے جس کی آج کے دور میں بہت ضرورت ہے۔ آج کی دنیا کے بہت سے مسائل کا حل جو دنیا کو سخت پریشان کر رہے ہیں اس محبت کے پیغام میں ہے۔ آج یورپ کا بہت بڑا مسئلہ دائیں بازو کے سیاست دانوں کی طاقت میں اضافہ ہے جس کا حل صرف گفتگو سے ممکن ہے جو مختلف مذاہب، کلچر اور سویلائزیشن (Civilization) کے درمیان ہو۔ اگر ہم خدا کی تلاش کریں تو ہمیں علم ہو جائے

گا کہ ہم میں آپس میں بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جتنا ہم خدا سے دور ہوں گے اتنا ہی ہم انسانیت اور لوگوں سے دور ہوں گے۔ مادیّت کا دور روحانی زندگی اور آپس کے تعلقات کو ختم کر رہا ہے۔ اس لیے ہم اپنی فیملی اور دوستوں کی حفاظت کریں اور تعلقات کی حفاظت کریں۔

پھر ایک جانی رجیپوو (Jani Redjepov) صاحب بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اپنی فیملی کے ساتھ جلسے میں شامل ہوا ہوں۔ جلسہ بہت اچھا رہا۔ جلسہ ایک شاندار تجربہ تھا۔ پھر کہتے ہیں میسیڈونیا میں میں نے جب پہلی بار احمدیت کا پیغام سنا تو مجھے احساس ہوگیا تھا کہ احمدیت کا پیغام لوگوں کے لیے مثبت رہنمائی کا کام ہے۔ پہلے میری فیملی نے اس پیغام کو قبول کیا اور پھر میری رہنمائی کی۔ جلسہ سالانہ میں شرکت کا انتظام کرنے پر آپ کا شکر گزار ہوں۔

پھر ایک تانیہ (Tanja) صاحبہ ہیں کہتی ہیں کہ میں پہلی بار جلسے میں شامل ہوئی ہوں۔ یہاں میرے لیے سب کچھ نیا تھا اور بہت اچھا تھا۔ تمام انتظامات ہر لحاظ سے بہت اچھے تھے خصوصاً کام کرنے والے رضا کاران کا انداز بہت دوستانہ تھا۔ مسکراتے چہروں کے ساتھ پیش آرہے تھے اور بڑے خوش اخلاقی سے یہ کام کر رہے تھے۔

پھر بلغاریہ کے ایک یونیورسٹی کے طالب علم ہیں، کہتے ہیں: لوگ بہت ہمدرد تھے جس کی وجہ سے میں اب یہاں ہوں۔ بیعت کی تقریب کو میں ایک زائر کے طور پر دیکھ رہا تھا۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کرسکوں۔ لوگوں کا اس رنگ میں اکٹھا ہونا ایک شاندار امر ہے۔

بلغاریہ سے 49/ افراد پر مشتمل وفد شامل ہوا تھا اس میں 15/ احمدی تھے اور 34/ غیر از جماعت اور عیسائی احباب شامل تھے۔ وفد میں شامل ایک عیسائی خاتون جولیا (Yulia) صاحبہ کہتی ہیں۔ میں اس بات کو سوچ کر بہت جذباتی ہو رہی ہوں کہ میں بھی احمدیہ جماعت کے جلسے پر ان ہزارہا شاملین کے ساتھ شامل ہوئی ہوں۔ بے شک میں عیسائی ہوں لیکن میری تقریر کے متعلق کہہ رہی ہیں کہ مجھے یہ تقریر بہت پسند آئی۔ آپ کی دعائیں دل پر اثر کرنے والی تھیں۔ تلاوتِ قرآن کریم بھی مجھے بہت پسند آئی۔ اس کا ترجمہ بھی۔ قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ طلباء کو انعامات بھی آپ نے اپنے ہاتھ سے دیے اور پھر آگے بھی دعا دے رہی ہیں کہ آپ کی دعائیں قبول ہوں۔

بلغارین وفد کی ایک خاتون کراسمیرا (Krasrmira) صاحبہ کہتی ہیں مجھے تیسری مرتبہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کا موقع ملا ہے اور ہر سال مجھے نئی سے نئی باتیں سیکھنے کو ملتی ہی۔ میں تقاریر کو بہت غور سے سنتی ہوں کیونکہ میں ایک فزیو تھراپسٹ اور سائیکالوجسٹ بھی ہوں۔ میں ان تقاریر میں بتائی جانے والی جماعت احمدیہ کی تعلیم کے ذریعے اپنے ہر مریض کے مسائل کا بہتر رنگ میں حل کرسکتی ہوں اور میں اپنے لیے بھی مفید نصائح اکٹھی کر کے لے جاتی ہوں۔

بلغارین وفد کی ایک عیسائی خاتون ایوانکا (Ivanka) صاحبہ کہتی ہیں۔ مجھے پہلی دفعہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ میں ساری چیزیں دیکھ کر حقیقت میں حیران رہ گئی ہوں۔ خاص طور پر ان بچوں سے بہت متاثر ہوئی ہوں جو گلاسوں میں ہمیں پانی دیتے تھے۔

پھر ایک خاتون گیلیا (Galia) صاحبہ کہتی ہیں مَیں تینوں دن جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی۔ میں جلسہ کی مہمان نوازی اور انتظامات سے بے حد متاثر ہوں۔ میں ان خوش اخلاق اور نیک ارادے رکھنے والے لوگوں سے بھی بہت متاثر ہوئی ہوں جن سے میں جلسے کے موقع پر ملی۔

ہنگری سے بھی اس سال وفد آیا جس میں آٹھ مہمان تھے اور گیارہ احمدی شامل تھے اور سَاوَا وِنُس (Szava Vince) صاحب جن کا تعلق روما قوم سے ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لیے اور ان کی لیگل (legal) مدد کے لیے ہم نے ایک تنظیم بنائی ہے اور اس تنظیم کے سولہ ہزار سے زائد ممبر ہیں۔ جلسے میں پہلی مرتبہ شامل ہوئے۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کو اپنے کام کی وجہ سے مختلف لوگوں سے ملنا پڑتا ہے۔ یہ مختلف تقریبات میں جاتے ہیں ان کے پروگراموں میں جاتے ہیں۔ یہودیوں کے پروگراموں میں بھی گئے۔ مسلمانوں کے پروگراموں میں بھی گئے۔ عیسائیوں کے پاس بھی گئے۔ انہوں نے بتایا کہ جو محبت اور انسانیت کا احترام، مساوات اور بھائی چارہ یہاں آکر دیکھا ہے ایسا کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی اور پروگرام میں دیکھا۔ انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت نے انہیں موقع دیا کہ یہاں آکر خود دیکھیں کہ ہم جو کہتے ہیں ’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘۔ اس کا عملی اظہار بھی یہاں ہو رہا ہے۔ یہ بتاتے ہیں کہ یہ تجربہ ان کے لیے ایک لائف ٹائم تجربہ ہے۔ اس کو بھلایا نہیں جا سکتا اور یہ جلسہ میں شمولیت کی وجہ سے خاص جذباتی کیفیت میں ہیں۔ پھر کہتے ہیں اپنے ملک میں جہاں مسلمان مہاجرین کے مسائل کی وجہ سے ان کے لیے خاص نفرت ہے ہم مسلمانوں کے لیے پہلے سے بھی بڑھ کر آواز اٹھاتے رہیں۔ پہلے بھی آواز اٹھاتے رہے ہیں لیکن اب تو مزید زور اور شور کے ساتھ آواز اٹھائیں گے کہ وہ مسلمان جن کی باتیں میڈیا کرتا ہے یہ بالکل غلط باتیں ہیں۔

پھر وفا حسن شرمانی صاحبہ یمن کی ہیں۔ اپنے بیٹے اور والدہ کے ساتھ ہجرت کر کے ہنگری آگئی ہیں۔ یہ کہتی ہیں کہ جلسہ میں پچھلے سال بھی اور اس سال بھی شامل ہوئی تھی۔ اور پچھلی دفعہ جب یہ عورتوں کی طرف گئی تھیں تو کہتی ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو وہاں زیادہ comfortable محسوس کیا تھا تو اس سال انہوں نے عورتوں میں جا کر وہیں سارے پروگرام سنے اور کہتی ہیں ان کے لیے ایک خاص روحانیت سے بھرا ہوا اور جذباتی ماحول تھا۔

پھر ایک مہمان بیسم جوزی (Besim Gjozi) صاحب ہیں۔ آخری روز بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے اور کہتے ہیں کہ اس کے لیے میں اللہ تعالیٰ کا بہت شکر گزار ہوں۔

ایک اور مہمان سِنان بڑے شانائے (Sinan Breshanaj) صاحب کہتے ہیں کہ میرے جماعت میں شامل ہونے کا سبب ہی وہ ملاقات تھی جو چند سال پہلے میرے سے ان کی ہوئی۔ کہتے ہیں اس وقت سے ان پر اثر تھا جس کے بعد یہ ہر سال جرمنی کے جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔

دوسرے ایک احمدی دوست بیکم بِیتسی (Bekim Bici) صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے 2004ء میں بیعت کی۔ جرنلزم میں گریجوایشن میں اعلیٰ کامیابی حاصل کی اور اس بنا پر 2016ء کے جلسہ سالانہ پر میں نے میڈل بھی حاصل کیا۔ اس کے بعد میں نے البانیہ میں آن لائن اخباروں میں بطور صحافی کام کیا۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ پر آنے کے لیے جب میں نے چھٹی کی درخواست دی تو منظور نہیں ہوئی۔ اس پر میں نے کام سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ میں اس جلسہ سالانہ سے غیر حاضر نہیں ہوسکتا تھا۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسی دن میرے لیے دوسری میڈیا کمپنی میں کام دلا دیا جہاں پر یہ شرط بھی منظور کر لی گئی کہ میں اس سال جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہو کر واپسی کے بعد کام شروع کرسکتا ہوں۔ کہتے ہیں اسی طرح اس سال بھی صرف چار ماہ ہوئے تھے کہ ایک آن لائن اخبار میں کام کر رہا تھا۔ کمپنی کے قوانین کے مطابق چھ ماہ سے پہلے چھٹی نہیں مل سکتی تھی۔ پھر بھی میں نے جلسے کے لیے درخواست دی جو منظور نہیں ہوئی۔ میں نے استعفیٰ دے دیا اور اسی دن مجھے تین اور کمپنیوں کی طرف سے کام کی آفر ملی۔ چنانچہ اس پر میں نے ایک جگہ اس شرط کے ساتھ کام قبول کرلیا کہ میں جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہو کر واپس آنے کے بعد کام شروع کروں گا۔ چنانچہ میری شرط منظور کر لی گئی۔ یہ ہے ایمان اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی حقیقی مثال جو نئے آنے والے بھی قائم کر رہے ہیں۔

پھر ایک احمدی دوست گَزِیم مُژاچِی (Gëzim Muzhaqi) صاحب جن کا تعلق لامذہب سوسائٹی سے تھا۔ چند سال قبل ان کا جماعت سے رابطہ ہوا۔ مذہب اور خصوصاً اسلام سے متعلق دلائل جو جماعت احمدیہ دیتی ہے وہ انہیں بہت معقول لگے، بہت پسند آئے۔ اس سے قبل مولویوں کی کہانیوں کی وجہ سے ان کا دل مذہب سے بیزار تھا۔ چنانچہ چند سال قبل انہوں نے بیعت کی اور اب آہستہ آہستہ اسلامی شعار کی پابندی کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ مجھے بہت خاص لگا۔ مہمان نوازی اور انتظامات ہر سال کی طرح نہایت ہی اعلیٰ تھے اور یہ کہتے ہیں کہ لجنہ میں میرا خطاب اور جو اختتامی خطاب تھا اس نے مجھے بڑا متاثر کیا اور یہ پیغام ہم مردوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

پھر ایک مہمان اِلیِرْ چُولانجی (ILIR CYLANDJI) ہیں۔ البانین ہیں۔ جرمنی میں رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جلسہ سالانہ ہر احمدی مسلمان کے لیے ایک عظیم الشان روحانی اجتماع ہے جس میں افرادِ جماعت کے علاوہ دیگر مذاہب اور قوموں سے تعلق رکھنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد شامل ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر انہیں جہاں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے تعارف حاصل ہوتا ہے وہیں جماعت احمدیہ میں قائم نظامِ خلافت کے ذریعے ان خوبصورت تعلیمات کے عملی نمونے دیکھنے کا بھی تجربہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں ان تین دنوں کے دوران مردوں اور خواتین کے جلسہ گاہ میں صرف اجلاسات کا انعقاد ہوتا ہے اور موجودہ زمانے کے تغیّرات اور چیلنجز کے بالمقابل اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پیش کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں میں بحیثیت ایک احمدی مسلمان سارا سال اس روحانی جلسے کا بڑے اہتمام سے انتظار کرتا ہوں کیونکہ یہاں ایک حقیقی اخوّت کی روح نظر آتی ہے جسے بیان کرنا ناممکن ہے اور کہتے ہیں کہ خالص اور فطری محبت کا اظہار تمام اراکینِ جماعت کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس جلسے میں آکر مجھے یوں لگتا ہے گویا میں جنت میں ہوں اور دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان ہوں اور اگلے سال کے جلسہ کا بڑی بے صبری سے میں انتظار کر رہا ہوتا ہوں۔

پھر جارجیا کا وفد تھا جو 85/ افراد پر مشتمل تھا۔ رشیا کے کسی بھی ملک سے آنے والا یہ سب سے بڑا وفد تھا۔

ایک فلاحی ادارے کے چیئرمین بیسو (Besso) صاحب کہتے ہیں کہ بہت سے احمدی احباب سے بات کرنے کا موقع ملا اور میں نے بات چیت میں یہ جائزہ لینے کی کوشش کی کہ یہ جماعت کس قدر مذہبی رواداری کا خیال رکھنے والی ہے۔ اس غرض سے دو احمدیوں سے بات چیت کی اور اس بات چیت کے دوران میں نے انہیں اچانک بتایا کہ میں مسلمان نہیں ہوں بلکہ عیسائی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ یہ جان کر ان لوگوں کا رویہ بدل جائے گا لیکن میں بہت حیران ہوا کہ احمدی دوست جس طرح پہلے خوش اخلاقی سے بات کر رہے تھے اسی طرح اپنے اخلاق کا اظہار کرتے رہے اور کسی قسم کے تعصّب کا اظہار نہیں کیا۔ اس طرح بھی غیر لوگ جو ہیں ہمیں آزمانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جارجیا کے وفد میں دینی علوم کی طالبہ نانوکا (Nanuka) صاحبہ بھی شامل تھیں اور بیعت کی تقریب کے بارے میں اپنے جذبات بیان کرتی ہیں کہ بیعت کی تقریب جذبات سے بھرپور تھی۔ مجھے مذہبی اتحاد کا ایک نظارہ دیکھنے کو ملا اور معلوم ہوا کہ کس طرح مختلف رنگ ونسل کے لوگ امن کے ساتھ اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ میں دینی علم حاصل کر رہی ہوں۔ جلسے پر پہلی مرتبہ آئی ہوں اور میرا یقین ہے کہ یہ جلسہ امن کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

پھر ایک اور خاتون ہیں نانا کردیانی (Nana Kurdiani) صاحبہ کہتی ہیں میں نہ تو مسلمان ہوں اور نہ ہی عیسائی ہوں لیکن اس جلسے پہ آنے کے بعد میں اپنے آپ کو اسلام کی طرف جھکا ہوا دیکھتی ہوں اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ میں اپنے مذہب کے بارے میں کچھ فیصلہ کروں۔ پھر جارجیا سے ایک یونیورسٹی طالب علم ہیں جورجیو (Georgio) صاحب یہ ایک امام کا بھتیجا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میں برائے نام مسلمان ہوں لیکن اب جلسے پر شامل ہو کر امام جماعت احمدیہ کی محبت کو دیکھ کر میں جماعت احمدیہ کے بارے میں مزید مطالعہ کروں گا۔

کوسووو سے بھی ایک وفد آیا ہوا تھا 45/ افراد پر مشتمل تھا۔ 30/ احباب اس میں احمدی تھے 15/ غیر از جماعت تھے۔ ایک دوست مسٹر شیپ زکرجی (Mr.Shaip Zeqiraji) صاحب دوسری بار جلسے میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جب مجھے اطلاع ملی کہ جلسے میں شامل ہونا ہے تو یہ بہت خوش ہوئے مگر اس سفر کے اخراجات جب سامنے آئے تو بہت کشمکش میں مبتلا ہو گئے لیکن پھر کہتے ہیں خلیفہ وقت سے ملنا اور جلسے میں شامل ہونا میری ایک تڑپ تھی۔ اس لیے وہ کہتے ہیں میں نے اپنی گائے بیچی اور جلسے میں شامل ہونے کے اخراجات پورے کیے۔ اس طرح بھی لوگ احمدی ہونے کے بعد قربانی کر کے جلسے میں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پرانے زمانے کی مثالیں ہیں جو یہ قائم کر رہے ہیں۔

کوسووو کے وفد میں ایک دوست مسٹر سکینڈر اسلانی (Skender Asllani) صاحب بھی تھے جو البانین زبان اور لٹریچر کے استاد ہیں۔ انہیں اس سال بیعت کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ کہتے ہیں کہ مجھے تو ڈھونڈنے پر بھی ان جلسے کے انتظامات میں کوئی نقص نہیں ملا۔ تقاریر کا معیار بہت عمدہ تھا اور پھر میری تقریر کا بھی کہتے ہیں کہ بڑا متاثر ہوا۔ پھر کہتے ہیں بیعت کرنا ایک انعام ہے جس کی قدر ہم سب کو کرنی چاہیے کیونکہ اس ماحول میں ایک ہاتھ پر جمع ہونا ہی کامیابی کی کنجی ہے۔

مالٹا سے جلسے میں شامل ہونے والی تین خواتین مستورات کی مارکی میں بھی گئیں۔ کہتی ہیں کہ ہمارا بہت خیال رکھا گیا۔ بہت دفعہ ہمیں پوچھا گیا۔ خواتین کی مارکی میں ایک فیملی کا ماحول تھا۔ ایسے تھا کہ جیسے ہم ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح شاید صدیوں سے جانتے ہیں مگر ہماری تو پہلی بار ملاقات ہو رہی تھی۔

پھر یہ کہتی ہیں کہ خواتین کی مارکی میں زیادہ آسانی تھی اور ہمیں دونوں طرف کے ماحول کو تجربہ کرنے کا موقع ملا اور ہمیں اسلامی تعلیمات جس میں مرد و خواتین کے لیے علیحدہ انتظام کیا جاتا ہے اس کی صحیح اور گہری حکمت اور فلاسفی کو سمجھنے کا موقع ملا اور ہم اپنے تجربے کی بنا پر بھی یہ کہہ سکتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات بہت گہری اور حکمت سے پُر ہیں اور خواتین علیحدہ جگہ پر زیادہ آسانی اور اطمینان محسوس کرتی ہیں اور انہیں اپنے انتظامات سنبھالنے اور اپنی قابلیتوں کے جوہر دکھانے کا وسیع موقع ملتا ہے۔

پس غیر بھی اب اس بات کو ماننے لگ گئے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کی جو علیحدگی ہے اور جو انتظامات ہیں یہ حقیقت میں ضروری ہیں اور ہماری نوجوان نسل کی بعض لڑکیوں کو جو بعض خیالات آتے ہیں کہ اکٹھا کیوں نہیں ہوتا اور اکٹھے کیوں نہیں؟ یہ آزادی نہیں ہے؟ ان کو بھی سوچنا چاہیے۔

مالٹا سے جلسہ میں شرکت کرنے والی ایک مہمان خاتون جن کی حال ہی میں شادی ہوئی ہے کہتی ہیں کہ آپ کا مستورات سے جو خطاب تھا اس سے مَیں بڑی متاثر ہوئی۔ آپ نے مرد و خواتین کے حقوق اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ گھروں میں مسائل پیش آتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ کی یہ رہنمائی ہمیشہ کے لیے بہت مفید ثابت ہو گی۔ پھر کہتی ہیں کہ اس بارے میں یہ بیان کیا کہ اسلام کی شادی سے قبل پاکیزگی اور عفّت کی تعلیم بہت ہی پُرحکمت اور جامع ہے۔ یہ بڑی ضروری چیز ہے۔ روحانی اور جسمانی پاکیزگی اور تقویٰ اور طہارت کی طرف بھی ہماری رہنمائی کی۔ پھر کہتی ہیں اگر کبھی دوبارہ جلسے میں شامل ہوئی تو سارا وقت مستورات کی مارکی میں گزاروں گی کیونکہ وہاں جو ماحول میسر آیا وہ بہت ہی دینی اور روحانی تھا۔

قرغیزستان سے آنے والے ایک مہمان بیان کرتے ہیں کہ جلسے میں شامل ہو کر غیر معمولی احساسات تھے۔ احمدی ہونے سے قبل مجھے کبھی بھی رونا نہیں آیا مگر صرف قادیان اور جرمنی میں رونا آیا۔ محسوس ہو رہا تھا کہ دل میں ایک نرمی اور تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ ہر ایک جو بیعت کرتا ہے اس کے ذریعے میرے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ میں پہلے مولوی تھا، جب جماعت احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کیا تو تمام باتیں جو قرآنِ کریم میں دجال اور مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ کے بارے میں بیان ہوئی ہیں ان سب باتوں کی حقیقت معلوم ہوئی۔ بیعت میں ایسا لگا مجھ پر ٹھنڈا پانی پڑ رہا ہے اور اب میں اصل اور حقیقی مسلمان ہو گیا ہوں۔

پھر تاجکستان سے ایک مہمان عبدالستار (Abdussator) تھے کہتے ہیں میں نے احمدیوں کے بارے میں سنا تھا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں اور شراب کو جائز سمجھتے ہیں۔ جلسے میں شامل ہونے سے پہلے احمدیوں کی مسجد سبحان دیکھی۔ یہ وہاں جرمنی میں ہے اور اس میں نماز پڑھی تو پتا لگا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں اور پانچ ارکانِ دین پر عمل کرتے ہیں۔ جلسے میں شامل ہو کر پتا چلا کہ یہ امام مہدی کو مانتے ہیں اور بالکل شراب نہیں پیتے اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ یہاں جلسہ میں شامل ہونے کے بعد بہت زیادہ معلومات احمدیہ جماعت کے بارے میں ملیں اور میں بنیادی طور پر آپ لوگوں کو مسلمان سمجھنے لگا ہوں۔ ارکانِ دین اور ارکانِ اسلام وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہوتے ہیں۔ یہاں پر حج کے بعد دوسری مرتبہ اتنے مسلمانوں کو اکٹھے ہوتے دیکھا۔

لتھوینیا (Lithuania) سے جو وفد آیا تھا 58/ افراد پر مشتمل تھا۔ 46/ غیر احمدی تھے۔ 12/ احمدی تھے۔ وہاں سے ایک پطرس یانولیونس (Petras Janulionis) اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جلسہ پر آنے سے قبل اسلام کے بارے میں میرا تصور کچھ اچھا نہ تھا لیکن جلسے میں شمولیت کے بعد اسلام کے بارے میں میرے جذبات مثبت ہو گئے ہیں۔ مجھے جلسے میں اس بات کا احساس ہوا کہ مسلمان اپنے عقیدے کے ساتھ بہت سنجیدہ ہیں بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ عیسائیوں کی نسبت بہت زیادہ سنجیدہ ہیں۔

پھر لتھوینیا کی ایک صاحبہ مانیفہ (Manefa) صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ جلسہ میں شمولیت سے قبل اسلام کے بارے میں شش و پنج میں تھی کیونکہ بعض مسلمان نہایت غصیلے اور دوسرے مذہب کے بارے میں عدم برداشت کا شکار ہوتے ہیں لیکن جلسے میں شمولیت کے بعد مجھے اندازہ ہوا ہے کہ احمدی مسلمان دوسروں کی رائے اور مذہب کا احترام کرنے والے اور تمام انسانیت میں امن اور محبت بانٹنے والے لوگ ہیں۔

لتھوینیا سے ایک لائر کمپنی کے سربراہ آئے ہوئے تھے۔ شارونس (Sarunas) صاحب کہتے ہیں جلسہ سالانہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں اسلام کی پُرامن تعلیم کا پتا چلتا ہے اور اسلام کے بارے میں جو غلط تصورات ہیں اس کا قلع قمع ہوتا ہے۔

سیریا (Syria) کے ایک دوست جنہوں نے جنوری 2019ء میں بیعت کی تھی وہ بیعت کا اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے والد نے 2008ء میں سیریا میں بیعت کی تھی۔ پھر ایک بھائی نے بھی بیعت کر لی لیکن میں تین دفعہ جلسے پر آیا ہوں اور لوگوں کو جذبات سے روتے دیکھ کر حیران ہوتا تھا اور ہنستا تھا کہ یہ لوگ کیوں روتے ہیں لیکن میں مخالف ہی رہا اور بیعت نہیں کی۔ پھر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر یہ جماعت سچی ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی رہنمائی فرما دے۔ اس پر میں نے خواب میں دیکھا کہ اسی ملاقات کا سا موقع ہے۔ لوگ بیٹھے ہیں۔ میں پہلی صف میں بیٹھا ہوں۔ سب دوست خاموش ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آپ آتے ہیں اور میں نے بے اختیاری سے رونا شروع کر دیا تو اس پر میں نے انہیں اپنے پاس بلایا اور پیار سے پوچھا اور کہا کہ ادھر آ کے پاس بیٹھ جاؤ۔ کہتے ہیں اس پر میں بیدار ہوا تو بیعت کے لیے شرح صدر ہو گیا اور بیعت کر لی۔ یہ واقعہ خود بھی مجھے سنایا اور اس وقت بھی دوران ملاقات بڑے جذباتی تھے۔ بعد میں بھی جب بھی ان پر نظر پڑتی تھی بڑے جذباتی ہو جاتے تھے۔

بیلجیم سے آنے والے ایک نوجوان دوست لوُرخ بالن صاحب کہتے ہیں کہ میں نے چند ماہ قبل بیعت کی تھی۔ پہلی بار جلسے میں شامل ہوا ہوں۔ اس جلسے میں شامل ہو کر حیران رہ گیا کہ اتنا خوبصورت بھائی چارے کا ماحول ہے۔ پہلے جو میں نے سنا تھا اس کی حقیقی تصویر اس جلسے میں دیکھنے کو ملی اور بڑا خوش قسمت ہوں کہ روحانی

ماحول میں شامل ہوا۔

سینیگال سے آنے والے ایک مہمان تھے جو وہاں اپنے علاقے میں کمشنر ہیں۔ انہوں نے میری ملاقات کا ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ ملاقات کے بعد میں بڑا خوش ہوا اور آپ کی جو تقریر ہے وہ محبت اور توحید کا درس ہے اس سے بڑا متاثر ہوں۔ کہتے ہیں اگر میں جلسہ نہ دیکھتا اور آپ سے نہ ملتا تو میں اپنی زندگی میں ایک بہت بڑا خلا محسوس کرتا اور آج میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی کا مشن مکمل ہو گیا ہے۔

یہ ایک کشتی لائے ہوئے تھے اور وہ اپنی گود میں لے کے بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ یہ تحفہ ہے۔ ہم آپ کے لیے لائے ہیں اور کہا کہ یہ کشتی امن کی کشتی ہے۔ 'محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں' کی کشتی ہے۔ اب جو اس میں سوار ہو گا وہی امن پائے گا اور یہ احمدیت کی کشتی ہے اور کشتی کا تحفہ دینے کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی تھا کہ ہمارے ملک کی معیشت اس سے وابستہ ہے۔ وہاں ماہی گیر زیادہ ہیں۔ لہٰذا ہمارے ملک کے لیے خاص دعا کریں۔

پھر ان کے ساتھ ایک اور مہمان تھے وہ وہاں اسٹیبلشمنٹ کے محکمہ صحت کے ڈائریکٹر ہیں اور انہوں نے ہسپتال کے حوالے سے بھی میرا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہاں آ کر انہوں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ دیکھا ہے پھر کہتے ہیں کہ میں نے دنیا کے بہت سے ممالک دیکھے ہیں۔ مذہبی اور سیاسی اجتماع بھی دیکھے ہیں۔ امریکہ اور یورپ سب جگہوں پر گیا ہوں لیکن آج تک ایسا نظام، ایسا حقیقی اسلام اور اسلام کی ایسی تصویر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ ایسی اطاعت کبھی نہیں دیکھی جو میں نے یہاں لوگوں میں دیکھی ہے اور خلافت سے ایسی محبت میں نے نہیں دیکھی۔ کہتے ہیں میں یہ علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ دنیا میں کسی جگہ بھی کوئی اپنے سیاسی یا مذہبی لیڈر سے ایسا پیار نہیں کرتا جتنا یہاں میں نے اپنے خلیفہ سے لوگوں کو کرتے دیکھا ہے اور میں اس سچائی کو تسلیم کرتا ہوں۔

پھر ایک ڈاکٹر مورجاؤ (Mordiaw) صاحب تھے۔ کہتے ہیں ہم دل سے اس سچائی کو قبول کرتے ہیں۔ جو ہم نے دیکھا ہے یہ ایک ایسی سچائی ہے کہ جس کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا اور ہم اور ہمارے دل آج سے آپ کے ساتھ ہیں۔ جو ہم نے دیکھا ہے اور آپ سے سنا ہے اس کو ہم محسوس کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

بوسنیا وفد بھی شامل ہوا جس میں 74/ افراد شامل تھے۔ ایک مقامی این جی او کے بانی یاسمین سپاہیچ (Yasmin Spahich) صاحب ہیں۔ یہ ان کے صدر رہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ کا اسلام اور بانیٔ اسلام سے عشق اور اس عشق کا انتشار آپ کے محبت بکھیرنے والے الفاظ میں ہوتا ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے حوالے سے نصیحت دل کو چھو رہی تھی۔ یہی وہ کام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگلا جلسہ اس سے بھی بہتر ہو اور یہ جلسہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قوت اور اتحاد پیدا کرنے کا باعث ہو۔

پھر یمینہ چاؤشیوِیچ (Emina Chaoshevich) صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں مجھے جلسہ میں شامل ہو کر یہ احساس ہو گیا کہ جلسہ کے ماحول میں وہ قوت اور تاثیر ہے کہ روحانی طور پر مردہ انسان میں زندگی کی روح چلی آتی ہے۔

پھر علما کریمیش (Elma Krehmiche) صاحبہ ہیں کہتی ہیں میں اس موقعے سے استفادہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا شکر ادا کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے اس عظیم جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ مہمان نوازی اور جلسے کے متعلق تمام انتظامات نے مجھے حیرت انگیز طور پر متاثر کیا ہے اور خصوصاً میرا یہ weekend ایسے لوگوں کے درمیان گزرا ہے جن کے چہرے پہ ہمیشہ مسکراہٹ تھی۔

پھر وہاں بیعت کی تقریب بھی ہوئی جس میں 16/ ممالک سے تعلق رکھنے والے 37/ افراد نے بیعت کی توفیق پائی جس میں البانیہ، سربیا، ہالینڈ، جرمنی، چیچنیا، رومانیہ، کوسووو، بیلجیم، سیریا، ترکی، ازبکستان، لبنان، سینیگال، گھانا، گیمبیا، گنی کناکری شامل تھے۔

ایک دوست مسٹر لبینوٹ (Labinot) کوسووو کے ایک ہائی سکول کے پرنسپل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ نے مجھ پر ایک خاص جذباتی اثر ڈالا ہے اور خاص طور پر جب آپ نے وہاں کہا کہ بیٹھ جاؤ تو اتنا بڑا مجمع فوراً بیٹھ گیا۔ یہ دنیا میں کہیں دیکھنے میں نہیں ملا۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ جلسہ میں شامل ہونے کے بعد تو میں یہ کہتا ہوں کہ جلسہ تین دن کا نہیں ہونا چاہیے بلکہ تیس دن کا ہونا چاہیے اور کہتے ہیں بیعت کرنے کا میرا ارادہ نہیں تھا لیکن میں سب چیز سے اور پھر اس سے اتنا متاثر ہوا ہوں کہ بیعت کے دوران میری طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ خود بخود ہی میرا ہاتھ اٹھ گیا اور الفاظ دہرانے شروع کر دیے اور اب میں نے بیعت کر لی۔ صرف ظاہری طور پر نہیں بلکہ حقیقت میں کر لی۔

پھر آذربائیجان سے آغا صف صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میں روحانیت کی اتنی بلندیوں کو دیکھوں گا۔ مربی محمود صاحب نے مجھے جماعت کے بارے میں اور اس کے عقیدے کے بارے میں معلومات دینی شروع کیں۔ مجھے یہ سب بناوٹی اور جھوٹ لگا۔ میں نے ان باتوں کو سنتے ہی انکار کر دیا لیکن معلوم نہیں تھا کہ سچ کی یہ قوت مجھے جلد اپنی طرف کھینچ لے گی۔ یقینی طور پر، جماعت کی سچائی اور اس کے پیش کردہ دلائل بہت پختہ ہیں۔ ویڈیوز میں دیکھے جانے والے نظارے یہاں آ کر حقیقت میں دیکھنے کا موقع ملا۔ جلسے میں بہت سے لوگوں سے ملنے کا موقع ملا لیکن ہر ایک سے مل کر ایک ہی جیسا خوشگوار احساس ہوتا تھا جو یقینی طور پر دلیل ہے کہ یہ ایک جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت بخشی۔ پہلی دفعہ جب مجھے اطلاع دی گئی تو مجھے یقین نہیں آیا۔ میں نے چار پانچ بار پوچھا کیا واقعی میں خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیعت کروں گا۔ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور ساتھ ہی پریشان ہو گیا کہ میں تو اس قابل نہیں۔ پھر میں نے درود شریف اور استغفار کا وِرد کرنا شروع کیا۔ بیعت کا موقع آنے تک میں نہ کھا سکا اور نہ ہی کچھ اَور کر سکا۔ الحمد للہ بیعت کا موقع بھی آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی قوت بخشی، روحانی موقعے سے نوازا کہ میں بیعت کے بعد سجدے میں گر گیا اور اس ذات کا شکر ادا کیا جس نے اپنے اس ناچیز گناہگار بندے کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔ جلسے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ پھر ملاقات کا ایک موقع بھی مل جائے گا۔ میں سارا دن کئی سوال سوچتا رہا لیکن ملاقات ہوئی تو میں بھول گیا اور صرف سب سے زیادہ فکرمند کرنے والا سوال یاد رہا کہ جلسہ کے بعد اپنے ملک جانے کے بعد کیا روحانیت کا معیار قائم رہے گا۔ تو اس پر آپ نے کہا کہ اس کو قائم رکھنے کے لیے سورت فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم اور صراط الذین انعمت علیھم اور استغفار کو باقاعدگی سے پڑھتے رہا کرو اور کہتے ہیں میں یہاں سے یہ عہد کر کے جا رہا ہوں کہ اگلے جلسے تک اس نصیحت پر عمل پیرا رہوں گا اور اگلے جلسہ پر آ کر یہ بتاؤں گا کہ میں نے نصیحت پر عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص و وفا کو بڑھاتا رہے۔

کوسووو کے وفد میں ایک دوست تھے جو پہلی دفعہ شامل ہوئے۔ کہتے ہیں اپنے احساسات اور جذبات کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میری زندگی میں کب سے ایک خواہش تھی کہ کوئی ایسا وجود مجھے ملے جو دنیا کی فکر کرنے والا ہو اور جس سے مل کر میرے تمام مسائل اور تکلیفیں حل ہو جائیں۔ میرا اس جلسے میں شامل ہونا خدائی تصرّف سے تھا اور بیعت کرتے ہوئے مجھے ایسے لگ رہا تھا گویا کہ میں خدا کے قریب ہو گیا ہوں۔

پھر البانیہ کے پلُومب (Pellumb) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جماعت میں داخل ہونے کی سعادت پائی۔ اللہ تعالیٰ کا اس کے لیے بے حد شکر گزار ہوں کہ مجھے احمدیت میں آنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ایک سال قبل میں ایمان سے خالی تھا اور اس سال اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان کی دولت نصیب فرمائی ہے۔ میری پیدائش اور پرورش مکمل لامذہب ماحول میں ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ میں شمولیت اور آپ سے ملاقات کے ذریعہ مجھے ایمان سے آراستہ کیا۔

ڈاکٹر محمد محمود صاحب کہتے ہیں جب دو سال قبل پہلی بار جلسے پہ آیا تو مجھے عجیب سا لگا اور میرے لیے بالکل نئی بات تھی کہ احمدی کہتے ہیں کہ مہدی اور مسیح آ گیا اور ہمیں اس کا ابھی علم نہیں ہے۔ میرے ذہن میں کئی سوالات گردش کرتے کہ ہم نے تو یہی سیکھا اور پڑھا ہے کہ مہدی عربی ہو گا اور اس کا نام محمد بن عبداللہ ہو گا۔ کیا یہ جماعت دینی ہے یا سیاسی۔ اسی طرح کے کئی سوالات نے میرے ذہن کو جکڑ لیا۔ ان سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے میں اگلے سال پھر جلسے پر آیا اور احمدی بھائیوں سے مختلف موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی۔ جلسے کے بعد بھی میرا احمدیوں سے رابطہ رہا اور آہستہ آہستہ میرے تمام سوالات کے جوابات ملتے رہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ احمدی ہی ایک حقیقی مسلمان کی تمام صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے جماعت کی محبت اور الفت سے متاثر ہو کر بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ کہتے ہیں یہ محبت جو جماعت کے لوگوں میں پائی جاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کا بیج ان کے دلوں میں نہ بوتا تو کبھی بھی یہ محبت پیدا نہ ہوتی۔ پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھے خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور بیعت کے الفاظ دہراتے ہوئے جو احساس تھا اس کو بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ خوش قسمت ہوں کہ خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر بیعت پانچ گھنٹے بھی جاری رہتی تو میں بور نہ ہوتا اور نہ مجھے وقت گزرنے کا احساس ہوتا۔

کوسووو کے وفد میں ایک دوست تھے جو پہلی مرتبہ شامل ہوئے اور پانچ افراد کی ساری فیملی کو بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ پہلے مجھے بیعت کا ایک ڈر تھا کہ کس طرح ہو گی اور جسم گھبراہٹ سے کانپ

رہا تھا لیکن بیعت کرنے کے بعد پھر یہ پُرسکون ہو گیا اور محسوس ہونے لگا جیسے کہ سب نارمل ہو گیا ہے۔

کمال علوان صاحب لبنانی ہیں۔ کہتے ہیں میرے پاس ایک ریسٹورنٹ تھا جس میں ایک احمدی دوست محمد شہادہ آیا کرتے تھے۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ امام مہدی آ بھی چکے ہیں اور وفات بھی پا چکے ہیں۔ ان کے جانے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ شخص کون تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد وہ احمدی آتا ہے اور دوبارہ آ کے کہتا ہے کہ امام مہدی آ چکا ہے۔ ایک دن اس نے بعض باتوں کی وضاحت کی جن میں دجال اور وفاتِ مسیح کا ذکر تھا۔ میرے لیے حیرت انگیز معلومات تھیں اور میرے دل میں گھر کر گئیں اور میرے دل میں تحریک پیدا کرنے لگیں کہ میں جماعت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کروں۔ پھر اس نے مجھے جلسے پر آنے کی دعوت دی جسے میں نے بخوشی قبول کر لیا۔ کہتے ہیں جلسے میں جو میرے لیے جماعت کی سچائی کی سب سے پہلی دلیل بنی وہ اتنی بڑی تعداد اور ان کا حسنِ انتظام تھا۔ جلسہ کے دوران ایک دوست نے مجھے بتایا کہ یہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ پھر میں نے احمدیوں سے مختلف سوالات کیے جن کا انہوں نے بڑے پیار سے جواب دیا۔ میرا دل احمدیت کی صداقت سے مطمئن ہوتا چلا گیا۔ میں نے سوچا کہ اگلے سال تک زندہ رہوں گا بھی یا نہیں اس لیے ابھی بیعت کرنی چاہیے تو میں نے بیعت کر لی۔ اسی طرح میری دو خوابیں بھی جماعت کی صداقت کی وجہ بنیں۔ اللہ کے فضل سے میرے ایک بیٹے نے بھی بیعت کر لی اور میں چاہتا ہوں کہ میری باقی اولاد بھی احمدی ہو جائے۔ میں آج الحوار المباشر اور خطبات جمعہ غور سے دیکھتا ہوں۔ میرے نزدیک دس شرائطِ بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے صرف چند شرائط ہی نہیں بلکہ یہ خدائی لائحہ عمل ہے۔ بیعت سے قبل میں دعا کیا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے امام مہدی کو دیکھنے کی توفیق دے۔ گذشتہ زندگی جو جماعت کے بغیر میں نے گزاری اس پر مجھے ندامت ہوتی رہتی ہے۔ میں اس لیے ہر احمدی کا تہ دل سے احترام کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر رہے ہیں۔ مجھے اب اپنے بیوی بچوں اور کام کرنے کی اتنی فکر نہیں ہوتی بلکہ مجھے فکر لاحق رہتی ہے کہ میرے پاس اتنے پیسے ہوں کہ میں جماعت کی ترقی کے لیے خرچ کر سکوں اور جماعت کی خدمت کر سکوں اور اللہ تعالیٰ میری خواہش کو قبول کرے۔

پھر فواد صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ جماعت کے تعارف سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بارے میں سوچتا تھا اور مسلمانوں کی حالت پر نظر کرتا تھا جو دن بدن بُری ہوتی چلی جا رہی تھی اور یہ کہ ان کی حالت کب ٹھیک ہو گی۔ پھر جب میں جرمنی آ گیا تو میں یورپ کے عرب دوستوں کو دیکھ کر سوچا کرتا تھا کہ کیا ان لوگوں کے ذریعے سے یورپ میں اسلام پھیلے گا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں یورپ میں اسلام پھیلے گا۔ اسی دوران ایک احمدی دوست ماہر المعانی سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے جماعت کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ شروع میں تو میں نے اس کی مخالفت کی لیکن جماعتی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے جلسے پر جانے کا ارادہ کر لیا۔ میں نے جلسہ دیکھا اور سوچا کہ اس قدر لوگ کس طرح ایک شخص کے ہاتھ پر اکٹھے ہو گئے اور آپس میں محبت اور الفت کا تعلق بھی قائم ہو گیا۔ میں نے تہجد میں بہت دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ جماعت سچی ہے تو مجھے اسی جلسہ میں (یہ 2018ء کی بات ہے) بیعت کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ پس اس جلسہ پر میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں نے بیعت کر لی لیکن میری بیوی نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور میں نے سمجھایا کہ تم یہ کتابیں پڑھو اور خدا سے استخارہ کرو۔ تین مہینے بعد میری بیوی نے استخارہ کیا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور ایک سفید کبوتر اُن کے درمیان موجود ہے۔ میری بیوی نے پوچھا کہ یہ کبوتر کیا ہے تو ان میں سے ایک شخص نے کہا یہ کبوتر اسلام پھیلانے کے لیے قُدس کے علاقے میں آیا ہے۔ اس خواب نے میری بیوی کے دل کو کھول دیا اور وہ اس جلسے میں یعنی 2019ء میں شامل ہوئی اور بیعت کر لی۔ پھر کہتے ہیں میں اس بات پر بہت خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری تمام فیملی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی توفیق دی ہے اور اب میں اپنے تمام رشتے داروں کو بھی تبلیغ کروں گا۔

آسٹریا سے تعلق رکھنے والی ایک مہمان فاطمہ سامر صاحبہ کہتی ہیں کہ میں نے جلسہ جرمنی کے موقعے پر 7/ جولائی کو بیعت کی ہے اور میں دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ میری بیعت بابرکت ہو اور میری کوئی غلطی میرے اس عہدِ بیعت کو توڑ نہ دے۔ اللہ کرے کہ میں اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کر سکوں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں ذکر کیا ہے۔ پھر کہتی ہیں مَیں اپنی فیملی کے ساتھ 2011ء سے احمدی ہوں۔ لیکن بیعت فارم فِل نہیں کیا تھا اور اپنے آپ کو احمدی سمجھتی تھیں۔ کہتی ہیں دو ماہ بعد میری عمر اٹھارہ سال ہو جائے گی۔ میری بچپن سے یہ خواہش تھی کہ خود بیعت کروں۔ میں نے 2011ء سے اپنا بیعت فارم محفوظ کیا ہوا تھا تا کہ خود پیش کروں اور آپ کے ہاتھ پر خود بیعت کروں۔ چنانچہ اس سال یہ خواہش پوری ہو گئی اور اب وہ فارم فل کرنے سے پہلے ہی مہمانوں کو تبلیغ بھی کرتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نوجوانوں کے دل بھی کھول رہا ہے۔

ایک کُرد لڑکی اپنے تاثرات بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ نے احمدیت قبول کی تھی لیکن اس وقت میں تیار نہ تھی۔ اب گذشتہ چند ماہ سے مجھے شرح صدر ہو رہی ہے کیونکہ میں نے احمدیوں میں باہمی محبت دیکھی ہے اور آج آپ کا خطاب سننے سے میرے تمام خدشات دور ہو گئے ہیں۔ گذشتہ سال بھی میں آئی تھی لیکن یہ کیفیت نہ تھی جو آج ہے۔ میری والدہ بہت خوش ہوں گی کیونکہ اب مجھے بہت شدت سے احساس ہونے لگا ہے کہ اب مجھے احمدی ہو جانا چاہیے۔

جارجیا سے ایک وکیل جو یونیورسٹی میں لیکچرر ہیں۔ وہ بھی آئے۔ غیر ہیں۔ کہتے ہیں انہوں نے بیعت کی جو کارروائی دیکھی۔ کہتے ہیں: میں بہت متاثر ہوا اور یہ ایک معجزہ ہے۔ بار بار کہتے تھے یہ ایک معجزہ ہے۔ اور ایک معجزہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جماعت میں باہمی محبت زیادہ ہے۔ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کے چہروں پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بیعت کرنیوالوں کے اخلاص و وفا اور ایمان و ایقان میں ترقی عطا فرماتا رہے اور ہم میں سے ہر ایک کو بھی جلسہ کی برکات سے فیض پانے والا بنائے اور مسیح موعود کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

میڈیا کے ذریعہ سے اس سال جرمنی میں کُل تیرہ میڈیا آؤٹ لٹس (Outlets) نے اور اس کے علاوہ پھر سوشل میڈیا کے ذریعہ سائٹس پر بھی جلسہ کی کوریج دی۔ اٹلی، چین اور سلواکیہ کے آن لائن اخبارات نے خبریں دیں۔ ان کے اندازے کے مطابق دو کروڑ چھبیس لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔ ریویو آف ریلیجنز کے ذریعے سے بھی مختلف پروگرام آتے رہے۔ یہ ایک ہفتے تک جاری رہے گا اور ان کا خیال ہے کہ اس کے ذریعہ بھی ایک ملین لوگوں تک پہنچ جائے گا۔ یہ جو ریویو آف ریلیجنز کا میں نے بھی ذکر کیا یہ ابھی چل رہا ہے۔ افریقہ میں ایم۔ٹی۔اے افریقہ کے ذریعہ سے انہیں تعارف حاصل ہوا ہے۔ وہاں بھی جلسوں کے پروگرام دکھائے گئے اور جلسہ جرمنی کے حوالے سے جو رپورٹس بنا کر بھیجی گئی تھیں وہ وہاں گھانا کے نیشنل ٹی وی نے دکھائیں۔ گیمبیا کے نیشنل ٹیلیویژن نے دکھائیں۔ روانڈا کے نیشنل ٹیلیویژن نے دکھائیں۔ سیرالیون کے نیشنل ٹیلیویژن نے دکھائیں اور یوگنڈا کے نیشنل ٹیلیویژن نے دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں اس جلسہ کے حوالے سے بڑے وسیع پیمانے پر جماعت کا تعارف بھی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ بابرکت فرمائے۔

☆...☆...☆

نئے مرکزِ احمدیت کی تعمیر، ’اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ‘ کا تعارف

(مبارک احمد ظفر۔ چیئرمین اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ)



اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے ذریعہ انسان کی ہدایت کے سلسلے کا آغاز ایک تخم ریزی کی مانند فرماتا ہے اور پھر سلسلہ درسلسلہ اس کے کام ہونے لگتے ہیں۔ کچھ کام اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زندگی میں مکمل کر دیتا ہے اور کچھ کام آنے والے وقتوں میں پورے ہو کر جہاں ایک طرف اس نبی کی سچائی کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری جانب اپنے وقوع کے مناسب وقت پر ظاہر ہو کر خدا تعالیٰ کی عمیق در عمیق حکمتوں سے پردہ ہٹاتے ہیں۔ یہی سلوک اور سنت، اللہ تعالیٰ کے مقرر فرمودہ خلفاء کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 12/ اپریل 2019ء میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں نئے مرکزِ احمدیت کی تعمیر اور حضورِ انور کے وہاں منتقل ہونے کی بابت خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا کہ

”...ہر کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ اسلام آباد میں نئی تعمیر ہوئی ہے۔“

1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ الٰہی منشا کے تحت پاکستان سے ہجرت کر کے برطانیہ تشریف لائے تو مشیتِ ایزدی کے تحت حضور نے یورپ کے مختلف ممالک میں مراکز کی تعمیر کی تحریک فرمائی۔ اسی ضمن میں مورخہ 18 ستمبر 1984ء کو برطانیہ کی کاؤنٹی سرے (SURREY) کے ایک گاؤں ٹلفورڈ میں جماعت کو پچیس ایکڑ زمین کی خرید کی توفیق حاصل ہوئی۔ اور اس کا نام (The Ahmadiyya Muslim Centre Islamabad) رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جب یہاں ہجرت کر کے آئے تھے تو فوری طور پر اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر اپنی وسعت کا ایک نظارہ دکھایا اور اسلام آباد میں 25/ ایکڑ زمین جماعت کو خریدنے کی توفیق ملی اور اس کے بعد مزید اس میں چھ ایکڑ بھی شامل ہو گئی جہاں جلسہ بھی ہوتا رہا اور کچھ رہائش بھی جماعتی کارکنوں کے لیے، واقفینِ زندگی کے لیے میسر تھی۔ ایک بنگلہ بھی جو خلیفۃ المسیح کی رہائش کے لیے تھا۔ کچھ دفاتر بھی تھے۔ ایک بیرک نما جو جگہ تھی اس میں مسجد بھی بنائی گئی تھی اور مجھے یاد ہے جب ایک دفعہ یہاں آیا 1985ء میں تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے خاص طور پر فرمایا تھا کہ بڑی اچھی جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مرکز کے لیے بھی مہیا کر دی ہے۔ کم و بیش یہی الفاظ تھے مگر معیّن نہیں۔ اور مجھے یقین ہے اور بعض دوسرے شواہد بھی ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہاں باقاعدہ مرکز بنانے کا ارادہ تھا۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے لندن ورودِ مسعود کے بعد سے لندن میں کام بطور مرکز شروع ہو چکا تھا اور خدائی وعدوں اور نصرتوں کے موافق جماعت احمدیہ عالمگیر کا قدم آگے سے آگے بڑھ رہا تھا۔ لیکن کام کی وسعت کے ساتھ کچھ ایسے مسائل درپیش تھے جن کی وجہ سے ایک نئے مرکز کی تعمیر ناگزیر محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”لندن میں دفاتر عارضی طور پر گھروں کو دفتر میں تبدیل کر کے استعمال ہو رہے تھے اور بڑے تنگ کمروں میں مشکل سے گزارا ہو رہا تھا۔ کام کی وسعت کی وجہ سے جگہ کی شدید کمی ہو چکی تھی۔ اس کے علاوہ کونسل کو بھی اعتراض رہتا تھا کہ یہ گھر رہائش کے مقصد کے لیے بنائے گئے ہیں تم نے دفتر بنائے ہوئے ہیں یہاں سے دفتر ختم کرو۔ عموماً وقتاً فوقتاً یہ شور اٹھتا رہتا تھا۔“

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دورِ خلافت کا خاصہ توحید کا قیام، ملکوں ملکوں مساجد اور بڑی بڑی عمارات کی تعمیر کروانا ہے۔ اس تاریخ ساز دَور میں جو جماعتی تعمیرات ہو رہی ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام ’وَسِّعْ مَكَانَكَ‘ کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

تعمیر مرکز اسلام آباد جس میں ایک بڑی خوبصورت مسجد، مرکزی دفاتر، مبلغین/ واقفینِ زندگی اور کارکنان کے لیے باقاعدہ وسیع رہائشی مکانات بھی شامل ہیں، لاریب یہ سب مستقبل میں جماعت کی آنے والی نسلوں کے لیے ایک عظیم اثاثہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے کام اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اور جیسا کہ حضورِ انور نے فرمایا کہ ”ہر کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔“ جب وہ وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے اس کام کے ہونے کے ظاہری سامان بھی فرماتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ لندن میں کاموں کی وسعت کی وجہ سے جہاں باقاعدہ مرکز کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی وہاں اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں تیس سے زائد خاندان جو بیرکس میں عرصہ پینتیس سال سے مقیم تھے اور کچھ دفاتر جن میں ایڈیشنل وکالت تصنیف، عربک ڈیسک، فرنچ ڈیسک، رقیم پریس وغیرہ شامل تھے انہیں وقت کے ساتھ ساتھ مرمت وغیرہ کر کے استعمال کے قابل بنایا جاتا رہا تھا اب ان بیرکس کی حالت خستہ ہو چکی تھی اور ان کو رہائش کے قابل بنانے کا مسئلہ بھی پیش نظر تھا۔

اسلام آباد پراجیکٹ۔ تعمیراتی کمیٹی کا قیام:

چنانچہ اسلام آباد کی رہائش کے ساتھ ساتھ اسلام آباد میں مرکزی تعمیرات کا فیصلہ ہوا۔ اور ابتدا میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب، مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب اور مکرم محمد ناصر خان صاحب کے سپرد اس منصوبے کے ابتدائی پلان کی تیاری اور پھر انتظامیہ سے اس کی باضابطہ منظوری کے مراحل طے کرنا ہوئے۔ جب انتظامیہ کی طرف سے اس منصوبے کی منظوری آ گئی تو تعمیرات شروع کرنے کے لیے حضورِ انور نے باقاعدہ ایک مرکزی کمیٹی مقرر فرمائی جو کہ درج ذیل ہے:

1۔ (خاکسار) مبارک احمد ظفر (چیئرمین کمیٹی)
2۔ مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب
3۔ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب
4۔ مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب
5۔ چوہدری ظہیر احمد صاحب
6۔ مکرم محمد ناصر خان صاحب
7۔ مکرم شجر احمد فاروقی صاحب

’اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کمیٹی‘ کا پہلا اجلاس مورخہ 11/ اپریل 2016ء کو ایڈیشنل وکالت مال لندن میں ہوا اور پھر پورے عرصے کے دوران اس کمیٹی کی 56/ میٹنگز



ہوئیں۔شروع میں تو مال آفس میں میٹنگز ہوتی رہیں اور جب تعمیر کا کام آگے بڑھا تو 19/ جنوری 2017ء سے سائٹ پر میٹنگز ہونا شروع ہوگئیں۔ ان میٹنگز میں تعمیرات سے متعلق تمام امور حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں منظوری حاصل کرنے سے قبل پیش کیے جاتے اور ان کے تمام پہلوؤں کا بغور جائزہ لیا جاتا۔ ان امور میں تعمیرات کے لیے کمپنیز کی تلاش، ان کے ٹینڈرز پر غور اور پھر ان کے نمائندوں سے گفت و شنید نیز تعمیر کا کام شروع ہونے کے بعد تعمیراتی کام کی پراگریس، نگرانی نیز دیگر متفرق امور زیرِ بحث آتے۔

جیسا کہ اس سے قبل الفضل میں شائع ہو چکا ہے کہ ٹلفورڈ کی مقامی انتظامیہ (Waverley Borough Council) نے 28/ اکتوبر 2015ء کو اسلام آباد میں نئی تعمیرات کا باقاعدہ اجازت نامہ جاری کیا جس میں تحریر تھا

“Proposal

Erection Of Educational And Office Buildings Ancillary Residential Accommodation And Mosque Following Demolition Of Existing Buildings; Provision Of Improved Landscaping And Drainage System (As Amended By Plans Received 05-03-2015And Amplified By Plans”

یہ پلان محترم محمد ناصر خان صاحب کی طرف سے کونسل میں پیش کیا گیا تھا جس پر فیصلہ ”Full Permission“ کے الفاظ میں موصول ہوا تھا۔

سروے:

انتظامیہ سے منظوری حاصل کرنے کے بعد تعمیرات کا باقاعدہ آغاز کرنے سے قبل کچھ ضروری سروے کروانے ناگزیر تھے۔جن میں درج ذیل شامل تھے:

1.Topographical Survey
2.Existing Drainage Survey
3.Ground Investigation
4.Underground Service Mapping
5.Building Hisotry Record
6.Archaeological Survey
7.RND Survey (Asbestos Survey)

پرانی عمارات کو گرانے کا عمل:

یہ سروے مکمل ہونے کے بعد پرانی تعمیرات کو گرانے کا کام شروع کر دیا گیا۔ پرانی عمارتوں کو گرانے کے لیے سب سے پہلے عمارات گرانے والی کمپنیوں کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو اس کام میں مہارت رکھنے والی کمپنیوں کو جانچ اور پرکھ کر Downwell Demolition کو یہ کام سپرد کیا گیا۔اس کمپنی نے کچھ ضروری سروے کرنے کے بعد 29/ مارچ 2016ء کو demolition کے کام کا آغاز کیا۔اسی طرح فیز II کی تعمیر کے لیے پرانی عمارات کے انہدام کا کام 11/ ستمبر 2017ء کو شروع ہو کر 31/ اکتوبر 2017ء کو اختتام پذیر ہوا۔

یاد رہے کہ ان تعمیرات کے دوران آٹھ خاندان ایسے بھی تھے جو بدستور اسلام آباد میں رکھے گئے عارضی گھروں میں قربانی کے جذبے کے ساتھ مقیم رہے۔مزید برآں کچھ تعمیرات ایسی بھی تھیں جنہیں منہدم کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی اس لیے وہ اسی طرح قائم رہیں۔ ان میں حضورِ انور کی رہائش گاہ، لجنہ گیسٹ ہاؤس وغیرہ شامل ہیں۔

Enabling Works

سب سے پہلے فیز 1 کی تعمیر کے لیے بلاک S، بلاک 6، پریس، ڈائننگ ہال، گیسٹ ہاؤس اور ان سے ملحقہ عمارات کو گرایا گیا۔ یہاں موجود عمارات کے گرائے جانے سے پہلے فیز 2 کے علاقے میں موجود گھروں کے لیے جہاں ابھی تک کچھ فیملیز آباد تھیں ضروریاتِ زندگی مثلاً بجلی، پانی، گیس وغیرہ کی فراہمی کا انتظام کیا گیا۔

ان عمارات کو گرانے کے عمل کے دوران سب سے پہلے Asbestos کو جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے نکالا گیا۔اس کے بعد تمام عمارات کو مختلف مراحل میں گرایا گیا۔ اس دوران ایسے میٹیریل کو جو دوبارہ اسلام آباد کی تعمیرِ نَو میں استعمال ہو سکتا تھا محفوظ کیا گیا مثلاً عمارات میں موجود کنکریٹ کو بوقتِ ضرورت کرش کر کے زیرِ استعمال لے آیا گیا۔

پرانی عمارات کو گرانے کا پہلا مرحلہ مورخہ 21/ مئی 2016ء کو مکمل ہو گیا۔جس کے بعد تعمیرات کے لیے زمین کو مطلوبہ لیول پر لا کر تیار کیا گیا۔اس دوران جو مٹی زمین سے نکالی گئی اس کو ایک جگہ محفوظ رکھا گیا اور ضرورت پڑنے پر اس کو استعمال میں لایا گیا۔

تعمیرات کے مراحل:

اس تعمیر کا کام تین مراحل (Phases) میں مکمل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا:

مرحلہ اولیٰ (Phase I): پہلے مرحلے میں بلاک S، اور بلاک 6 سے مشرق کی جانب جتنی عمارات تعمیر کی گئیں انہیں فیز I کا نام دیا گیا۔ ان میں مسجد مبارک، رہائش گاہ حضورِ انور، دفاتر پرائیویٹ سیکرٹری، ایڈیشنل وکالت تبشیر، ایڈیشنل وکالت مال، وکالت تعمیل و تنفیذ، ملاقات کا کمرہ، ملٹی پرپز ہال وغیرہ شامل ہیں۔

مرحلہ ثانیہ (Phase II): فیز II میں سارے رہائشی بلاکس، بلاک 7، 8، A,B,C,D,E,F، کی تعمیر شامل تھی۔

مرحلہ ثالثہ (Phase III): فیز II میں بلاک 11، بچوں کے پارک اور گھوڑوں کے اصطبل وغیرہ کی تعمیر بھی شامل تھی لیکن فیز II کی تیاری کے دوران اِن تعمیرات کو فیز III کا نام دے کر ان کی تعمیر کچھ عرصے کے لیے موخر کر دی گئی ہے۔

سینٹنری کنسٹرکشن لمیٹڈ (CCL) سے معاہدہ:

اسلام آباد کی پراپرٹی MSAF (مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن) کی ملکیت ہے۔ MSAF کی طرف سے تعمیرات سے متعلق تمام امور طے کرنے کے لیے ایک کمپنی CCL کو منتخب کیا گیا اور MSAF اور CCL کے مابین باقاعدہ طور پر 16/ جون 2016ء کو تعمیرات کروانے کا معاہدہ طے پایا۔یہ معاہدہ MSAF کی جانب سے ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب (چیئرمین MSAF) اور CCL کی طرف سے محترم ادریس احمد صاحب (ڈائریکٹر CCL) نے سائن کیا۔

کنسٹرکشن کمپنی کا انتخاب:

انتظامیہ سے منظوری حاصل کر لینے کے بعد اسلام آباد





ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے حضورِ انور کی طرف سے طے کردہ کمیٹی کے ذمہ پہلا اہم کام تعمیر کے لیے مناسب کمپنی کو ٹھیکہ دینے کے لیے سفارش حضورِ انور کی خدمت میں پیش کرنے کا تھا۔ چنانچہ CCL کی تجویز پر ابتدا میں 9/ کمپنیوں کو ٹینڈر کے لیے مارک کیا گیا جن کی مختلف طریق سے اور مختلف زاویوں میں جانچ پڑتال کی گئی تو ان میں سے دو کو پہلے مرحلے (Phase I) کی تعمیر کے ٹینڈر پیش کرنے کے لیے دعوت دی گئی۔ ان کمپنیز میں BEARD اور O&D شامل ہیں۔

کمیٹی کی میٹنگ کے دوران ایک تجویز سامنے آئی کہ حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں حتمی منظوری کی تجویز پیش کرنے سے قبل ان کمپنیوں کے موجودہ پراجیکٹس کو موقع پر جاکر دیکھا جائے اور ان کے معیار وغیرہ کو دیکھ کر منظوری کی تجویز پیش کی جائے۔ چنانچہ ممبران کمیٹی نے ان کمپنیوں کے پراجیکٹس کا مشاہدہ کیا اور حضورِ انور کی خدمت میں Beard کو اسلام آباد کی تعمیر کے پہلے مرحلے (Phase1) کی تعمیر کا کام سپرد کرنے کی سفارش کی۔

چنانچہ 19/ اگست 2016ء کو Beard کو فیز I کی تعمیر کا ٹھیکہ دینے کا فیصلہ ہوا اور ساتھ ہی ان کو Letter of Intent جاری کر دیا گیا۔

24/ اکتوبر 2016ء کو اس کمپنی نے باقاعدہ سائیٹ پر اپنے کام کا آغاز کر دیا۔

تعمیر کا کام شروع ہونے پر میٹنگز کے علاوہ کمیٹی ممبران کے ذمہ سائیٹ کی نگرانی کا کام بھی کیا گیا۔ شروع میں سوموار اور بدھ کا دن: چوہدری ظہیر صاحب، منگل اور جمعہ کے دن: چوہدری ناصر احمد صاحب، اور جمعرات کا دن: ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب اور ناصر خان صاحب کے سپرد کیا گیا۔ اور ہفتے والا دن خاکسار کے سپرد تھا اور اس کے علاوہ جمعرات والا دن بھی اسلام آباد ہی گزرتا۔ جبکہ محمد ناصر خان صاحب متفرق ٹیکنیکل اور پروفیشنل میٹنگز کے لیے اپنے مفوّضہ دنوں کے علاوہ بھی اسلام آباد تشریف لاتے رہے۔ مزید برآں اگر کوئی نگرانی کے لیے نہیں پہنچ پاتا تو خاکسار اور مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب ان کی جگہ نگرانی کے لیے سائیٹ پر موجود رہتے۔

پھر ایک وقت کے بعد آکر چوہدری ظہیر احمد صاحب نے ہمہ وقت اپنی خدمات پیش کر دیں اور خاص طور پر فیز نمبر II کی مکمل نگرانی انہوں نے سچے جذبۂ خدمت کے ساتھ کی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

تعمیرات کے دوران ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ منظور شدہ پلان میں کچھ ضروری تبدیلیاں ناگزیر سمجھی گئیں جن کی انتظامیہ سے ازسرِ نو منظوری لینا ضروری تھا۔ چونکہ کنسٹرکشن کمپنی کو ٹھیکہ دیا جاچکا تھا لہٰذا انتظامیہ سے منظوری حاصل کرنے کے دوران کا کچھ عرصہ تعمیرات میں تعطل بھی آیا۔

سنگِ بنیاد:

کنسٹرکشن کمپنی نے کام کا آغاز کیا اور ابتدائی کاموں کے بعد جب سائیٹ مکمل طور پر تعمیر کے لیے تیار ہوگئی اور تعمیر کے باقاعدہ آغاز یا سنگِ بنیاد کا مرحلہ آیا تو حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دورۂ کینیڈا 2016ء درپیش تھا۔ لہٰذا حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں سنگِ بنیاد کے لیے اینٹ پر دعا کرنے کے لیے درخواست کی گئی جسے حضورِ انور نے ازراہِ شفقت منظور فرمایا اور 2/ اکتوبر 2016ء بعد نمازِ عصر اپنے دفتر میں اینٹ پر دعا فرمائی اور مکرم عثمان چینی صاحب کو مرکزِ احمدیت میں تعمیر ہونے والی اس عظیم الشان مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔ چونکہ خاکسار نے بھی سفر میں ساتھ جانے کی سعادت حاصل کرنی تھی لہٰذا بعد میں مکرم فاتح احمد صاحب ڈاہری (ممبر کمیٹی) کو مقرر کیا گیا کہ وہ اپنی نگرانی میں سنگِ بنیاد کی تقریب کروائیں۔

حضورِ انور نے مکرم عثمان چینی صاحب کی بزرگی کی مناسبت سے یہ ہدایت بھی دی کہ چونکہ مکرم عثمان چینی صاحب ضعیف ہیں اس لیے بطورِ خاص یہ ان کے ساتھ ہو کر سنگِ بنیاد کی تقریب کروائیں۔

مورخہ 9/ اکتوبر 2016ء کو مسجد کے محراب کے مقام پر مکرم عثمان چو چنگ شی صاحب (المعروف عثمان چینی صاحب) مرحوم نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

یہ سنگِ بنیاد مسجد مبارک کے محراب کے مقام پر کنکریٹ کے ایک سلیب پر رکھا گیا تھا جو کہ اس سائیٹ پر لگائی جانے والی پہلی اینٹ تھی۔ اور یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس سائیٹ پر تعمیر کا پہلا قدم اس سنگِ بنیاد کی تقریب سے رکھا گیا۔ اس کے بعد اس سلیب کو محفوظ کر لیا گیا اور مسجد کی بنیادوں کی باقاعدہ تیاری کی گئی اور بڑے اہتمام سے قبلہ رخ معلوم کرنے کے بعد مورخہ 7/ دسمبر 2016ء کو یہ سنگِ بنیاد مسجد کی محراب کی بنیاد میں دوبارہ قبلہ رخ رکھ دیا گیا۔ بنیاد میں ڈالی جانے والی کنکریٹ نے اسے اپنے اندر سمو لیا اور بقیہ تعمیر مکمل کی گئی۔

مسجد مبارک کی تعمیر:

مورخہ 9/ دسمبر 2016ء کو مسجد کی بنیاد کی تیاری مکمل ہوگئی۔ مسجد کے اردگرد تعمیر ہونے والی کنکریٹ کی دیوار چار مرحلوں میں مکمل ہوئی۔ اس کا پہلا حصہ 3/ فروری جبکہ آخری یعنی چوتھا حصہ 24/ فروری 2017ء کو مکمل ہوا۔

14/ مارچ 2017ء کو مسجد کی چھت کے لیے سٹیل کے ڈھانچے کی تعمیر شروع کی گئی جو کہ 22/ مارچ 2017ء کو مکمل کر لی گئی۔

مسجد کی چھت کو سٹیل کے مضبوط ڈھانچے سے تیار کیا گیا جس کے بعد اس پر تکون نما کاپر سے تیار کردہ کوَر (Cladding) لگائے گئے ہیں۔ یہ GRP یعنی Glass Reinforced Polymer کے بنے تھے جنہیں کاپر سے فِنش کیا گیا تھا۔ یہ کلیڈ نگ ہر عمارت کے بنیادی سٹرکچر کی بیرونی جانب لگائی جاتی ہے۔ تعمیرات کے دوران کلیڈ نگ (Cladding) کے متعلق حضورِ انور نے خاص طور پر تاکیداً ہدایت دی کہ ’’کلیڈ نگ کے بارہ میں تسلی کر لیں کہ فائر پروف ہے؟‘‘ چنانچہ اس کا باقاعدہ ٹیسٹ کروا کر شامل تعمیر کیا گیا۔

مسجد پر کلیڈ نگ لگانے کا کام 23/ اگست 2016ء کو شروع کر دیا گیا۔

گنبد:

مسجد مبارک پر لگا خوبصورت گنبد بھی GRP کا بنایا گیا ہے اور یہ ایک ہی پیس ہے۔ اس 6/ میٹر قطر کے گنبد کے





اندرونی اور بیرونی جانب دو الگ الگ گنبد نصب کیے گئے ہیں۔ اندرونی گنبد کی تنصیب 9/ نومبر جبکہ بیرونی گنبد کی تنصیب 15/ نومبر 2017ء کو کی گئی۔

مسجد کے گنبد پر لگے خوبصورت قبہ (finial) کے حوالے سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے کمیٹی کو مزید غور کرنے کی ہدایت موصول ہوئی چنانچہ ارشاد کی تعمیل میں کمیٹی نے ایک سب کمیٹی مقرر کی جس میں ادریس احمد صاحب (انجینئر) فاتح احمد صاحب (سٹرکچرل انجینئر)، چوہدری ناصر احمد صاحب اور محمد ناصر خان صاحب شامل تھے۔ اس کمیٹی نے غور وخوض کے بعد گنبد کے قبہ کے متعلق حضورِ انور کی خدمت میں جو تجاویز اور نمونے پیش کیے ان میں سے ایک مسجد نبویؐ پر لگے قبہ کا نمونہ بھی تھا۔ حضورِ انور نے مسجد نبویؐ کے قبہ کے مطابق مسجد مبارک کے گنبد کے لیے تیار کیے جانے والے قبہ کی منظوری عطا فرمائی۔ یہ قبہ تیار کیا گیا اور 25/ جنوری 2018ء کو گنبد کے اوپر نصب کر دیا گیا۔

مسجد مبارک میں پہلی اذان:

مورخہ 25/ فروری 2019ء کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد سائیٹ کا وزٹ فرمایا۔ دورانِ وزٹ زیرِ تعمیر مسجد کے تفصیلی معائنہ کے دوران خاص طور پر آواز کی گونج (echo) چیک کرنے کی غرض سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منیر عودہ صاحب (ڈائریکٹر پروڈکشن ایم ٹی اے انٹرنیشنل) کو باقاعدہ اذان دینے کا ارشاد فرمایا۔ اس لحاظ سے اس مسجد میں پہلی اذان دینے کی سعادت موصوف کے حصے میں آئی۔


مسجد مبارک میں پہلی اذان

منارے:

مسجد کے منارے بھی سٹیل کے مضبوط ڈھانچوں پر قائم کیے گئے ہیں۔ مناروں کی بنیاد 2/ فروری 2018ء کو رکھی گئی۔ سٹیل کے ستونوں کی تعمیر یکم مارچ 2018ء کو شروع ہوئی اور 23/ مئی 2019ء کو دونوں مناروں کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ حضورِ انور کی رہنمائی سے ان کا ڈیزائن بھی مسجد کی بیرونی جانب لگی کلیڈنگ سے مطابقت رکھتا ہوا بنایا گیا۔

اپنے انتہائی منفرد اور خوبصورت ڈیزائن کی وجہ سے مسجد مبارک جھیل کے اوپر ایک کھلتے ہوئے کنول کی مانند دکھائی دیتی ہے۔

’مسجد مبارک‘ کا نام عطا ہونے کی تقریب:

مورخہ 3/ دسمبر 2018ء کے روز حضورِ انور تعمیرات کا جائزہ لینے کے لیے اسلام آباد تشریف لائے۔ حضورِ انور نے دوران معائنہ نئی مسجد کا نام ’’مسجد مبارک‘‘ عطا فرماتے ہوئے فرمایا کہ ’’یہ الہامی نام ہے‘‘۔ اور اس کے ساتھ جس بلاک میں پرانی مسجد تھی اس بلاک کا نام اس مسجد کے نام کی مناسبت سے ’سلام بلاک‘ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

کیلی گرافی:

مسجد کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد حضورِ انور نے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز مکرم سید عامر سفیر صاحب اور القلم پراجیکٹ کے بانی محترم رضوان بیگ صاحب کو مسجد میں کیلی گرافی کرنے کا ارشاد فرمایا۔ (اس پر مفصل مضمون الگ سے اس نمبر کی زینت بن رہا ہے۔)

آرکیٹیکچرل ڈیزائن:

اس تمام پروجیکٹ کی ڈیزائننگ کے لیے آرکیٹیکچرل کمپنی Sutton Griffin Architects، سٹرکچرل انجینئرنگ کمپنی Solid Structures اور مکینیکل اور الیکٹریکل انجینئرنگ کمپنی ION Consulting نے مل کر پروجیکٹ کی ڈیزائن ٹیم کی صورت میں کام کیا۔

اس پروجیکٹ کے فیز I کی تکمیل 8/ جنوری 2019ء کو ہوئی۔

دوسرے مرحلے (Phase II) کی تعمیر کے لیے کنٹریکٹ دینے کی بابت بھی کمیٹی نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں BEARD کمپنی کو ٹھیکہ دینے کی سفارش کی جسے حضورِ انور نے از راہِ شفقت 25/ جولائی 2017ء کو منظور فرمایا اور اس کمپنی کے نام Letter of Intent جاری کر دیا گیا۔ اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے دوسرے فیز کے لیے عمارات کو گرانے کا کام 11/ ستمبر 2017ء کو شروع ہو کر 31/ اکتوبر 2017ء کو مکمل ہوا۔

تعمیرات کے دوران معائنے کے لیے حضورِ انور کے وزٹ

تعمیرات کے دوران حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معائنہ فرمانے اور ہدایات عطا فرمانے کی غرض سے از راہِ شفقت 9/ مرتبہ تشریف لائے۔ ان معائنوں کی تاریخیں درج ذیل ہیں:

1۔ 27/ جون 2017ء
2۔ 12/ فروری 2018ء
3۔ 12/ نومبر 2018ء
4۔ 3/ دسمبر 2018ء
5۔ 18/ دسمبر 2018ء
6۔ 8/ جنوری 2019ء
7۔ 5/ فروری 2019ء
8۔ 25/ فروری 2019ء
9۔ 8/ اپریل 2019ء

ہر معائنے میں حضورِ انور نے اپنی خصوصی ہدایات سے نوازا۔ ان معائنوں میں یہ بات بالکل واضح نظر آتی کہ حضور پُرنور کی ساری توجہ مسجد مبارک کی تعمیر، آرائش، اس میں روشنی کا انتظام، آواز، نمازیوں کی گنجائش کی طرف خاص توجہ رہتی اور اس بارے میں گاہے بگاہے کمیٹی کو بھی خاص ہدایات عطا فرماتے۔

اس کے علاوہ رہائشی مکانات کی بھی ایک ایک چیز کی طرف خاص توجہ دی اور انہیں بہترین تیار کروانے میں خاص دلچسپی ظاہر کی۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تین میں سے دو مراحل مکمل ہو چکے ہیں جن میں مسجد مبارک، حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش گاہ، دفاتر، ملٹی پرپز ہالز، 33/ رہائشی یونٹس (29/ مکانات اور 4/ فلیٹس) شامل ہیں۔ ان میں سے 2/ یونٹس کو مہمانوں کے لیے بطور گیسٹ ہاؤس استعمال میں لایا جا رہا ہے۔

رہائشی مکانات کل 8/ بلاکس میں تقسیم ہیں جن کے اسماء حضورِ انور نے نور بلاک، محمود بلاک، ناصر بلاک، طاہر بلاک، نصر بلاک، رحمت بلاک، برکات بلاک اور امان بلاک منظور فرمائے ہیں۔ جبکہ ملٹی پرپس ہال کا نام ’’ایوانِ مسرور‘‘ منظور فرمایا ہے۔

اس پروجیکٹ کا تیسرا مرحلہ (Phase III) اپنے وقت پر تعمیر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

ان تعمیرات کے دوران اسلام آباد کے احاطے میں موجود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مزارات پر لگے کتبوں کو ربوہ میں موجود خلفائے عظام کے مزارات کے کتبوں کے مطابق تعمیر کیا گیا۔ اس پر مختصر رپورٹ الفضل انٹرنیشنل کی زینت بن چکی ہے۔

اسلام آباد میں قائم ہونے والے دفاتر

اسلام آباد میں قائم ہونے والے دفاتر میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، (عافیت بلاک) ایڈیشنل وکالت تبشیر، ایم ٹی اے (عثمان چو بلاک) ایڈیشنل وکالت مال، وکالت تعمیل و تنفیذ برائے انڈیا، نیپال و بھوٹان، (سلام بلاک) شعبہ آئی ٹی، شعبہ حفاظتِ خاص، شعبہ ایکسچینج، پریس اینڈ میڈیا آفس شامل ہیں۔

اس پراجیکٹ کے دوران ایم ٹی اے، سمعی بصری، آئی ٹی اور الیکٹریسٹی کے متعلق امور کی بابت حضورِ انور گاہے بگاہے ہدایات عطا فرماتے رہے۔ چنانچہ حضورِ انور کی اجازت و منظوری سے ایم ٹی اے کے حوالے سے منیر عودہ صاحب، آئی ٹی کے حوالے سے مقبول احمد باجوہ صاحب، الیکٹریسٹی کے حوالے سے برہان الدین صاحب اور سمعی و بصری کے حوالے سے میاں صفدر علی صاحب کو ذمہ داری سونپی گئی۔

آئی ٹی کے حوالے سے عبدالودود عمر صاحب، محمد احمد صاحب، میر منیب صاحب، محمد طارق صاحب، آفاق احمد صاحب اور منصور احمد عطاء صاحب کو بھی اس پراجیکٹ میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔

ان تعمیرات کے دوران کچھ کام ایسے بھی تھے جو ہم نے خود کرنے تھے۔ اور وقت کی قلت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل، حضورِ انور کی دعا اور توجہ کی بدولت یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ جن دوستوں کو ان کاموں کی انجام دہی میں بے مثال خدمات پیش کرنے کی توفیق ملی ان میں مکرم عزیز احمد صاحب (کارپنٹر)، مکرم کلیم احمد صاحب (کارپنٹر)، مکرم شہباز احمد صاحب، مکرم عامر احمد صاحب، مکرم ناصر احمد صاحب، اور مکرم ضیاء بٹ صاحب شامل ہیں۔

مزید برآں اسلام آباد کی زمین کو تعمیرات کے لیے کمپنی کو دینے سے قبل ضروری کاموں کے لیے کھدائی وغیرہ کے انتہائی محنت اور مہارت طلب کام درپیش تھے جنہیں مکرم انس احمد بٹ صاحب نے انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ مزید برآں تعمیرات کے ہر مرحلے پر ان کی خدمات پیش پیش تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

کسی نے شاید سوچا بھی نہ ہوگا کہ انگلستان کی کاؤنٹی سرے کے اس دور دراز گاؤں میں جہاں بیسویں صدی کے دوران چالیس سال تک وقتی طور پر کبھی ہنگامی اور کبھی مستقل رہائش اختیار کی گئی 1984ء میں ایک عالمگیر جماعت اپنا مرکز قائم کرے گی جہاں سے دنیا بھر میں بسنے والی پریشان روحوں کی راحت و تسکین کا سامان پیدا ہوگا اور امام آخر الزماں کے چوتھے خلیفہ کا دیکھا ہوا خواب اس کے پانچویں خلیفہ کے دور میں شرمندۂ تعبیر ہوگا۔

بالآخر وہ خوش نصیب دن آ گیا اور 15/ اپریل 2019ء بروز سوموار حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مرکزِ احمدیت میں قائم اپنی رہائش گاہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر بنائے جانے والے گھروں میں تیس سے زائد خاندان منتقل ہو چکے ہیں اور جماعتِ احمدیہ کا مرکزِ احمدیت سرسبز و شاداب اور آباد ہو چکا ہے۔

آج خلافتِ احمدیہ کی برکت سے یہ چھوٹا سا قصبہ مرجعِ خلائق بن چکا ہے اور بالخصوص جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایام میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اپنے پیارے امام کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کو لمحہ بہ لمحہ پورا کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زندہ ثبوت بنتے جا رہے ہیں۔ اور ان شاء اللہ تاریخ اس بات کی گواہی دے گی کہ خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ تعمیر ہونے والے اس نئے مرکزِ احمدیت سے دنیا میں اسلام کی ترقی، ترویج اور مسلمانوں کی تربیت کے حوالے سے کس قدر اہم خدمات سرانجام پائیں گی۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ
وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

اشاعتِ توحید اور مراکز احمدیت

(باسل احمد بشارت۔مربی سلسلہ ربوہ)

خدا تعالیٰ کے رسل اور انبیاء کا بنیادی کام دنیا میں قیام توحید، اشاعت دین اور تبلیغ ہی رہا ہے۔انہوں نے دنیا پر یہ حقیقت آشکار کی کہ ایک اللہ ہی حقیقی معبود ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔چنانچہ تمام انبیاء نے اپنی اقوام کو عبادت الٰہی اور شرک سے اجتناب کرنے کی نصیحت فرمائی جس کا قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ذکر پایا جاتا ہے۔صرف ''اعْبُدُوا اللّٰہَ'' اور ''اعْبُدُوا رَبَّکُمْ'' کے الفاظ قرآن کریم میں 21 مقامات پر ہیں۔اسی طرح حضرت نوحؑ،حضرت ہودؑ،حضرت صالحؑ اور حضرت شعیبؑ نے اپنی اپنی قوم کے لوگوں کو جن مشترک الفاظ میں توحید الٰہی کے قیام کی نصیحت فرمائی،ان کا قرآن کریم میں نو مقامات پر ذکر یوں موجود ہے: ''اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ'' (الأعراف 60)

اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔

پس انبیاء و رسل کا نصب العین قیام و اشاعت توحید ہوتا ہے اور وہ اپنی پوری زندگی اسی کا پرچار کرتے ہیں۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفی ﷺ کا مقصد حیات بھی قیام توحید اور اشاعت اسلام تھا۔قرآن کریم کی سورۃ الجمعۃ میں آپ ﷺ کی بعثت کے چار اہم فرائض کا ذکر ہے:

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ (الجمعۃ:3)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کام یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ تھا یعنی پیغام الٰہی کو پہنچانا یعنی اشاعت اسلام۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

''نبی اور اس کے جانشین خلیفہ کا پہلا کام تبلیغ الحق اور دعوت الی الخیر ہوتی ہے۔وہ سچائی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔اور اپنی دعوت کو دلائل اور نشانات کے ذریعہ مضبوط کرتا ہے۔دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ وہ تبلیغ کرتا ہے۔''

(منصب خلافت،انوار العلوم جلد 2 صفحہ 26)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے توحید کو دین اسلام کا لبِ لباب قرار دے کر مکہ کی بابرکت بستی کو اشاعتِ دینِ اسلام کا ابتدائی مرکز قرار دیا۔جہاں تیرہ سال تک انتہائی نامساعد حالات میں آپؐ اور آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ نے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا فریضہ نہایت تندہی سے سرانجام دیا۔پھر اس تیرہ سالہ مکی دور میں تختۂ مشق ظلم و ستم رہنے کے بعد الٰہی حکم کے تحت رسول اللہ ﷺ نے تین سو میل دور مدینہ میں مرکزِ اسلام کی بنیاد رکھی اور مرکزِ اسلام کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہ صرف اسلامی ترقیات کے دور کے آغاز کا باعث بنا بلکہ اشاعت توحید اور اشاعت اسلام کے لیے مضبوط مرکز بھی میسر آیا۔چنانچہ ہمیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی کیسے اسلامی مرکز مدینہ سے اسلام کی کرنیں پورے عرب میں پھیل گئیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کا اصول ہے کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ (العنکبوت:58) یعنی ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے پھر ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔انبیاء کو بھی بشر ہونے کے ناطے اس مرحلہ سے گزرنا پڑتا ہے اور ایک معینہ مدت تک پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچا کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملنا ہوتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے کاموں کو پورا کرنے اور ان کی برکات کے زمانہ کو ممتد کرنے کے لیے نظام خلافت کو جاری فرمایا۔جیسا کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ

''خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن،روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 354-353)

پھر سورۃ النور کی آیت 56 میں مومنوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ ایمان کے ساتھ عمل صالح بجالائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں نظام خلافت جاری فرمادے گا۔پس رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کا قیام ہوا اور خلافت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی اور یوں خلافت اور مرکز اسلام لازم و ملزوم ہوگئے اور اس خلافت راشدہ کے تابع چہار سو اسلام کی اشاعت ہوئی اور پہلے سے بڑھ کر اسلام نے ترقی کی۔

سورۃ جمعہ کی آیت نمبر 4 ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ'' (الجمعۃ:4) کے مطابق دورِ آخرین میں رسول اللہ ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کا ظہور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوا۔اس دور میں ہر طرف گناہ اور بدیوں کا دور دورہ تھا۔اسلام پر ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی،بانیٔ اسلام کی ذات پر حملے ہو رہے تھے اور مسلمانوں میں سے کسی میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ ان کے مقابل پر کھڑا ہو۔لیکن اسلام کے بطلِ جلیل،جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح و مہدی موعودؑ ان تمام اعتراضات اور حملوں کے سامنے سینہ سپر ہوئے اور اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ثابت کر دکھایا اور احیائے اسلام کا ایک نیا دور شروع ہوا۔اس وقت کے علماء نے آپؑ کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ کہا جو تاریخ کا حصہ ہے اور یوں آپؑ نے الٰہی منشاء کے مطابق ایک پاک اور مخلص جماعت کی بنیاد رکھی۔23/مارچ 1889ء کو بیعت لی اور ہندوستان کی ایک چھوٹی سی بستی میں مرکزِ احمدیت کی بنیاد رکھی جس سے حقیقی اسلام کی اشاعت ہونے لگی۔چنانچہ اس مرکز اشاعت توحید سے ایک بار پھر اسلام ملک ہندوستان سے نکل کر مشرق و مغرب تک پھیل گیا۔حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کو اشاعت اسلام کی طرف خاص توجہ دلائی کیونکہ آپ کی بعثت کا مقصد ہی مختلف اقوام کو دینِ واحد پر جمع کرنا تھا۔آپؑ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔''

(الوصیت،روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے مرکزِ احمدیت قادیان سے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو خدمات کیں ان سب کا اعتراف غیروں نے بھی کیا۔آپؑ نے 80 سے زائد کتب، سینکڑوں اشتہارات و رسائل،خطابات و تقاریر کے ذریعہ مرکزِ احمدیت سے اشاعت اسلام کی۔پھر آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے خلفاء نے اس بابرکت سلسلہ کو آگے بڑھایا اور ہر قدم ترقی کی طرف ہی اٹھا۔اور مرکزِ احمدیت کو خلافت کی برکت سے تقویت عطا ہوئی۔

خلافت اولیٰ میں مرکزِ احمدیت قادیان سے اشاعت اسلام

27/مئی 1908ء کو مرکزِ احمدیت قادیان میں خلافت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور یہ عجب حسنِ اتفاق ہے کہ خلافت راشدہ کا قیام بھی 27/مئی 632ء کو ہوا۔اور یوں قادیان کو مرکز خلافت بننے کا بھی اعزاز ملا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مرکزِ احمدیت و مرکز خلافت سے اشاعت اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے باقاعدہ کوئی واعظ انجمن کی طرف سے مقرر نہ تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس امر کے لیے مختلف واعظین کا تقرر فرمایا جن میں شیخ غلام احمد صاحب نومسلم،حضرت مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی،حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور حضرت غلام رسول صاحب راجیکی وغیرہ شامل تھے۔اس کے علاوہ مختلف جگہوں پر لیکچرز کے لیے آپ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ اور دیگر بزرگان سلسلہ کو بھجوایا کرتے تھے۔

آپؓ نے تحریک فرمائی کہ خوشنویس حضرات مرکز میں آکر رہیں تا بوقتِ ضرورت کام آسکیں۔چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعض تصانیف جیسے ''مسیح ہندوستان میں''،''نجم الہدیٰ'' اور ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' وغیرہ آپؓ کی زیر نگرانی اور ذاتی توجہ سے شائع ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یکم مارچ 1909ء کو مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تا کہ دین حق کی اشاعت کے لیے مبلغین تیار ہوں۔پھر جب بھیرہ میں مسجد کا تنازعہ ہوا تو آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فتنہ و فساد کو رفع کرنے کی خاطر اور اشاعت اسلام کے لیے اپنی سہ منزلہ کوٹھی ہبہ کر کے احمدیوں کے لیے مسجد نور کی بنیاد رکھی۔

دہلی میں آریہ سماج کے اسلام پر حملوں کے دفاع کے لیے جماعت احمدیہ دہلی کے حضرت میر قاسم علی صاحب نے اپنی ملازمت چھوڑ کر زندگی وقف کر کے ایک انجمن دیانندمت کھنڈن سبھا کے نام سے قائم کی کیونکہ یہ انجمن اشاعت اسلام اور اس کے دفاع کی غرض سے قائم کی گئی تھی اس لیے اس انجمن کے لیے آپؓ نے اپنی جیب سے ایک سو روپیہ ادا کیا۔اسی طرح مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لیے ایک ہزار روپیہ کا عطیہ بھی بھجوایا۔

خلافت اولیٰ میں اشاعت اسلام کی غرض سے مختلف اخبارات و رسائل جاری ہوئے جن کے ذریعہ مرکزِ احمدیت سے اسلام کا پیغام مختلف ممالک تک پہنچا۔چنانچہ اکتوبر 1909ء میں اخبار نور،1910ء میں اخبار الحق اور 18 جون 1913ء کو اخبار الفضل جاری ہوئے۔اس کے علاوہ جنوری 1911ء میں رسالہ ''احمدی'' اور ستمبر 1912ء میں رسالہ ''احمدی خاتون'' شائع ہونا شروع ہوئے۔1913ء میں عربی ممالک میں اشاعت احمدیت کے لیے ''بدر'' میں مصالح العرب کے نام سے ایک ہفتہ وار عربی ضمیمہ شائع ہوا۔مرکزِ احمدیت قادیان سے ہندی، انگریزی، گورمکھی، اردو، پشتو اور فارسی زبانوں میں لٹریچر شائع ہوا اور خلافت احمدیہ،اظہار حقیقت،البشریٰ جلد اول و دوم،آئینہ صداقت،احمدیہ پاکٹ بک، کشف الحقائق وغیرہ 40 کے قریب کتب شائع ہوئیں۔قادیان کی پہلی لائبریری بھی آپؓ ہی کے دورِ خلافت میں قائم ہوئی۔

خلافت اولیٰ میں مرکزِ احمدیت میں اشاعت اسلام کے لیے مختلف انجمنوں کا قیام ہوا جن میں انجمن ارشاد،انجمن مبلغین وغیرہ شامل ہیں۔انجمن ارشاد کا قیام 1909ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحبؓ نے فرمایا جس کا مقصد دشمنان اسلام کے اعتراضات کا رد تھا۔سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کے لیے مرکزِ احمدیت قادیان میں ''سادہ سنگت'' انجمن قائم ہوئی جس کے ذریعہ ہزاروں پمفلٹس شائع ہوئے۔27/مارچ 1910ء کو راجپوتوں میں تبلیغ کی خاطر ''انجمن مسلمان راجپوتان ہند'' کا قیام عمل میں آیا۔1911ء میں خلافت اولیٰ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے ایک رؤیا کی بنیاد پر ''انجمن انصار اللہ'' قائم کی۔جولائی 1913ء تک اس



کے ذریعہ دو تین سو آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے پھر اسی انجمن کے تحت پہلے مبلغ انگلستان حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کو اپنے خرچ پر انگلستان بھجوایا۔

1912ء میں قادیان کے نوجوانوں نے اشاعت اسلام کی غرض سے ''انجمن مبلغین'' جس کا دوسرا نام ''یادگار احمد'' بھی تھا، بنائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس میں شمولیت کی تحریک کی۔

خلافتِ اولیٰ میں پورے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی خاطر مباحثات و مناظروں میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حکم پر مرکزِ احمدیت قادیان سے علماء سلسلہ تشریف لے جاتے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی حقانیت ثابت کر دکھاتے۔ جیسے مرکزِ احمدیت قادیان کے نزدیک ایک گاؤں کھارا میں 1910ء میں مباحثہ ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ، حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت سید عبدالحی صاحبؓ کو بھجوایا۔ اسی طرح مباحثہ رام پور، مباحثہ منصوری، مباحثہ مانگٹ اونچا، مباحثہ مونگھیر، مباحثہ مدرسہ چٹھہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان مباحثات کے نتیجہ میں کثرت سے لوگ احمدیت میں شامل ہوئے۔ چنانچہ ستمبر 1913ء میں ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں اٹھوال کے تمام احباب مباحثہ ''مسئلہ حیات مسیح'' کے نتیجہ میں احمدیت کی آغوش میں آئے۔

پھر خلافت اولیٰ میں اشاعت اسلام کا ایک اَور ذریعہ لیکچرز تھے۔ 1909ء کے آخر میں فورمین کالج میں مسیحی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اسلامی لیکچروں کا سلسلہ لاہور میں شروع کروایا۔ جس میں مرکزِ احمدیت سے مقررین بھجوائے گئے۔ اسی طرح جلسہ میرٹھ میں لیکچر کے لیے علماء کا ایک وفد قادیان سے گیا۔ ریاست میسور کے شہر بنگلور میں جماعتِ اسلامیہ کے جلسہ میں بھی مرکزِ احمدیت سے حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ وغیرہ نے شرکت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اشاعت اسلام میں اس قدر دلچسپی رکھتے تھے کہ کان پور میں اشاعت و حفاظت اسلام کی غرض سے ایک نیا مدرسہ الٰہیات قائم ہوا تو آپ نے مدرسہ کے سیکرٹری کو نہ صرف مفید مشورے دیے بلکہ کچھ رقم بھی اشاعت اسلام کے لیے بھجوائی۔

جنوری 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مرکزِ احمدیت سے مختلف ممالک میں وفد بھجوانے کی تجویز فرمائی اور سنگاپور اور سیلون میں مبلغین بھجوانے چاہے۔ لیکن اس خواہش کی تکمیل خلافتِ ثانیہ میں ہوئی۔ لیکن یوپی میں مدرسہ الہیات کانپور اور انجمن ''ہدایت الاسلام'' اٹاوہ کی طرف سے جلسے میں شرکت کی دعوت پر مرکزِ احمدیت سے حضرت سید سرور شاہ صاحب، حضرت مفتی محمد صادق صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب پر مشتمل ایک وفد روانہ ہوا جس نے یوپی میں کامیاب جلسے کرنے کے بعد لکھنؤ میں مولوی شبلی سے ملاقات بھی کی۔

مرکزِ احمدیت قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اور شیخ محمد یوسف صاحبؓ کو اشاعت اسلام کی خاطر سنسکرت پڑھانے کے لیے ایک پنڈت مقرر فرما کر اس کے اخراجات کا انتظام خود فرمایا۔

غرضیکہ اشاعت اسلام کا کوئی بھی موقع آپ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ آپ نے ہندوستان کے طول و عرض میں تبلیغی وفود بھجوائے۔ علماء لمبے لمبے دورے کرتے اور مختلف مقامات پر متعدد انجمنیں قائم کرتے۔ جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت ہوتی اور کثرت سے لوگ احمدی ہوئے۔ خلافت اولیٰ میں 78 کے قریب نئی مضبوط جماعتیں قائم ہوئیں۔ انہی میں سے حضرت مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محل کے مشہور شاگرد حضرت مولوی سید عبدالواحد صاحب نے احمدیت قبول کی اور ان کی تبلیغ سے 1921ء تک ڈیڑھ ہزار سے بھی زیادہ احمدی ہوئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے جنوری 1914ء میں ہندوستان بھر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے ایک سکیم مرکزِ احمدیت میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی منظوری سے پیش کی۔ علمائے سلسلہ نے مرکزِ احمدیت کی اس سکیم پر لبیک کہا اور اس تبلیغی سکیم کی تکمیل کے لیے حضرت صاحبزادہ صاحب نے دعوت الی الخیر فنڈ بھی کھولا۔

اس کے علاوہ خلافت اولیٰ میں مرکزِ احمدیت قادیان میں محلہ دار العلوم کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر 5 مارچ 1909ء کو بعد نمازِ فجر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مسجد نور کی بنیاد رکھی۔ بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی وسیع، شاندار عمارت کا سنگ بنیاد بھی آپؓ نے رکھا۔ 25 جولائی 1912ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نئی وسیع عمارت کی بنیاد رکھی۔

1910ء کی پہلی سہ ماہی میں مسجدِ اقصیٰ کی توسیع اوّل ہوئی جس میں ایک بڑا کمرہ اور ایک لمبا برآمدہ تیار ہوا۔ اور منارۃ المسیح کے ساتھ مستورات کی نماز کے لیے ایک چبوترہ بھی بنایا گیا۔ دورِ خلافتِ اولیٰ میں قادیان کے علاوہ لاہور، وزیر آباد، ڈیرہ غازیخاں، جموں، ہنوڑ وغیرہ میں مساجد تعمیر ہوئیں جو اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت توحید و اسلام کا مرکز ثابت ہوئیں۔ غرضیکہ خلافت اولیٰ میں مرکزِ احمدیت قادیان سے اشاعت اسلام کی گرانقدر مساعی ہوئیں جس کے نتیجہ میں احمدیت کا پیغام ہندوستان سے نکل کر مختلف ممالک تک پہنچ گیا۔

خلافت ثانیہ میں مرکزِ احمدیت قادیان سے اشاعت اسلام

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد 14/مارچ 1914ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو مرکز قادیان سے اشاعت اسلام میں اس قدر ترقی ہوئی کہ دنیا حیران رہ گئی۔ آپؓ کے سنہری دور میں دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کا پیغام پہنچ گیا۔ اس دوران جنگ عظیم اول کے خوفناک حالات آئے جس نے دنیا میں ایک نقلاب برپا کر دیا لیکن مرکزِ احمدیت سے اشاعت توحید اور تبلیغ اسلام کی مساعی میں کمی نہ آئی۔ دنیا کا کوئی ایسا علاقہ نہ تھا جہاں حضورؓ کے تربیت یافتہ پرندے محوِ پرواز نہ ہوئے ہوں۔ یورپ و امریکہ تک مبلغین کا ایک جال بچھ گیا۔

مرکزِ احمدیت کو آپؓ کی خداداد بصیرت سے مزید استحکام نصیب ہوا۔ اس کے بالمقابل جنہوں نے خلافت ثانیہ کی بیعت نہ کی وہ لامرکزیت کا شکار ہو گئے۔ چنانچہ منکرین خلافت کے ایک سابق صدر نے کہا کہ

''لاہور میں کام شروع کیے ہوئے ہمیں 37 سال گزر چکے ہیں اور ہم اس چار دیواری سے باہر نہیں نکلے...... بحثیں ہوتی ہیں کہ ہماری ترقی میں کیا روک ہے بعض کہتے ہیں جماعت قادیان نے دعویٰ نبوت کو حضرت امام زمان کی طرف منسوب کر کے اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر کہہ کر ایک بہت بڑی روک پیدا کر دی ہے لیکن ان اعتقادات کے باوجود ان کی اپنی ترقی تو بدستور ہو رہی ہے...... میرے خیال میں ہماری ترقی کے رکنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مرکز دلکش نہیں...... بہت سے نوجوان ہمارے سامنے ہیں جن کے باپ دادا سلسلہ پر عاشق تھے لیکن ان نوجوانوں میں وہ روح آج مفقود ہے۔''

(تقریر الشیخ میاں محمد صاحب مطبوعہ پیغام صلح 6 فروری 1952ء صفحہ 7 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 128)

پس قادیان سے خلافت کا یہ قافلہ اپنی ترقی کی شاہراہوں پر پوری آب و تاب کے ساتھ گامزن رہا اور مرکزِ احمدیت سے اشاعت اسلام کا سنہری دور شروع ہوا۔

17/مارچ 1914ء کو آپؓ نے درس القرآن کا آغاز فرمایا۔ 12/اپریل 1914ء کو آپؓ کے ارشاد پر تبلیغ و اشاعت اسلام کے معاملہ پر غور کرنے کے لیے ملک بھر کے نمائندوں کی شوریٰ بلائی جس میں ڈیڑھ سو سے زائد نمائندگان نے شرکت کی اور اس شوریٰ میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اہم امور طے پائے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے شوریٰ میں منصب خلافت کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ

''پہلا فرض خلیفہ کا تبلیغ ہے جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا انس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی ہی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو...... پھر اتنا ہو اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں...... غرض اسی جوش اور خواہش کی بناء پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے

میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں...... اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہو گی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہو گا۔'' (منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 36-35)

پھر آپ نے فرمایا کہ

''میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر جاننے والے ہوں۔ تا کہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں اور اس کے متعلق میرے بڑے بڑے ارادے اور تجاویز ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے زندگی دی اور توفیق دی اور پھر اپنے فضل سے اسباب عطا کیے اور ان اسباب سے کام لینے کی توفیق ملی تو اپنے وقت پر ظاہر ہو جاویں گے۔ غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں۔''

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 37)

شوریٰ میں طے ہونیوالے امور کی تکمیل کے لیے حضور انورؓ نے ایک رؤیا کی بناء پر ''انجمن ترقی اسلام'' کی بنیاد رکھی۔ یہ انجمن اسم بامسمّٰی ثابت ہوئی اور اللہ کے فضل سے اسلام کی ترقی اشاعت کا نہایت موثر ذریعہ ثابت ہوئی۔ اس بابرکت ادارہ کے ذریعہ ایک لمبا عرصہ دنیا میں تبلیغ و اشاعت اسلام ہوتی رہی یہاں تک کہ پہلے صدر انجمن احمدیہ اور پھر 1945ء میں تحریک جدید نے بین الاقوامی سطح پر تبلیغ کا یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

بیرون ممالک میں اشاعت اسلام

خلافت ثانیہ میں مرکزِ احمدیت سے اشاعت اسلام کا دائرہ مزید وسیع ہوا اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام ہندوستان سے بیرون ممالک میں کثرت سے پہنچانے کا انتظام ہوا۔

چنانچہ مرکزِ احمدیت سے حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ جولائی 1913ء میں بیرونی مشن کی بنیاد رکھ چکے تھے لیکن اس کا مستقل قیام اپریل 1914ء میں ہوا۔ جب ووکنگ سے لندن منتقل ہوئے اور کرائے کے مکان میں تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا اور ایک شخص نے اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت قاضی عبد اللہ صاحب، حضرت عبد الرحیم نیر صاحبؓ وغیرہ بھی انگلستان میں اشاعت توحید و اسلام میں مصروف رہے۔ لندن کے بعد پھر 1920ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ امریکہ تشریف لے گئے۔ 1920ء میں مولوی مبارک علی صاحب کے لندن تشریف لانے پر حضرت عبد الرحیم نیر صاحبؓ 1921ء میں نائیجیریا چلے گئے۔

احمدیہ دار التبلیغ ماریشس کے قیام کے لیے 20/ فروری 1915ء کو صوفی غلام محمد صاحب قادیان سے کولمبو 14/ مارچ 1915ء کو پہنچے اور وہاں تین ماہ قیام کر کے جماعت کی بنیاد رکھ کر 15/ جون 1915ء کو ماریشس پہنچے اور وہاں دار التبلیغ قائم کیا۔ اسی طرح نائیجیریا، سیرالیون، لائبیریا، سیلون میں دار التبلیغ قائم ہوئے۔

1921ء میں غانا، نائیجیریا میں دار التبلیغ کا قیام ہوا اور 1922ء میں شیخ محمود احمد عرفانی کے ذریعہ بلاد عربیہ کا پہلا دار التبلیغ مصر قائم ہوا۔ 19/ اگست 1923ء بالشویک علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ کا آغاز ہوا۔ 26/ نومبر 1923ء کو ملک غلام فرید صاحبؓ کو مرکزِ احمدیت قادیان سے جرمنی روانہ فرمایا اور مسجد برلن کی تحریک کی گئی۔ 1925ء میں شام میں نیا دار التبلیغ قائم ہوا اور اسی سال ہی سماٹرا و جاوا میں بھی دار التبلیغ قائم ہوا۔ 12/ جولائی 1924ء کو شہزادہ عبد المجید کو ایران میں احمدیہ مرکز قائم کرنے کے لیے بھجوایا گیا۔ ان کے ساتھ مولوی ظہور حسین صاحب کو بخارا میں احمدیت پہنچانے کا حکم دیا۔ 16/ اکتوبر 1924ء کو مشہد ایران میں نیا دار التبلیغ قائم ہوا۔

1936ء میں دار التبلیغ ہنگری، پولینڈ، چیکوسلوواکیہ، ارجنٹائن قائم ہوئے۔ اسی طرح برما، سپین و اٹلی، البانیہ و یوگوسلاویہ، سیرالیون و مشرقی افریقہ میں بھی مشن ہاؤسز کا قیام خلافت ثانیہ میں ہوا۔ یکم اپریل 1932ء میں سیلون، 4 جون 1935ء کو جاپان، 26/ مئی 1935ء کو ہانگ کانگ، مئی 1942ء میں فرانس، 1946ء میں صقلیہ سسلی اور سوئیٹزر لینڈ 1947ء میں ہالینڈ میں احمدیہ مسلم مشنز کے قیام سے اشاعت اسلام کا آغاز ہوا۔

مرکزِ احمدیت قادیان اور مضافات میں اشاعت اسلام

مرکزِ احمدیت قادیان میں آنیوالے مہمانوں کو حقیقت احمدیت اور اشاعت اسلام سے روشناس کرانے کے لیے کوئی مستقل واعظ مقرر نہ تھا۔ چنانچہ یکم نومبر 1932ء کو واعظ مقامی کی اسامی منظور ہونے کے بعد حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری قادیان کے پہلے واعظ مقامی مقرر ہوئے۔

1938ء سے قادیان اور مضافات میں تبلیغ پر خاص توجہ ہوئی۔ پہلا تبلیغی مرکز سٹھیالی، دوسرا کلانور اور تیسرا چودھریوالہ میں قائم کیا گیا۔ اس کے بعد جگہ جگہ مراکز قائم کیے گئے۔ اس کارِ خیر میں دیہاتی مبلغین کے علاوہ جامعہ اور تعلیم الاسلام سکول کے اساتذہ اور طلباء اور دیگر احمدیوں نے شرکت کی۔

1940ء میں مجلس انصار اللہ کا قیام ہوا اور قادیان کو آٹھ حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ تبلیغی اغراض کے لیے دو حلقوں کی دوکانیں جمعرات سے جمعہ کی نماز تک بند ہوتیں اور وہ احباب اشاعت اسلام کے لیے مختلف علاقوں میں جاتے اور ایک رات قیام کے بعد جمعہ کی نماز قادیان میں ادا کرتے۔ ان مساعی کے نتیجہ میں 1940ء کے جلسہ میں نئے بیعت کرنے والوں کی تعداد 386 ہوگئی۔

ٹریکٹ، اشتہارات، اخبارات و رسائل کے ذریعہ اشاعت اسلام

مرکزِ احمدیت سے اشاعت اسلام کے لیے ایک خصوصی کاوش اشتہارات اور ٹریکٹس کی اشاعت تھی۔ جولائی 1914ء میں اسلام کی حقانیت کے متعلق اہل بنگال کے لیے بنگالی ٹریکٹ کلکتہ سے شائع ہوا جس سے عوام الناس میں سلسلہ احمدیہ کے حالات جاننے کا شوق پیدا ہوا۔ 1915ء میں سندھی ٹریکٹ ''ایک عظیم الشان بشارت'' شائع ہوا۔ بلاد اسلامیہ میں اشاعت اسلام کے لیے ''الدین الحی'' کے نام سے عربی زبان میں ٹریکٹ شائع ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اخبارات کی توسیع کی طرف بھی خاص توجہ دلائی۔ جس کے نتیجہ میں مرکزِ احمدیت سے 17 اکتوبر 1915ء کو پہلا اخبار ''فاروق'' جاری ہوا۔ جون 1916ء میں ''اخبار صادق'' اور دسمبر 1916ء میں صادق لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ اسی طرح ''احمدیہ گزٹ'' اور دسمبر 1926ء میں انگریزی اخبار ''سن رائز'' جاری ہوئے۔ 6/ جون 1935ء سے لنڈن سے ''مسلم ٹائمز'' عبد الرحیم درد صاحب کی ادارت میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اسی طرح لنڈن سے ''الاسلام انگریزی'' اور اخبار ''البشریٰ'' (حیدر آباد سندھ) اور کشمیر کے لیے اخبار ''اصلاح'' جاری ہوئے۔ فلسطین میں ''البشارۃ الاسلامیۃ'' چھپنا شروع ہوا۔ 1930ء میں رسالہ جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے میگزین کا اجرا ہوا۔ یوں خلافت ثانیہ میں اشاعت اسلام کے لیے مختلف ممالک سے مختلف زبانوں میں 122 اخبارات و رسائل جاری ہوئے۔

تبلیغی خطوط

حضرت مصلح موعودؓ نے مرکزِ احمدیت سے خط و کتابت کے ذریعہ بھی اشاعت اسلام کا کام سرانجام دیا۔ کئی والیان ریاست کو تبلیغی خطوط لکھے اور ان کے لیے کتب تصنیف فرمائیں۔ چنانچہ والیہ بھوپال کو 14 ستمبر 1914ء کو خط لکھا جس میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کی۔ پھر ایک اور فرمانروائے ریاست اور ریاست رامپور کو تبلیغی خط لکھا۔ نظام حیدر آباد دکن کو تبلیغ کی خاطر جون 1914ء کو تحفۃ الملوک تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کے پڑھنے سے سیٹھ عبد اللہ الہ دین کو قبول احمدیت کی سعادت ملی۔ 1924ء میں امیر امان اللہ خان بادشاہ افغانستان و ممالک محروسہ پر اتمام حجت کے لیے دعوۃ الامیر نامی ایک کتاب شائع فرمائی جس کا فارسی ترجمہ حکیم مولانا عبید اللہ بسمل صاحب نے کیا۔ امیر امان اللہ کو تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا لیکن اس ذریعہ سے خان فقیر محمد صاحب ایگزیکٹو انجینئر کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

دسمبر 1921ء میں شہزادہ ویلز جو بعد میں ایڈورڈ ہشتم بنے ہندوستان کے دورہ پر آئے تو حضورؓ نے تحفہ شہزادہ ویلز کے نام سے ایک عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی۔ جس میں آپ نے شہزادہ کو اسلام اور احمدیت کا پیغام دیا۔ یہ تحفہ 27 فروری 1922ء کو لاہور میں شہزادہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

1931ء میں لارڈ ارون کی ہندوستان سے روانگی کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک کتاب ''تحفہ لارڈ ارون'' کے نام سے پانچ روز میں تصنیف فرمائی جو 8 اپریل 1931ء کو وائسرائے ہند لارڈ ارون کو بطور تحفہ پیش کی۔

تبلیغی کلاسز

حضرت مصلح موعودؓ نے ملک بھر میں تبلیغ و اشاعت اسلام میں تیزی لانے کے لیے تبلیغی کلاسوں کا اجرا فرمایا اور مبلغین کی اعلیٰ کلاسز کے لیے لیکچروں کا سلسلہ شروع فرمایا۔ چنانچہ 21 جون 1920ء کو مبلغین کلاس کا آغاز ہوا۔

وقف زندگی کی تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سلسلہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے پیش نظر اور اشاعت اسلام کے لیے 7 دسمبر 1917ء کو تحریک وقف زندگی کا اعلان فرمایا جس کے لیے فوراً 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کیے۔ پھر آپؓ نے تبلیغ کے لیے یک ماہی وقف کی تحریک کی جس کے لیے 1300 اصحاب نے لبیک کہا 29/ جنوری 1943ء کو مبلغین کی ضرورت کے پیش نظر دیہاتی مبلغین کی تحریک کی۔ 24/ مارچ 1944ء کو وقف زندگی کی وسیع تحریک فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں بعض پڑھے لکھے نوجوانوں نے سہ سالہ وقف کے لیے خود کو پیش کیا۔ 8/ اکتوبر 1932ء کو پہلا یوم تبلیغ منایا گیا۔

تحریک جدید اور وقف جدید

1934ء میں جماعت احمدیہ کی ترقی دیکھ کر مخالفت کا طوفان برپا کر دیا گیا اور احرار نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا دعویٰ کیا۔ ان کا دعویٰ ایک خواب ہی بن کر رہ گیا۔ جس کے مقابل پر تحریک جدید کی برکت سے پوری دنیا میں مبلغین پھیل گئے۔

تحریک جدید کے ذریعہ اشاعت اسلام میں ترقی ہوئی اور تبلیغ کے مختلف ذرائع سے احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچا۔ چنانچہ انفرادی ملاقاتوں، جلسوں، مقامی اخبارات میں مضامین کی اشاعت، تقسیم کتب، تبلیغ بذریعہ خطوط، بلند پایہ شخصیات کی دعوتوں، مناظرات، جلسہ ہائے سیرت النبیؐ، ریڈیو سے تقاریر، تبلیغی مجالس کے قیام، یوم التبلیغ، غیر مسلموں کی مذہبی کانفرنسوں میں شمولیت وغیرہ سے اشاعت اسلام میں نمایاں کام ہوا۔

تحریک جدید کے نتیجہ میں ٹریکٹوں، کتابوں کی اشاعت، پریس کے ذریعہ اشاعت احمدیت، نئی درسگاہوں کا قیام، ملک میں تبلیغی سروے، مشن ہاؤسز کا قیام عمل میں آیا۔ تحریک جدید کی طرف سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام، دی ٹروتھ اباؤٹ دی سپلٹ (آئینہ صداقت)، انقلاب حقیقی، تفسیر کبیر، سیر روحانی، نظام نو وغیرہ شائع ہوئیں۔

حضورؓ نے دنیا کی مشہور زبانوں انگریزی، جرمن، ڈچ میں قرآن کے تراجم کروائے، انگریزی تفسیر القرآن کا کام قادیان میں ہو رہا تھا جس کی پہلی جلد 1947ء میں طبع ہوئی۔ اس کے علاوہ بارہ کتابوں کا سیٹ دنیا کی آٹھ مشہور زبانوں میں ترجمہ کروایا۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کروائے۔ یکم فروری 1945ء کو 11 واقفین کو بیرون ملک بھجوانے اور 9 واقفین کو تفسیر، حدیث، فقہ اور فلسفہ و منطق کی اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے منتخب فرمایا۔ اس کے علاوہ احمدی ڈسپنسریاں، مدارس، مساجد قائم ہوئیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1957ء میں وقف جدید کی بنیاد رکھی جس کے تحت تمام ہندوستان کی جماعتوں میں اشاعت اسلام کے لیے معلمین کا جال بچھ گیا۔

قرآن کریم اور کتب سلسلہ کی دیگر زبانوں میں اشاعت

حضرت مصلح موعودؓ نے دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف اقوام میں اشاعت اسلام کے لیے قرآن کریم کے تراجم کی ضرورت محسوس کی اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کرنے کی تحریک فرمائی۔

مساجد کی تعمیر

خلافت ثانیہ میں اشاعت اسلام کے لیے مرکزِ احمدیت قادیان سے جو ایک نمایاں کام ہوا وہ مساجد کی تعمیر ہیں جن کے ذریعہ اشاعت اسلام کا کام بخوبی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر 9/ ستمبر 1920ء کو لندن میں مسجد کے لیے زمین کی خریداری ہوئی جس پر خوشی کا اظہار فرمایا اور تقریب بھی ہوئی۔

1925ء میں مسجد فضل لندن کی تعمیر مکمل ہوئی۔ 24/ مارچ 1936ء کو مسجد محلہ ریتی چھلہ قادیان کا افتتاح ہوا۔ 1940ء میں سرینگر میں احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ اسی طرح حافظ آباد، گکھڑ، چنیوٹ اور کوئٹہ میں مساجد کی تعمیر ہوئی۔ قادیان میں مسجد مبارک کی توسیع ہوئی اور اس موقع پر غلبہ اسلام کے لیے 40 روزہ دعاؤں کی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی۔ 7

اپریل 1934ء کو مسجد فضل لائلپور کا افتتاح ہوا۔

دیگر مذاہب کی تحقیق کا انتظام

اشاعت اسلام کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے بعض علماء کو دیگر مذاہب پر تحقیق کے لیے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مہاشہ ملک فضل حسین صاحب ہندوازم کے لیے، چوہدری عبدالسلام صاحب کاٹھ گڑھی سکھ ازم کے لیے، شیخ فضل الرحمن صاحب کو عیسائیت پر تحقیق کے لیے مقرر کیا گیا۔ چنانچہ ان علماء نے بعد تحقیق اس میدان میں اشاعت اسلام میں نمایاں خدمات کیں۔

تبلیغی وفود دورہ جات اور مباحثات و مناظرات

خلافتِ ثانیہ میں مرکزِ احمدیت قادیان سے اشاعت اسلام کے لیے علماء اور مبلغین کے وفود بھجوائے جاتے تھے۔ چنانچہ 3/ اگست 1917ء کو ممبئی میں وفد بھجوایا جنہوں نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو تبلیغ کی اور اشتہارات، لیکچرز، دروس، ٹریکٹس کے ذریعہ تبلیغ کی۔ 26/ نومبر 1932ء کو مولوی ارجمند خان صاحب کی قیادت میں 29 افراد پر مشتمل جامعہ احمدیہ کا وفد قادیان سے روانہ ہوا جس نے جالندھر، پھلور، لدھیانہ، انبالہ، دہلی، علی گڑھ اور میرٹھ سے ہوتے ہوئے دیوبند اور سہارنپور تک لمبا سفر طے کیا۔ کھیلوں کے میچ بھی کیے اور تبلیغی لیکچرز بھی دیے۔ اسی طرح مرکزِ احمدیت سے شمالی و وسطی ہند میں تبلیغی وفود بھجوائے گئے۔

حضور انورؓ نے اشاعت اسلام کی غرض سے نہ صرف خود دورہ جات فرمائے بلکہ ناظروں کو بھی دوروں کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضور انور نے حیدرآباد دکن و دہلی کا سفر فرمایا۔ لاہور، امرتسر اور سیالکوٹ میں 13/ فروری سے 23 فروری 1920ء تک سفر کر کے وہاں لیکچرز دیے۔

خلافت ثانیہ میں کوئی سال ایسا نہ تھا جس میں کوئی مباحثہ نہ ہوا۔ مباحثہ ڈیرہ غازیخان، مباحثہ گوجرانوالہ، مباحثہ چٹا گانگ، سڑوعہ، مباحثہ امرتسر، سرگودھا، شنگر، اجنالہ، لکھنؤ۔ مباحثہ مجوکہ وغیرہ ان میں سے چند ایک ہیں۔

ہندوستان کی غیر مسلم اقوام میں تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپریل 1922ء میں اچھوت اقوام میں تبلیغ کے لیے خاص عملہ مقرر فرمایا اور ان اقوام میں اشاعت اسلام کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ کچھ عرصہ میں ہی بہت سے مذہبی سکھ بالیکی اور دوسرے اچھوت اسلام احمدیت میں داخل ہونا شروع ہوگئے۔ ابتدائی طور پر اشاعت اسلام کا یہ کام شیخ عبدالخالق نومسلم کے ذریعہ مرکزِ احمدیت قادیان سے شروع ہوا پھر دو اڑھائی سال میں جو اچھوت مسلمان ہوئے۔ ان کے ذریعہ ارد گرد علاقوں میں تبلیغ ہوئی اور پھر پورے ملک میں یہ تحریک پھیل گئی۔ گیانی واحد حسین صاحب اچھوت اقوام کے طلباء کے مدرس مقرر ہوئے۔ مکرم مہاشہ فضل حسین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات کے ماتحت عظیم الشان لٹریچر تیار کیا جس سے اچھوت اقوام میں بیداری پیدا ہوئی۔

1923ء میں مرکزِ احمدیت سے تحریک شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان ہوا اور صیغہ ”انسداد ارتداد ملکانہ“ کے نام سے دفتر کھولا گیا۔ متاثرہ علاقوں میں تبلیغ کرنے والوں کو واپسی پر خلیفہ وقت سے سند خوشنودی عطا ہوئی۔ اور پھر حضورؓ نے ان علاقوں میں مستقل مبلغین کا تقرر فرمایا۔ اس ضمن میں مرکزِ احمدیت سے جو کارہائے نمایاں ہوئے اس کو غیروں نے بھی تسلیم کیا۔ چنانچہ اخبار مشرق نے لکھا:

”جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔“

(مشرق 15 مارچ 1923ء بحوالہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات صفحہ 43)

فنڈز کا قیام

مرکزِ احمدیت میں اشاعت اسلام و احمدیت اور سلسلہ کی ضروریات کے پیش نظر ایک مستقل فنڈ کی ضرورت تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں اشاعت اسلام کے لیے جائیدادوں کو وقف کرنے کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی 1932ء میں ریزرو فنڈ کی مستقل بنیاد رکھی اور سندھ میں زمینیں خریدی گئیں۔

مرکزِ احمدیت میں ادارہ جات کا قیام

اشاعت اسلام کے کام کو منظم طریق پر جاری رکھنے کے لیے آپؓ نے 1919ء میں صدر انجمن کا نظام قائم فرمایا اور ابتداءً ناظر اعلیٰ، ناظر تالیف و اشاعت، ناظر تعلیم و تربیت، ناظر امور عامہ اور ناظر بیت المال مقرر فرمائے۔ 1915ء میں مزید نظارتیں عمل میں آئیں جن میں نظارت دعوت و تبلیغ بھی تھی۔

اسی طرح اپریل 1922ء کو مستقل طور پر مجلس شوریٰ کی بنیاد رکھی۔

حضرت مصلح موعودؓ کا سفر یورپ

1924ء کا سال تبلیغ و اشاعت اسلام کے حوالہ سے اہم تھا کیونکہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یورپ کا پہلا سفر فرمایا جس کے نتیجہ میں مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کے نیا دور کا آغاز ہوا۔

سفر یورپ کا ایک مقصد حضور انور نے خود اپنے مکتوب میں ذکر فرمایا کہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ رہ کر نہ صرف مذہبی کانفرنس میں شامل ہوں بلکہ اس سے پہلے اور بعد انگلستان اور دوسرے ممالک کے لوگوں کو ملاقات کا موقع دے کر سلسلہ کی طرف ان کی توجہ کو کھینچیں۔۔۔۔ دوسرا یہ کہ جماعت احمدیہ مغربی ممالک میں مشن قائم کر رہی ہے تو امام جماعت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان ممالک کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ان کے حالات کا مطالعہ کرے تا تبلیغ کی مکمل سکیم تیار ہو سکے اور مرکز اور مبلغین کا تعلق زیادہ مضبوط ہو جائے۔ (مکتوب حضور از 14 مئی 1924ء)

نیز آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ آپ لندن میں ہیں اور ایک جلسہ میں آپ شامل ہیں۔ مسٹر لائڈ جارج (سابق برطانوی وزیر اعظم) اس جلسہ میں تقریر کر رہے ہیں کہ یکدم ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے دہشت زدہ ہو کر کہا کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ مرزا محمود امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آتی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے۔

چنانچہ 23/ ستمبر 1924ء کے سنہری روز حضرت مصلح موعودؓ کا ویمبلے کانفرنس میں بے مثل مضمون پڑھا گیا جس سے جہاں ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کا لندن میں تقریر کرنے والی رؤیا پوری ہوئی وہاں اسلام کی فتح کے جھنڈے بھی گڑ گئے۔ سفر یورپ کے دوران حضور انور نے تبلیغی لیکچرز دیے اور یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ ریویو آف ریلیجنز کا انگریزی ایڈیشن آئندہ لندن سے شائع ہوا کرے۔ پھر 19 اکتوبر 1924ء کے بابرکت اور یادگار دن کو مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

غیر مسلموں کا قبول اسلام

13 اپریل 1914ء کو پشاور مشن کے ایک فاضل مسیحی شیخ عبدالخالق صاحب نے حضور انورؓ سے تبادلہ خیالات کے بعد قبول اسلام کرلیا۔ بعد میں رد عیسائیت اور تائید اسلام میں خوب کام کیا۔ پروفیسر ریگ کلیمنٹ نے خلافت ثانیہ میں احمدیت قبول کی۔ 1942ء میں روسی ترجمان نے اسلام احمدیت کو قبول کیا۔ اسی طرح دو ہسپانوی باشندوں نے قبول اسلام احمدیت کی سعادت پائی۔ غرضیکہ کہ خلافت ثانیہ میں تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں پوری دنیا میں اشاعت اسلام ہوئی جس کے نتیجہ میں ہزاروں سعید روحوں نے قبول احمدیت کی توفیق پائی۔

خلافت ثانیہ میں جماعت احمدیہ کا پیغام دنیا کے کئی ممالک میں پہنچ چکا تھا جس نے محققین کو دعوت تحقیق دی۔ چنانچہ ڈنمارک کی دو خواتین سلسلہ احمدیہ کی تحقیق کے لیے قادیان آئیں۔ اسی طرح ایک عرب سیاح محمد سعد الدین قادیان میں آیا۔ مسٹر عبداللہ سکاٹ 9/ مئی 1931ء کو قادیان میں مرکزِ احمدیت کی برکات سے مستفیض ہوئے۔ ایک افغانی سیاح قادیان میں 30 مئی 1931 کو آیا۔

خلافت ثانیہ میں مرکزِ احمدیت قادیان میں دیگر تبلیغی مساعی

یکم مارچ 1925ء کو اشاعت دین کی غرض سے انجمن احمدیہ خدام الاسلام کا قیام عمل میں آیا۔ جس نے کثیر تعداد میں تبلیغی ٹریکٹ شائع کیے۔

29 جنوری 1926ء کے جلسہ سالانہ میں چوبیس زبانوں میں تقریریں ہوئیں۔ 22 مئی 1926ء کو قصر خلافت کی بنیاد رکھی گئی۔

آریہ مصنفین کی طرف سے جب اسلام اور بانیٔ اسلام پر اعتراضات کیے گئے اور آریہ سماجی راجپال نے رنگیلا رسول کتاب شائع کی اور امرتسر کے ہندو رسالہ ورتمان نے بھی مئی 1927ء میں اسلام کے خلاف دلآزار مضمون لکھا تو اس کے جواب میں حضور انور نے پوسٹر بعنوان ”رسول کریمؐ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہونگے“ شائع کروایا۔ پھر ملک بھر میں سیرت النبیؐ کے جلسے انعقاد کروائے۔ جس کے لیے 1400 مقررین کے نام پیش ہوئے۔ مرکزِ احمدیت قادیان میں بھی جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد ہوا جس میں تمام مذاہب کے لوگوں نے شرکت کی۔

15/ اپریل 1928ء کو مدرسہ احمدیہ کو جامعہ احمدیہ میں تبدیل کر دیا گیا جس کا افتتاح 20/ مئی 1928ء کو ہوا۔

مرکزِ احمدیت سے مسلمانوں کے لیے ہمیشہ آواز اٹھی۔ نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح کے نام سے رسالہ شائع ہوا۔ جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کا ہر قدم پر ساتھ دیا اور کشمیر کمیٹی میں نمایاں خدمات کیں۔ قیام پاکستان میں مرکزِ احمدیت کا کردار بھی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

قادیان کی توسیع و ترقی

احمدیت کی ترقی کے ساتھ مرکزِ احمدیت کی ترقی و توسیع کی طرف بھی توجہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ چنانچہ جلسہ سالانہ 1931ء کے موقع پر تحریک کہ قادیان میں مکان بنائیں تا کہ وسعت پیدا ہو۔ اس تحریک پر احباب نے لبیک کہا اور قادیان کے مشرق میں 4 اپریل 1932ء کو محلہ دارالانوار کا قیام ہوا۔ 25 اپریل کو وہاں کوٹھی دارالحمد کی بنیاد رکھی گئی۔ اسی طرح بیت النصرت، بیت الظفر، گیسٹ ہاؤس اور دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی وہیں تعمیر ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 27 نومبر 1914ء کے خطبہ میں منارۃ المسیح کی تکمیل کی تحریک فرمائی۔ دسمبر 1915ء میں منارۃ المسیح کی تعمیر مکمل ہوئی۔ 21 جون 1917ء کو نُور ہسپتال کی بنیاد رکھی۔ قادیان میں فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا 11 مئی 1944ء کو قیام ہوا۔ مجلس انصار سلطان القلم قائم ہوئی۔

قادیان میں گیسٹ ہاؤس کا سنگ بنیاد 27/ ستمبر 1937ء کو رکھا گیا۔ 1928ء میں ریل کی آمد سے قادیان کے مرکزِ احمدیت کو پورے ملک ہندوستان سے ملا دیا گیا۔ 1921ء میں قادیان کی 4400 آبادی میں سے 2300 احمدی تھے جبکہ 1931ء میں احمدیوں کی تعداد 5195 ہوگئی۔

نیا مرکزِ احمدیت ربوہ اور اشاعت اسلام

قیام پاکستان کے بعد خدائی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت احمدیہ کے ایک نئے مرکز ربوہ کی ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ بنیاد رکھی۔ اس نئے مرکز توحید کی بنیاد رکھتے ہوئے چاروں کونوں پر ایک ایک بکرے کی قربانی کر کے پانچواں بکرا اس علاقہ کے وسط میں قربان کیا گیا۔

بکروں کی قربانیوں کے بعد ایک ترک نوجوان نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جو نئے مرکزِ احمدیت کا پہلا پھل تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے نئے مرکزِ احمدیت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”ربوہ کی بنیاد کی غرض یہ تھی کہ یہاں زیادہ سے زیادہ نیکی اختیار کرنے والوں کو اس غرض سے بسنا چاہیے کہ وہ یہاں رہ کر دین کی اشاعت میں دوسروں سے زیادہ حصہ لیں گے۔ ہم نے اس مقام کو اس لیے بنایا ہے کہ تا اشاعت دین میں حصہ لینے والے لوگ یہاں جمع ہوں اور دین کی اشاعت کریں اور اس کی خاطر قربانی کریں۔ پس تم یہاں رہ کر نیک نمونہ دکھاؤ اور اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ تم خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرلو۔ اگر تم اس کی رضا کو حاصل کرلو تو ساری مصیبتیں اور کوفتیں دور ہو جائیں اور راحت کے سامان پیدا ہو جائیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 13 ص 172)

نئے مرکز ربوہ میں اشاعت اسلام کا کام پہلے سے بڑھ کر ہوا۔ خلافت ثانیہ کے ہر سال میں کئی کئی مبلغین بیرون ملک میں اشاعت اسلام کے لیے تشریف لے جاتے۔ مرکزِ احمدیت ربوہ سے سیلون، لبنان، حلب، سیرالیون، لندن، گولڈ کوسٹ وغیرہ مبلغ بھجوائے گئے۔ اس کے علاوہ ربوہ مرکز بننے کے بعد اردن مشن کا قیام ہوا اور جرمن مشن کا احیاء ہوا اور مسجد فرانکفرٹ جرمنی کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ 1962ء میں مسجد محمود سوئیٹزرلینڈ کی بنیاد رکھی گئی جس کا افتتاح 1963ء میں ہوا۔ مجلس مشاورت 1950ء میں مختلف ممالک سے 13 نمائندگان نے شرکت کی۔ اس مجلس شوریٰ میں تبلیغ اسلام کے لیے جدید لٹریچر تیار کرنے کی تحریک ہوئی۔ مارچ 1950ء میں چنیوٹ سے ربوہ لائبریری منتقل ہوئی۔ ربوہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول، قصر خلافت، دفاتر تحریک جدید، دفاتر صدر انجمن احمدیہ، دفاتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضرت

خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسجد مبارک ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

1954ء میں رسالہ مصباح ضیاء الاسلام پریس میں چھپنے لگا یہ پہلا رسالہ تھا جو ربوہ سے شائع ہوا۔ اخبار الرحمت جاری ہوا۔ 1951ء میں ربوہ سے رسالہ التبلیغ کا اجرا ہوا۔ 1951ء سے اخبار البدر قادیان سے دوبارہ جاری ہوا۔ 1949ء میں سوئٹزرلینڈ سے رسالہ الاسلام کا اجراء ہوا جو بہت مقبول ہوا۔ 1957ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان کا دوبارہ اجراء ہوا۔ ربوہ سے رسالہ البشریٰ کا اجراء اکتوبر 1957ء میں ہوا۔

حضرت مصلح موعود نے 1952ء کی مجلس مشاورت میں اشاعت لٹریچر کے لیے اردو اور غیر ملکی زبانوں میں اشاعت کے لیے دو کمپنیوں کے قیام کا اعلان فرمایا۔ ایک تحریک جدید اور ایک صدر انجمن۔ چنانچہ 1953ء میں ایک الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ اور دوسری دی اورینٹل ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کے نام سے دو اہم اشاعتی اداروں کا قیام عمل میں آیا جو مختلف کتب، قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب کی طباعت و اشاعت کا کام خاص طور پر کریں گی۔ الشرکۃ الاسلامیہ کی طرف سے روحانی خزائن، ملفوظات، مجموعہ اشتہارات، کتب حضرت خلیفہ المسیح الاولؓ، کتب حضرت مصلح موعودؓ، کتب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، کلام حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ، کتب مصنفین سلسلہ، بچوں کے لیے کتب شائع ہوئیں۔ دی اورینٹل ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی طرف سے قرآن مجید انگریزی ترجمہ اور تفسیر، جرمن اور ڈچ ترجمہ وغیرہ شائع ہوئے۔ 1953ء میں سواحیلی میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا جس سے افریقہ میں اشاعت اسلام میں کافی تیزی آئے حتیٰ کہ جیل کے قیدیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔

7 جولائی 1954ء کو ضیاء الاسلام پریس کا افتتاح ہوا۔ آپ نے قرآن، اس کے ترجمہ و تفسیر، حدیث، تاریخ احمدیت اور اسلامی لٹریچر کی وسیع اشاعت کے لیے 28 نومبر 1957ء کو ادارۃ المصنفین کا قیام فرمایا جس نے تفسیر صغیر، تبویب مسند احمد بن حنبل، ہدایۃ المقتصد اردو ترجمہ وغیرہ شائع کیے۔ نیز مرکزی لائبریری قائم ہوئی۔

25 جون 1953ء کو حضورؓ نے فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کا افتتاح فرمایا۔ جولائی 1955ء کو لندن میں حضور کا سب سے اہم کارنامہ عظیم الشان تبلیغی کانفرنس ہے جو تاریخ اسلام میں ایک انقلاب انگیز سنگِ میل کی حیثیت سے کبھی فراموش نہیں کی جاسکے گی اور جس کے نتیجہ میں غیر اسلامی دنیا میں تبلیغ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ لندن قیام کے دوران مالٹا کے ایک انجینیئر نے حضورؓ کے دست مبارک پر قبول اسلام کیا جس سے مالٹا میں جماعت احمدیہ کی بنیاد پڑی۔ اسی طرح سوئس دوست مسٹر سٹیوڈر کی بیعت ہوئی۔ حضورؓ نے مبلغین اسلام کی کانفرنس میں قیمتی رہنمائی سے نوازا اور تبلیغ اسلام کے لیے لائحہ عمل عطا فرمایا۔

27 مئی 1957ء کو پہلا یوم خلافت دنیا بھر میں منایا گیا۔ مرکز احمدیت ربوہ میں بھی اسی روز پہلا یوم خلافت منایا گیا۔ ستمبر 1957ء میں ربوہ میں سفیر انڈونیشیا کی آمد ہوئی۔

خلافت ثانیہ میں واشنگٹن (امریکہ)، ہیمبرگ (جرمنی)، فرینکفرٹ (جرمنی)، زیورک (سوئٹزرلینڈ)، ہیگ (ہالینڈ)، نیروبی (کینیا)، جنجہ کسموں (ٹانگانیکا) کے علاوہ کئی ممالک میں 311 شاندار مساجد کی تعمیر یا توسیع ہوئی۔

خلافت ثالثہ میں مرکزِ احمدیت ربوہ سے اشاعت اسلام

خلافت ثانیہ کی طرح خلافت ثالثہ میں بھی اشاعت اسلام میں مرکزِ احمدیت نے خوب کردار ادا کیا۔ چنانچہ خلافت ثالثہ میں سپین مشن کو کھل کر کام کرنے کی توفیق ملی اور پہلے سے بڑھ کر وہاں تبلیغ ہونے لگی۔ سربراہ مملکت سپین جنرل فرانکو کے نام تبلیغی خط لکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء میں دورہ سپین کیا جس کے بعد مغربی افریقہ تشریف لے گئے۔ سپین کے دارالحکومت میڈرڈ پھر قرطبہ، غرناطہ، طلیطلہ وغیرہ میں تشریف لے گئے اور شوکت اسلام کے لیے پرسوز دعائیں کیں۔ آپؒ نے سپین کی نسبت پیشگوئی فرمائی کہ ''ہم مسلمان سپین میں تلوار کے ذریعہ داخل ہوئے اور اس کا جو حشر ہوا وہ ظاہر ہے۔ اب ہم وہاں قرآن لے کر داخل ہوئے ہیں اور قرآن کی فتوحات کو کوئی طاقت زائل نہیں کرسکتی۔''

خلافت ثالثہ میں 21 جولائی 1967ء کو مسجد نصرت جہاں ڈنمارک کا افتتاح ہوا۔ قرآن کریم کا مکمل ڈینش ترجمہ 1967ء میں ہی ڈنمارک کے مشہور پبلشر Borgen نے شائع کیا۔

27 ستمبر 1975ء کو سویڈن کی پہلی مسجد ناصر گوتھن برگ کا سنگ بنیاد رکھا جس کا افتتاح 20 اگست 1976ء کو ہوا۔ مسجد نور اوسلو کا دسمبر 1979ء میں افتتاح ہوا۔ یہیں یورپین مبلغین کی کانفرنس ہوئی جس کے نتیجہ میں چودہ یوگوسلاوین نے قبول احمدیت کی توفیق پائی۔

1967ء میں مرکز احمدیہ ربوہ میں علمی تقاریر کے اجلاس ہوتے تھے۔ حضورؒ نے اس مجلس کا نام مجلس ارشاد مرکزیہ رکھا اور ہر جماعت میں مجلس ارشاد کے قیام کا ارشاد فرمایا۔

18 جنوری 1970ء کو خلافت لائبریری کا سنگ بنیاد رکھا۔ 8 مارچ 1970ء کو جامعہ نصرت اور سائنس بلاک کا سنگ بنیاد رکھا۔ 1970ء میں حدیقۃ المبشرین کا قیام فرمایا۔ 24 جون 1970ء کو مجلس نصرت جہاں قائم فرمائی۔ اسی روز تعلیم الاسلام کالج کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

خلافت ثالثہ میں مبلغین کی بیرون ممالک میں آمد و روانگی کا سلسلہ جاری رہا صرف 1970ء میں 14 مبلغین اشاعت اسلام کا فرض ادا کر کے ربوہ واپس آئے اور 11 مبلغین بیرون ملک اشاعت اسلام کے لیے روانہ ہوئے۔

خلافت رابعہ میں مرکزِ احمدیت سے اشاعت اسلام

1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی میں 100 مساجد بنانے کی تحریک فرمائی۔ 19 اکتوبر 1999ء کو حضورؒ نے بیت الفتوح کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ بمقام لاس اینجلس امریکہ فرمودہ 7 جولائی 1989ء میں واشنگٹن میں مرکزی مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ بیلجیئم، مسی ساگا، قطب شمالی مساجد کی تعمیر کی تحریک فرمائی۔ خلافت رابعہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 13065 نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق دی نیز ہزاروں وہ بھی ہیں جو مقتدیوں سمیت جماعت کو ملیں۔ حضورؒ کی تحریک توسیع مساجد کے تحت سینکڑوں مساجد کی ازسرنو تعمیر ہوئی اور اضافے کیے گئے۔ امریکہ اور کینیڈا کے علاوہ براعظم یورپ میں بیسیوں مساجد تعمیر ہوئیں۔ 1982ء میں خلافت رابعہ کے آغاز کے وقت جماعت 80 ممالک میں قائم تھی۔ 1984ء میں حضور کی ہجرت کے وقت جماعت 91 ممالک میں قائم ہو چکی تھی۔

تہنیت نامہ

تحیّر سے نہ تُو پلکیں جھپک ایسا بھی ہوتا ہے
زمیں ایسی بھی ہوتی ہے فلک ایسا بھی ہوتا ہے

حدِ انکار سے اپنی زمانہ جب گزر جائے
دکھاتا ہے خدا اپنی چمک ایسا بھی ہوتا ہے

خلافت پانچویں اور پانچواں اسلام کا مرکز
تطابق میں کہاں اب کوئی شک ایسا بھی ہوتا ہے

ملائک کے لیے کھلتی ہے رہ تازہ گواہی کی
اُدھر جاتی ہے جب دل کی سڑک ایسا بھی ہوتا ہے

وہ بارودِ حسد جو ڈھیر ہو دشمن کے سینے میں
بصد حسرت اُڑے ہو کے وہ بھک ایسا بھی ہوتا ہے

نئے گلشن میں بکھرے ہیں گلِ نَوخیز کے جلوے
زمیں تا بہ فلک ہے اک مہک ایسا بھی ہوتا ہے

رکھی ہو دستِ یزداں نے اگر بنیاد اک گھر کی
نگہباں اس کے ہوتے ہیں ملک ایسا بھی ہوتا ہے

ثمر آور ہے جس کی ہر دعا وہ مرشدِ من ہے
نہ ہو کیوں اُس کے لہجے میں لہک ایسا بھی ہوتا ہے

بہ آوازِ بلند ابھرے جو شورِ تہنیت ہر سو
جمیل آواز میں ہو اک للک ایسا بھی ہوتا ہے

(جمیل الرحمٰن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل لندن ہجرت کے بعد جماعت احمدیہ ترقی کے ایک نئے دَور میں داخل ہوئی۔ لندن ہجرت سے قبل 91 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت رابعہ میں 176 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا تھا۔

خلافت خامسہ میں مرکز احمدیت سے اشاعت اسلام

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں 2018ء میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ مسجد فضل لندن کا مرکزی حیثیت سے آخری جلسہ تھا۔ اس سال تک 212 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا تھا۔ اس طرح خلافت خامسہ میں مسجد فضل لندن کے مرکز کی حیثیت سے 16 سالہ دور میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 36 نئے ممالک عطا فرمائے اور مجموعی طور پر مسجد فضل لندن کی مرکزی حیثیت کے 35 سال میں 121 ممالک میں احمدیت کا پودا لگا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

☆...☆...☆

جلسہ سالانہ کے عظیم الشان اغراض و مقاصد
حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے روح پرور کلام کی روشنی میں

(دوست محمد شاہد)



بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

الحمدللہ ایک سال کے جبری التوا کے بعد مرکز احمدیت میں شمع اسلام کے پروانے پھر جمع ہو رہے ہیں اور خزاں رسیدہ چمن میں موسم بہار کا آغاز ہو چکا ہے۔ اللہ جلّشانہ ملّتِ اسلامیہ کے اس بابرکت اور پُرکیف اور پُرانوار اور مثالی اجتماع کو ہر اعتبار سے مسلمانانِ عالم کے لیے عموماً اور فرزندان احمدیت کے لیے خصوصاً بہت مبارک کرے۔ آمین

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے 1893ء میں جلسہ سالانہ کی عظیم الشان اغراض پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

"ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لیے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لیے سرگرمی اختیار کریں۔"
(شہادت القرآن ص98 طبع اول)

ان کلمات قدسیہ میں جن کے الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہیں جماعت احمدیہ کے مرکزی جلسہ کے مندرجہ ذیل چودہ (14) مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔

(1) ملاقات (2) فکر معاد (3) خوفِ خدا (4) زہد (5) تقویٰ (6) خدا ترسی (7) پرہیز گاری (8) نرم دلی (9) باہم محبت (10) مواخات (11) انکسار (12) تواضع (13) راست بازی (14) دینی مہمات میں سرگرمی۔

ذیل میں ان مقاصد عالیہ کی تشریح و توضیح کلام مہدی معہود سے پیش کی جاتی ہے۔

اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

ملاقات

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے
تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

فکر معاد

اے دوستو پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو، کچھ کام میں گزارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

خوف خدا

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اُس کی جُود و منت
اس سے ہے دل کو بیعت دل میں ہے اسکی عظمت
بہتر ہے اسکی طاعت، طاعت میں ہے سعادت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

زہد

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لیے فنا
ترکِ رضائے خویش پَےِ مرضئ خدا

تقویٰ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

خدا ترسی

جب تک خدائے زندہ کی تم کو خبر نہیں
بے قید اور دلیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں
سَو روگ کی دوا یہی وصلِ الٰہی ہے
اس قید میں ہر ایک گُنہ سے رہائی ہے

پرہیز گاری

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مردے جِلاوے

نرم دلی

اے مرے پیارو! شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دِمار
جس نے نفسِ دُوں کو ہمت کے زیرِ پا کیا
چیز کیا ہیں اسکے آگے رستم و اسفندیار

باہم محبت

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار
کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار
تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہونا سست اس میں زینہار

مواخات

خیر خواہی میں جہاں کی خوں کیا ہم نے جگر
جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار

انکسار

شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
اے کرمِ خاک! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کِبر حضرتِ ربِّ غیوّر کو

تواضع

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک، مرضئ مولیٰ اسی میں ہے
جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما

راست بازی

چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

......باقی صفحہ نمبر 24 پر......

مراکز احمدیت اور خدمت قرآن

(اظہر کرمانی۔ استاد جامعہ احمدیہ ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی آمد بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کے زیر سایہ اس بستی ومقام کو بھی بابرکت بنادیتی ہے جس میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ پس اس قانون خداوندی کے مطابق حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کی بستی بھی بابرکت ہو کر حقیقی اسلام کا مرکز بن گئی۔ وہی مرکز جس نے اب علوم قرآن کا گہوارہ بننا تھا اور علوم چہار دانگ عالم پھیلانے تھے۔ ان مراکز اسلام احمدیت سے قرآن کریم کی رجال فارس اور ان کے مقتدین نے جو خدمت کی ہے ان میں سے چند کا ذکر ذیل میں ضبطِ تحریر کیا گیا ہے۔

قادیان

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی خدمات کے لیے اٰخرین کے گروہ کو قادیان میں آباد فرمایا۔ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں قرآن کریم کی عدیم المثال خدمات کی ایک فہرست ہے۔

حَکم وقت نے مخلوق اور خالق کو آپس میں ملانے کے لیے قرآن کریم کے فہم کے حصول کے لیے کی گئی مفسرین کی غلطیوں کی اصلاح فرمائی، تفسیر نویسی کے لیے عظیم اصول بیان فرمائے، عمدہ تفسیر کی نشانیاں بیان فرمائیں، قرآن کریم کی دیگر مذاہب کی الہامی کتب پر فضیلت ثابت فرمائی، اپنی تحریرات میں جابجا ترجمہ وتفسیر کے پرمعارف وحکمت نکات بیان فرمائے اور ایک عظیم جماعت اپنے بعد قرآن کریم کی اشاعت وعمل کے لیے ورثہ میں چھوڑی۔

جن نمایاں تفسیری غلط فہمیوں کی اصلاح فرمائی ان میں سرفہرست قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ کے عقیدہ کی اصلاح، قرآن کریم میں ترتیب نہ ہونے کی اصلاح فرماتے ہوئے اپنی تحریرات میں ترتیب قرآن بیان فرمائی۔ تقدیم وتاخیر کے عقیدہ کی نفی فرمائی۔ نیز بتایا کہ قرآن کریم میں جو تاریخی واقعات مذکور ہیں وہ صرف قصہ کہانیوں کا رنگ نہیں رکھتے بلکہ حقیقی واقعات ہیں جو پیشگوئی کا رنگ رکھتے ہیں اور باعث عبرت بھی ہیں۔ اسی ضمن میں ان واقعات کی تکرار کو پر حکمت اور بامعنی ثابت فرمایا۔ ایک بہت بڑی غلط فہمی جو عام طور پر رائج ہو چکی تھی کہ گویا حدیث قرآن کریم سے افضل ہے۔ اس کا رد فرماتے ہوئے قرآن کریم کو افضل قرار دیا۔

قرآن کریم کی تفسیر کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کلیدی اصول بیان فرمائے۔

مثلاً آپ نے اس امر کو واضح فرمایا کہ قرآن کریم کا کوئی لفظ نہ زائد ہے نہ بےمعنی وبے فائدہ ہے۔ ہر لفظ ایک معانی اور حقیقت پر دلالت کرتا ہے۔ قرآن کریم کی ایسی تفسیر ہو جو دوسری قرآنی آیات سے مؤید ہو۔ نیز قرآنی مطالب کے حصول اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق کو لازم وملزوم قرار دیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے عربی زبان سے واقف ہونے کی اہمیت کو بھی اجاگر فرمایا۔ عربی کی اشاعت اور ترقی وعظمت کو بیان فرمایا اور عربی کو ام الالسنہ ثابت کرنے کے لیے کلیدی اصول مرتب فرماتے ہوئے کتاب مننن الرحمن تصنیف فرمائی جو اپنی مثال آپ ہے۔

قرآن کریم سمجھنے کے لیے عربی لغت کو لازم قرار دیا کہ اس سے آشنائی کے بغیر قرآن کے مطالب واسرار پر اطلاع نہیں مل سکتی۔ نیز برکات دعا میں ایک جگہ فرمایا کہ لغت عرب کھودنے سے (قرآن کریم کے) اسرار مخفیہ سے آگاہی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دو دیرینہ خادم کی یکے بعد دیگرے وفات کے بعد مدرسہ احمدیہ میں دینیات کی شاخ کی بنیادی رکھی جس کی غرض یہی تھی کہ طلباء یہاں سے عربی سیکھ کر قرآن کریم کے علوم ومعارف پر اطلاع پائیں اور دنیا میں اشاعت قرآن کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے محبت وعشق دیوانگی کی حد تک تھا۔ قرآن کریم کی جامعیت پر دیگر مذاہب کے علماء کو چیلنج دیا۔ ان کی کتب پر قرآن شریف کی فضیلت و برتری ثابت فرمائی۔ نیز ایک جگہ فرمایا کہ ”میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔“ (ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد 13 ص 496) الغرض قرآن کریم سے استدلال و استخراج میں آپ علیہ السلام اور خلفائے کرام کو ید طولیٰ حاصل رہا ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(قادیان کے آریا اور ہم روحانی خزائن جلد 20 ص 457)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رحلت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس مرکز اسلام احمدیت کو دَور مسیح علیہ السلام کی طرح قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی کا دور بنانے کے لیے اپنے مصمم ارادہ اور خواہش کا اظہار کرزن گزٹ کے ایک تبصرہ کے ذکر کے بعد ان الفاظ میں فرمایا۔ ”کرزن گزٹ ایک اخبار ہے جو دہلی سے نکلتا ہے۔ اس نے جہاں حضرت صاحب کی وفات کا ذکر کیا وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے۔ ان کا سر کٹ چکا ہے۔ ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہوگا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ وہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے۔ (حضور رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں اپنی تقریر میں فرمایا کہ) سو خدا کرے یہی ہو کہ میں تمہیں قرآن ہی سنایا کروں“ (بدر 7/ جنوری 1909ء قادیان جلد 8 شمارہ نمبر 10)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور باقی خلفاء نے دور مسیح محمدی کی طرح مدرسہ احمدیہ کے قیام کے حوالہ سے کسی قسم کی کمی نہ آنے دی۔ ہر مشکل وقت میں اس کے قیام کو یقینی بنایا گیا پھر چاہے وہ منکرین خلافت کا فتنہ ہو یا داغ ہجرت کا مشکل ترین وقت۔ خلافت حقہ اسلامیہ نے اپنے ساتھ ساتھ جہاں مرکز احمدیت کو بدلا اسی طرح جامعہ احمدیہ کو بھی اپنے ساتھ رکھا اور لمحہ بھر کے لیے بھی اس کو بند نہ کیا۔

قادیان دارالامان میں دروس القرآن کا سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور سے جاری وساری رہا۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے خلافت سے پہلے اور تادم آخر حتیٰ کے انتہائی بیماری میں بھی اس سلسلہ کو رکنے نہ دیا اور مسلسل جاری رکھا گیا۔ حضرت چوہدری سر ظفراللہ خان صاحبؓ بھی اپنی قادیان میں رہائش کے دوران کے مشاہدات کا اپنی خودنوشت میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شدید علالت کے چند دنوں کے علاوہ کمزوری وبیماری کے ایام میں بھی آپ اپنے دالان میں ہی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ (تحدیث نعمت ص 17) آپؓ کے سانحہ ارتحال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق قادیان میں قرآن کریم کے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے علاوہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کا مکمل اردو لفظی ترجمہ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی 7 پاروں کی تفسیر جو رسالہ تعلیم الاسلام میں شائع ہوتی رہی نیز قادیان میں ہی مولوی محمد علی صاحب سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے انگلش ترجمہ پر کام شروع کروایا تھا جو بعد ازاں مولوی صاحب اپنے ساتھ ہی لاہور لے گئے۔ مولوی شیر علی صاحب کا ترجمۃ القرآن انگریزی کا آغاز بھی قادیان میں ہو چکا تھا۔

ہجرت کے ایام کا ایک دلچسپ واقعہ ہے، میر محمد احمد صاحب جو جماعتی جہاز کے پائلٹ کے طور پر خدمات بجالارہے تھے ہجرت کے وقت قادیان سے جماعت کے قیمتی سامان کی ترسیل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ

”ان دنوں کا ایک خاص اور دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک صبح قادیان سے لاہور جانے کے ٹائم سے کچھ پہلے حضور نے مجھے قصر خلافت کے دفتر میں بلوایا اور فرمایا کہ آج تم نے میری زندگی کی سب سے قیمتی چیز لاہور لے کر جانی ہے اور اس چیز کی راستے میں پوری حفاظت کرنی ہے اور اس چیز کو تم نے شیخ بشیر احمد صاحب (جو اس وقت لاہور کے امیر جماعت تھے) کو ان کے گھر سے والٹن ائر پورٹ پر بلوا کر انکے سپرد کرنی ہے اور انہیں اس چیز کی خاص حفاظت اور احتیاط کے بارے میں تم نے شیخ صاحب کو انہیں الفاظ میں بیان کرنا ہے جیسے میں تمہیں بتا رہا ہوں پھر تم نے ان سے وصولی کی رسید لینی ہے جو واپس تم نے مجھے دینی ہے میرے ناپختہ ذہن میں اس وقت یہ احمقانہ خیال آیا کہ شاید حضور مجھے ہیرے جواہرات سے بھرا بکس دیں گے یہ کہہ کر حضور اٹھے اور ایک میلا سا چھوٹا سا ٹریول بیگ (Travel Bag) لائے یہ بیگ کینوس کا تھا اور اسکا اوپر کا زپ بھی ٹوٹا ہوا تھا بیگ کاغذات سے بھرا ہوا تھا آپ نے بیگ میرے سامنے رکھا اور فرمایا میری قرآن شریف کی لکھی ہوئی تفسیر کا کچھ حصہ تو چھپ چکا ہے کچھ حصہ لکھا جا چکا ہے مگر ابھی چھپا نہیں۔ مگر ابھی بہت سے حصے کی تفسیر لکھنے کا کام باقی ہے۔ چونکہ میری زندگی کا ایک بڑا مشن اس تفسیر کو مکمل کرنے کا ہے اس لیے میری عادت ہے کہ دن یا رات چلتا پھرتا ہوں اور یا کوئی اور کام کر رہا ہوں۔ مگر جو بھی کر رہا ہوں اگر قرآن شریف کی کسی آیت کے بارے میں میرے ذہن میں کوئی نیا مطلب آئے تو میں فوراً اس پوائینٹ کو ایک سادہ کاغذ پر لکھ کر اس بیگ میں ڈال کر محفوظ کر لیتا ہوں تا کہ بوقت ضرورت کام آسکے ضروری نہیں کہ ان کاغذات پر لکھے ہوئے نوٹس میں کوئی ترتیب ہو مگر میرے لیے یہ بہت بڑا سرمایہ ہے میں نے حضور سے بیگ لیا۔ اسے سنبھالا اور اسے ہوائی جہاز میں رکھ کر لاہور لے گیا۔ ساتھ جانے والے جماعتی کارکن کو والٹن ائیر پورٹ پر اتارا کہ وہ جماعت کے کاموں کے لیے شہر چلا جائے۔ پھر میں نے ائیر پورٹ کے کنٹرول ٹاور جا کر شیخ بشیر احمد صاحب کو فون کیا اور انہیں فوری طور پر والٹن ائیر پورٹ پہنچنے کے لیے کہا۔ یہ بھی بتایا کہ میں نے حضور کی طرف سے بھیجی ہوئی ایک بے حد ضروری چیز آپ کے سپرد کرنی ہے اور یہ چیز میں کسی اور کے سپرد نہیں کر سکتا۔ قسمت اچھی تھی کہ اس وقت کرفیو نہیں تھا اس لیے شیخ صاحب پونے گھنٹے میں والٹن ائیر پورٹ پہنچ گئے۔ (یاد رہے کہ اس زمانے میں لاہور کی نہر کے پل سے آگے فیروز پور روڈ پر والٹن ائیر پورٹ کے گیٹ تک خاص آبادی نہ تھی اس لیے والٹن ائیر پورٹ کے ہوائی جہازوں کے کھڑے ہونے والے حصے سے فیروز پور روڈ اور اس پر چلتا ہوا ٹریفک صاف نظر آتا تھا) میں نے اپنے ہوائی جہاز کے قریب سے ہی جب شیخ صاحب کی کار میں فیروز پور روڈ سے والٹن ائیر پورٹ کے مین گیٹ کی جانب ٹرن لیا دیکھ لیا۔ جب وہ ہوائی جہاز سے قریب پہنچے تو میں نے حضور والا بیگ ہوائی جہاز میں سے اتارا اور اسے ہوائی جہاز کے پیچھے کی جانب ٹارمیک Tarmac پر رکھ دیا۔ ایک سلیک کے بعد میں نے بیگ کی طرف اشارہ کر کے اسے حضور کے بیان کردہ الفاظ سنائے اور بیگ ان کے سپرد کر دیا اور ان سے دستخط کروا کر رسید لے لی اس کے ساتھ ہی میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ بیگ کے پاس ہی ٹھہرے تا کہ میں کنٹرول ٹاور جا کر ایک ضروری کام کر آؤں۔ وہ وہاں میری واپسی تک ٹھہرے رہے اور اپنے ایک ساتھی کے ساتھ جسے وہ لے کر آئے تھے میرا انتظار کرتے رہے۔ جب میں واپس آیا تو سابقہ کل ساتھ آنے والا جماعتی کارکن بھی ائیر پورٹ پر پہنچ چکا تھا۔ اب میں نے شیخ صاحب سے اجازت مانگی اس یقین کے ساتھ کہ وہ بیگ انہوں نے حفاظت سے اپنی کار میں رکھ لیا ہوگا۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے قادیان واپس جانے کی تیاری کی اور جماعتی کارکن کو مع سامان کے پچھلی سیٹ پر بٹھا کر خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور حسب قاعدہ جہاز کے پیچھے دیکھنے والے آئینہ (Rear View Mirror) پر نظر ماری تو کیا



دیکھتا ہوں کہ حضور والا بیگ جہاز سے چند قدم کے پیچھے ٹارمک (Tarmac) پر یعنی زمین پر پڑا ہوا ہے یہ دیکھ کر تو میری جان نکل گئی اور اوپر سے مشکل یہ کہ شیخ صاحب بیس منٹ پہلے جا چکے تھے۔ آج کل کا زمانہ بھی نہیں تھا کہ موبائل فون سے ان سے بات کر لیتا اور ویسے اگر دوڑ کر کنٹرول ٹاور جاتا فون کرتا تو کیسے۔ وہ تو ابھی راستے میں تھے اور ابھی تک تو گھر بھی نہیں پہنچے ہوں گے۔ اس پریشانی کے عالم میں ہوائی جہاز سے اترا۔ میرا اندازہ تھا کہ گھر پہنچ کر انہیں پتا چلے گا کہ وہ بیگ ایئر پورٹ پر ہی بھول آئے ہیں اور پھر واپس آنے تک اتنی دیر ہو جائے گی کہ ہم قادیان اس لیے روانہ نہیں ہو پائے گے کہ رات پڑ جائے گی اور قادیان میں رات کو لینڈنگ کرنے کی مددگار (Flares) روشنیاں بھی نہیں ہیں۔ ابھی اس سخت پریشانی کی حالت میں میں کھڑا فیروز پور روڈ کی جانب دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک کار نے فیروز پور روڈ سے والٹن ایئر پورٹ کے مین گیٹ کی طرف اس تیزی سے بائیں جانب ٹرن لیا جس سے کار کے ایک جانب کے دونوں پہیے زمین سے اٹھ گئے اور ساتھ ہی ایک سیٹی نما دھماکہ کی آواز آئی شکر ہے کار الٹی نہیں بلکہ بے حد تیزی سے ہماری جانب آئی۔ اس وقت میں نے پہچانا کہ یہ شیخ صاحب کی آواز ہے۔ الحمد للہ میرے دل کی گہرائیوں سے نکلا۔ شیخ صاحب جلدی سے کار میں سے نکلے انہوں نے سخت ندامت کا اظہار کیا مگر اس بات پر شکر گزار تھے کہ میں ابھی تک وہاں موجود تھا انہیں ڈر تھا کہ ہوائی جہاز واپس قادیان چلا گیا ہو گا اور بیگ پتا نہیں کہیں غائب نہ ہو گیا ہو، یا گم نہ گیا ہو جب قریب آئے تو انہیں ٹارمک پر پڑا ہوا بیگ نظر آیا اسے دیکھنے کے بعد ہی شیخ صاحب کے ہوش ٹھکانے آئے انہوں نے بیگ اٹھایا اور مجھے دوبارہ الوداع کہہ کر اپنی کار میں بیٹھ کر چلے گئے میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ہم قادیان کے لیے روانہ ہوئے قادیان پہنچ کر میں سیدھا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے پاس گیا اور انہیں سارا قصہ سنایا انہوں نے ساری بات سن کر مجھے تاکیداً یہ ہدایت دی کہ تم نے ہرگز ہرگز حضور کو یہ بات نہیں بتانی کہ آپ کا بیگ شیخ صاحب ایئر پورٹ پر بھول گئے تھے نہ آج اور نہ آئندہ کبھی اس لیے حضور سے ملاقات کے دوران میں نے شیخ صاحب کی دستخط کردہ رسید تو حضور کو دے دی مگر اس واقعہ کا کوئی ذکر نہ کیا نہ اس وقت اور نہ بعد کو کبھی''۔ (روزنامہ الفضل 27/ اگست 2010ء ص4)

ربوہ

اللہ تعالیٰ نے فَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ کے تحت قدرت ثانیہ کے مظہروں کو ربوہ نامی بستی آباد کرنے کی سعادت عطاء فرمائی اور اسلام و قرآن کی خدمات کے لیے اس کو مرکز کی حیثیت حاصل ہوئی۔ اس کے بننے کے ساتھ ہی ترقی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور ساتھ ہی 1947ء میں انگلش کی پانچ جلدی تفسیر کا بھی پہلا حصہ طبع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے معاًبعد لاہور میں جامعہ احمدیہ کی دینیات کلاسز کا آغاز کیا پھر ربوہ کی تعمیر کے آغاز میں لاہور سے احمد نگر اور احمد نگر سے ربوہ میں جامعہ احمدیہ کو منتقل کر کے مبلغین قرآن کی تیاری کے کام کو جاری و ساری رکھا اور نا صرف ربوہ میں باقاعدہ بلا تعطّل جامعہ احمدیہ میں مبلغین قرآن کی تیاری کا کام جاری رکھا بلکہ اس کے علاوہ بنگلہ دیش اور افریقہ کے بعض ممالک میں جامعات کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اس کے ذریعہ تکمیل اشاعت ہدایت کے کام کو وسیع کیا گیا اور ایسے مبلغین تیار کیے گئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تعلیمات کے مطابق اور آپ کے علم قرآن سے فیضیاب ہوتے ہوئے قرآن کریم کے دروس جاری و ساری رکھے ہوئے اسلام کی حقیقی تعلیمات کا پرچار کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر ایک اخبار نے کچھ یوں ذکر کیا کہ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند مقام و ممتاز مرتبہ ہے (اخبار صدق جدید لکھنؤ جلد 15 نمبر 51، 18/ نومبر 1965ء)

ہمنشیں! گر چاہتا ہے حق سے انعام کبیر
دل کی آنکھوں سے کبھی دیکھ آ کے تفسیر کبیر

قادیان سے تفسیر کبیر کی تصنیف و اشاعت کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ ربوہ میں جاری و ساری رہا اور اس میں مزید وسعت پیدا ہوتی رہی یہاں تک کہ موجودہ شکل میں جو آج ہمارے سامنے ہے اس کی 10 جلدوں میں اشاعت ہوئی۔ اس عظیم تفسیر میں قرآن کریم کی 59/ مختلف سورتوں کی تفسیر شامل ہے۔

اسی طرح خلافت ثانیہ میں ربوہ کے دَور میں ہی 1958ء کے جلسہ سالانہ پر تفسیر صغیر جیسے قیمتی ترجمہ کی بھی اشاعت ہو چکی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دورِ خلافت میں اردو زبان کے علاوہ 1953ء میں سواحیلی اور ڈچ زبان میں، 1954ء میں جرمن زبان میں جبکہ 1955ء میں انگریزی زبان میں تراجم قرآن طبع ہوئے۔ یہ تمام تراجم مرکز احمدیت ربوہ کے دور میں شائع ہوئے۔

انگریزی زبان میں تفسیر قرآن کے حوالہ سے قادیان میں ابتدائی طور پر کام شروع ہو چکا تھا اور 1947ء میں اس کی پہلی جلد طبع ہوئی جو پہلے 10/ پاروں پر مشتمل تھی۔ اس تفسیر کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دیباچہ اردو زبان میں تحریر فرمایا جس میں بنی نوع انسان کے لیے قرآن کریم اور اسلام کی ضرورت، گزشتہ الہامی کتب میں پائی جانے والی تحریف کی وجہ سے پیدا ہونے والی خامیاں اور متضاد باتیں، آنحضرت ﷺ کے ظہور کے متعلق پیشگوئیاں، آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی اور سیرت کا بیان نیز قرآن کریم کی پیشگوئیاں اور معجزات جیسے اہم موضوعات پر بحث موجود ہے۔ یہ مقدمہ اپنی ذات میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اور مغربی دنیا کے سامنے قرآن کریم کی ضرورت، خوبیاں اور معارف پیش کرنے کے حوالے سے ایک عظیم خزانہ ہے۔ لاریب یہ کتاب تاریخ احمدیت میں خدمت قرآن کا ایک ناقابل فراموش باب ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا اس انگریزی تفسیر کی پہلی جلد قادیان سے 1947ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد ربوہ کے دَور میں 1960ء میں دوسری اور 1963ء میں اس کی تیسری جلد شائع ہوئی۔

ربوہ میں دروس القرآن اور دروس رمضان میں قرآن کریم کے معارف کا بیان خاص طرّہ امتیاز رہا ہے۔ چنانچہ 1964ء میں پہلی مرتبہ احباب جماعت کو قرآنی علوم سکھانے کی غرض سے فضل عمر درس القرآن کلاس کا اجرا ہوا۔

خلافت ثالثہ کے دَور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ہمیشہ قرآن کریم کا ایک نسخہ اپنے ہمراہ رکھتے۔ قرآن کریم سے آپ کا خاص شغف و محبت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کے خطبات و خطابات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ نے قرآن کریم کو حفظ کرنے کی طرف افراد جماعت کو خصوصی تحریک فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم کی خدمت کے جوش کا اندازہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش سے ہو سکتا ہے کہ تمام ہوٹلز میں قرآن کریم کے تراجم رکھوائے جائیں تا یہاں رکنے والے مہمان ان کو پڑھیں اور قرآنی تعلیمات و محاسن پر اطلاع پا سکیں۔

خلافت ثالثہ میں حضور رحمہ اللہ نے قرآن کریم کے علوم پھیلانے اور زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کا اس روحانی مائدہ سے استفادہ کرنے کی غرض سے 18/ مارچ 1966ء کو وقف عارضی کی تحریک کا اعلان فرمایا۔ اس کے ذریعہ افراد جماعت کے ذمہ لگایا گیا کہ وہ عارضی طور پر وقف کر کے افراد جماعت کو قرآن کریم کے علوم سے آگاہ کریں۔ جنہیں ناظرہ پڑھنا نہیں آتا انہیں قرآن کریم پڑھنا سکھائیں اور جنہیں ترجمہ نہیں آتا انہیں ترجمۃ القرآن سکھائیں۔ 5/ اگست 1966ء کے خطبہ جمعہ میں ہی حضورؒ نے خاص طور پر موصیان کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ تحریک وقف عارضی میں حصہ لیں اور قرآن کریم کے علوم کو پھیلانے میں صف اوّل میں ہوں۔

تحریک وقف عارضی وقت کے ساتھ ساتھ منظم ہوتی گئی یہاں تک کہ 1969ء میں باقاعدہ طور پر ایک نظارت کی صورت اختیار کر گئی اور ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی کا قیام عمل میں آیا۔

لندن

لندن ہجرت 1984ء تک جماعت احمدیہ نے کُل 11/ زبانوں میں تراجم قرآن کریم شائع کیے تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت و تبلیغ پر خاص توجہ دی۔ 1989ء میں جماعت کی صد سالہ جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں تراجم قرآن کریم کے خصوصی پروگرام بنائے گئے اور متعدد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔

خلافت رابعہ کے اکیس سالہ دور میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے 47/ زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کی توفیق پائی۔

ان مکمل تراجم کے علاوہ منتخب آیات قرآنی کے نام سے ایک کتاب تیار کی گئی جس میں 20 عناوین کے پر آیات قرآنی منتخب کی گئیں۔ ان منتخب آیات کا ترجمہ سو سے زائد زبانوں میں کیا گیا۔

اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خود بھی اردو زبان میں قرآن کریم کا بامحاورہ ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کے ساتھ مختصر تشریحی نوٹس اور سورتوں کے مضامین کا تعارف بھی شامل ہے۔ اس ترجمہ کے آخر پر ایک تفصیلی انڈیکس بھی موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ نے لندن میں انگریزی زبان میں دروس کے سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ جو آج انگریزی زبان میں ویڈیوز کی صورت میں ایک بیش قیمتی خزانہ ہے۔ ان دروس کے بعد ایم ٹی اے کے سنہری دور کا آغاز ہوا اور خلیفہ وقت کی آواز اکناف عالم تک پہنچنے لگی۔

ایم ٹی اے کا آغاز

مراکز احمدیت سے خدمت قرآن کا ایک عظیم الشان سنگ میل ایم ٹی اے (مسلم ٹیلی وژن احمدیہ) کی صورت میں طے ہوا۔ خلفاء وقت کے دروس القرآن لندن سے تمام دنیا میں نشر ہونے شروع ہوئے جن سے اکناف عالم کی پیاسی روحیں سیراب ہونے لگیں۔ دروس القرآن کی صورت میں خلفاء احمدیت کی آواز دنیا کے ہر شہر ہر کوچہ میں جا پہنچی جس سے تمام دنیا کو قرآنی علوم و معارف سے آگاہی و استفادہ کی سعادت دے کر اسمعو صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

ان دروس میں ان قرآنی حصوں کی تفسیر کی گئی جو حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر میں شامل نہیں۔

قادیان میں جب لاؤڈ سپیکر نصب ہوا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم سے محبت اور تمام دنیا میں خلیفہ وقت کے درس القرآن سے استفادہ کی خواہش کا اظہار اس پیشگوئی کے

رنگ میں کیا جو ایم ٹی اے کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’......جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی تمام دقتیں دور ہوجائیں گی۔تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن وحدیث کا درس دیا جارہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور آسٹریا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور سی طرح اور تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس کے سیٹ لیے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کرکے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہوجاتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 1938)

ایم ٹی اے پر ہی خلافت رابعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ترجمۃ القرآن کلاس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اس میں آپ نے قرآن کریم کے نئے سے نئے معارف کھولے۔ آیات کے باہم ربط کے حوالہ سے ان کلاسوں میں حضورؒ نے خاص روشنی ڈالی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور میں قرآن کریم سے عشق و محبت کے عظیم پر معارف نظارے آپ کے خطبات وخطابات میں ہر دوسرے دن خود مشاہدہ کرنے کو ملتے ہیں۔ پھر چاہے ٹیری جونز کی قرآن کریم جلانے کے دھمکیوں کے واقعات ہوں یا قرآن کریم کی تعلم پر پوپ کے اعتراضات ہوں مرکز خلافت نے ہمیشہ ان کے خلاف حقیقی یلغار کی۔ ان کے جوابات دیئے ان تک اسلام کی حقیقی تعلیمات پہنچائیں۔قرآن کریم کی امن، عدل و انصاف اور مساوات کی تعلیمات کو دنیا کے عظیم ایوانوں تک پہنچایا۔ دنیا کے معروف سر براہان ممالک کو خطوط کے ذریعہ حقیقی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ تمام مراکز احمدیت سے جماعت احمدیہ کے افراد میں قرآن کریم کی تعلیم تربیت کا سامان باقاعدگی سے کیا جاتا ہے۔جس کے ذریعہ مقامی ضلعی، علاقائی، صوبائی اور قومی سطح پر ہر عمر کے مرد وزن کے لیے تعلیم القرآن کلاسز کا انعقاد کیا جاتا رہا ہے۔ تا تمام جماعت قرآن کریم فرقان حمید کی تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہو سکے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کرسکیں۔

الاسلام ویب سائٹ پر جدید ٹیکنالوجی کو بروئے کار لاتے ہوئے قرآن کریم کی ترویج واشاعت کا کام بھی جاری ہے۔ نیز جماعتی تراجم کی ایک خاصیت جس کے غیر بھی مداح ہیں یہ ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ قرآن کریم کے مضامین کا انڈیکس شامل کیا گیا ہے۔ اب جدید ٹیکنالوجی سے ہر حرف، لفظ اور ترجمہ کو سرچ کے قابل بنادیا گیا ہے جس کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن میں فرمایا۔جس سے ایک بٹن سے پورے قرآن کریم سے ایک مضمون کی آیات ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔

اسی طرح خلافت خامسہ میں خصوصی طور پر آن لائن قرآن کریم ناظرہ و ترجمہ کے علاوہ قرآنی علوم سے عوام النّاس اور احمدی احبابِ جماعت کے لیے قرآن کریم کی خصوصی کلاسز کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔

اسلام آباد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد منتقل ہونے کا علان فرماتے ہوئے یہ دعا فرمائی کہ ’’اللہ تعالیٰ اسلام آباد سے اسلام کی تبلیغ کے کام کو پہلے سے زیادہ وسعت عطا فرمائے‘‘(خطبہ جمعہ 12/اپریل 2019ء)

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی جو ذمہ داری اس زمانے میں جماعت احمدیہ کے سپرد فرمائی ہے اس نے یقیناً وسعت اختیار کرتے چلے جانا ہے یہاں تک کہ کُل عالم پر محیط ہو جائے۔ ہمارے پیارے امام کے منہ سے جو دعا نکلی اس کے پورا ہونے کے نظارے دنیا ضرور دیکھے گی۔ آئندہ آنے والی نسلیں گوہی دیں گی اس مرکز احمدیت نے بھی سابقہ مراکز کی طرح خدمت قرآن کے نئے سنگ میل قائم کئے۔ اللہ کرے کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس دعا کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ آمین

اللّٰھم بارك فی سعی امامنا و اید ہ بروح القدس و بارك لنا فی عمرہ و امرہ۔

☆...☆...☆

بقیہ: جلسہ سالانہ کے عظیم الشان اغراض و مقاصد
از صفحہ نمبر 21

دینی مہمات میں سر گرمی

مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار
وہ لگادے آگ میرے دل میں ملّت کے لیے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بیشمار

حضرت مہدی معہودؑ کی دعا

1893ء کی مندرجہ بالا مقدّس تحریر کے آخر میں حضور علیہ السلام نے حضرت احدیّت کے حضور اپنی جماعت کے لیے بڑے پیارے الفاظ میں ایک نہایت جامع دعا بھی کی ہے۔ فرماتے ہیں:

’’دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دمِ زندگی ہے، کیے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کرکے ان کا دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے دلوں سے اٹھاوے اور باہمی سچی محبت عطا کردے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔‘‘

خدا کرے کہ سالانہ جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والا ہر احمدی اس مقدس اجتماع کی اغراض و مقاصد کو پورا کرکے حضرت مہدی موعود کی دعاؤں کے بھاری خزانے کا وارث بن جائے کہ اس دولت کے مقابل بادشاہت ہفت اقلیم بھی ہیچ ہے۔

وَمَا تَوۡفِیۡقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 23 فتح 1351ھش/دسمبر 1972ء صفحہ 3)

(مرسلہ: ڈاکٹر سلطان احمد مبشر)

جلسہ سالانہ یوکے 2019ء

یہ دن جلسے کے آئے ہیں مبارک صد مبارک ہو
حسیں لمحات لائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

امامِ وقت کی قُربت ہماری خوش نصیبی ہے
دریچے جگمگائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

ہر اک چہرے پہ خوشیوں کے کھلے ہیں پھول اب دیکھو
بدن خوش بو بسائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

نظر جس سمت جاتی ہے سجے ہیں بام و در ہر سُو
خوشی کے گیت گائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

مسیحِ پاک کا گُلشن بھرا ہے آج خوشیوں سے
عَلَم حق کا اُٹھائے ہیں مُبارک صد مبارک ہو

ہر اک چھوٹا بڑا خوش ہے گلے مِل کر محبت سے
سبھی تو مُسکرائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

بڑھیں گے ہم تو آگے ہی عدو چاہے قدم روکے
گلے سب کو لگائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

عَلَم اسلام کا گاڑا ہے اب کتنے ہی مُلکوں میں
دئے سچ کے جلائے ہیں مبارک صد مُبارک ہو

چھٹے گی تیرگی دنیا کی اپنے دم قدم سے ہی
مئے عِرفان لائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

سجی ہیں محفلیں صبح و مسا مہماں نوازی کی
نظر کو ہم بچھائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

فرشتہ صفت بندوں کی زباں پہ ذکر ہے رب کا
حسیں محفل سجائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

زباں پہ حمد ہے جاری خدا کے فضل و احساں کی
یہ دن رب نے دکھائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

خدا کا شکر بھی کرنا اب اعظمؔ ہم پہ لازم ہے
جبیں سجدے جھکائے ہیں مبارک صد مبارک ہو

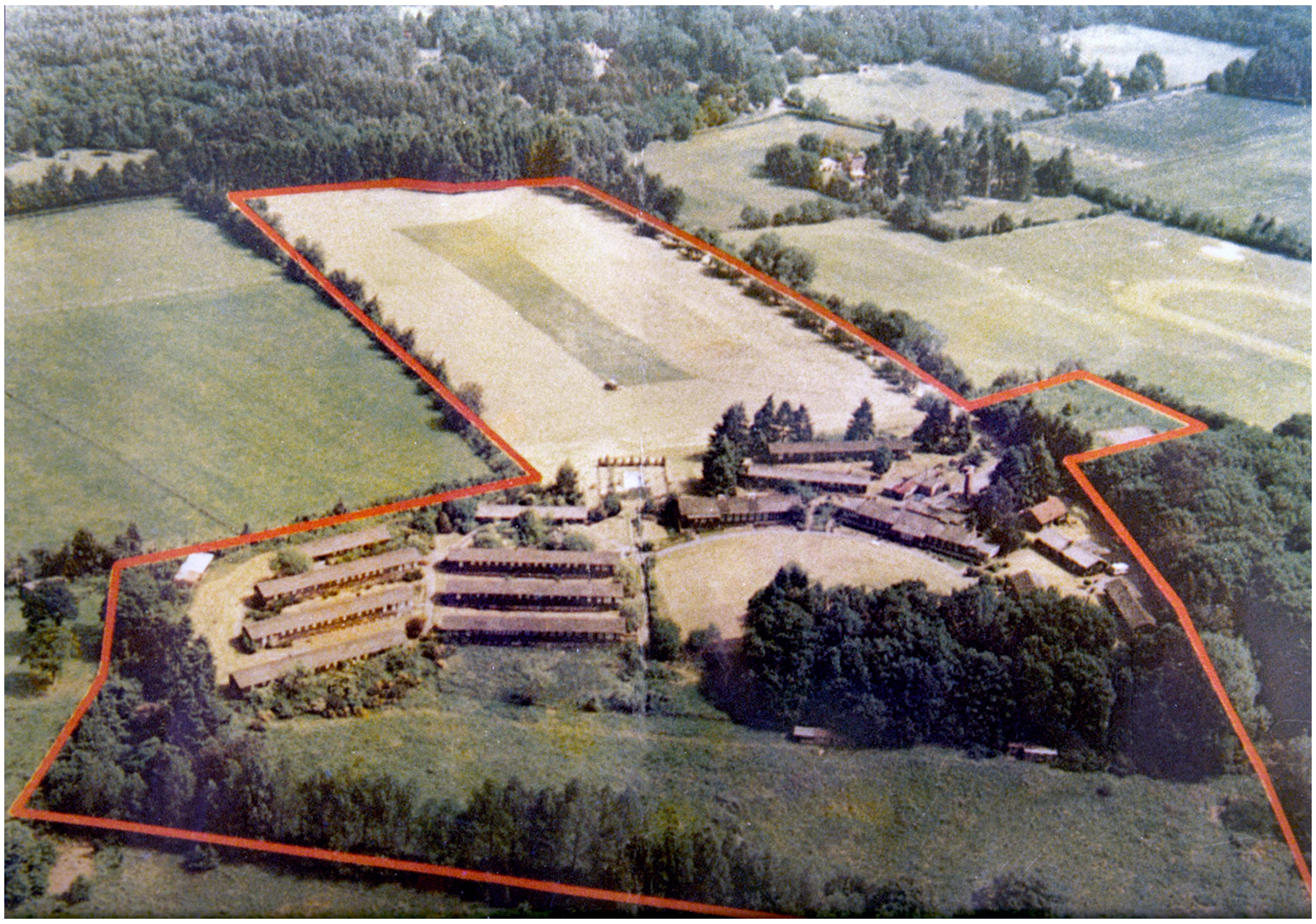
(محمد اعظم نوید)

اسلام آباد، ٹلفورڈ میں نئے مرکزِ احمدیت کی تعمیر

تصویر کہانی

(عبدالفاتح احمد۔ واقفِ زندگی۔ سٹرکچرل انجینئر)

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا اور رہنمائی سے اسلام آباد میں جماعت احمدیہ کو نیا مرکز تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس کی تعمیر کے دوران ہر مرحلے پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کا مشاہدہ کیا گیا، قدم قدم پر حضورِ انور سے رہنمائی حاصل کی گئی اور اس طرح یہ کام چند سالوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ ان تعمیرات کے دوران مختلف مراحل میں تصاویر کی مدد سے بہت ساری باتیں ریکارڈ کی گئیں۔ یہ ممکن نہیں کہ تمام مراحل کو یہاں پیش کیا جاسکے اس لیے چیدہ چیدہ تصاویر 'تعمیرِ مرکز کی تصویر کہانی' کی صورت میں ہدیۂ قارئین ہیں۔



اسلام آباد ٹلفورڈ کی فضا سے لی گئی ایک تصویر



اسلام آباد ٹلفورڈ میں ہونے والے جلسہ سالانہ کا فضائی نظارہ



9 دسمبر 2015ء

اسلام آباد، ٹلفورڈ سرے جدید تعمیرات سے قبل



اکتوبر تا دسمبر 2015ء

اسلام آباد میں عمارات کو منہدم کرنے سے قبل آرکیالوجیکل سروے کا ایک منظر



اکتوبر تا دسمبر 2015ء

اسلام آباد میں عمارات کو گرانے سے قبل آرکیالوجیکل سروے کا ایک منظر



اکتوبر تا دسمبر 2015ء

اسلام آباد میں عمارات کو منہدم کرنے سے قبل آرکیالوجیکل سروے کا ایک منظر



اکتوبر تا دسمبر 2015ء

اسلام آباد میں عمارات کو گرانے سے قبل ٹوپوگرافکل سروے کا ایک منظر



اکتوبر تا دسمبر 2015ء
اسلام آباد میں عمارات کو منہدم کرنے سے قبل گراؤنڈ انوسٹی گیشن سروے کا ایک منظر



جنوری تا فروری 2016ء
تعمیرِ نَو کے بعد زیرِ زمین سروسز مہیا کرنے کے لیے mapping



جنوری تا فروری 2016ء
تعمیرِ نَو کے بعد زیرِ زمین سروسز مہیا کرنے کے لیے mapping



جنوری تا فروری 2016ء
اسلام آباد کی عمارات میں موجود میٹیریل Asbestos کو احتیاط سے نکالنے کا عمل



جنوری تا فروری 2016ء
اسلام آباد کی عمارات میں موجود میٹیریل Asbestos کو احتیاط سے نکالنے کا عمل



جنوری تا فروری 2016ء
اسلام آباد کی عمارات میں موجود میٹیریل Asbestos کو احتیاط سے نکالنے کا عمل



29 مارچ 2016ء
پرانی عمارات کو گرانے کا عمل (demolition) شروع ہوگیا



29 مارچ 2016ء
پرانی عمارات کو گرانے (demolition) کا عمل شروع ہوگیا



29 مارچ 2016ء
پرانی عمارات کو گرانے (demolition) کا عمل شروع ہوگیا



21 مئی 2016
فیز I کی عمارات کو گرانے کا عمل (demolition) مکمل ہوگیا



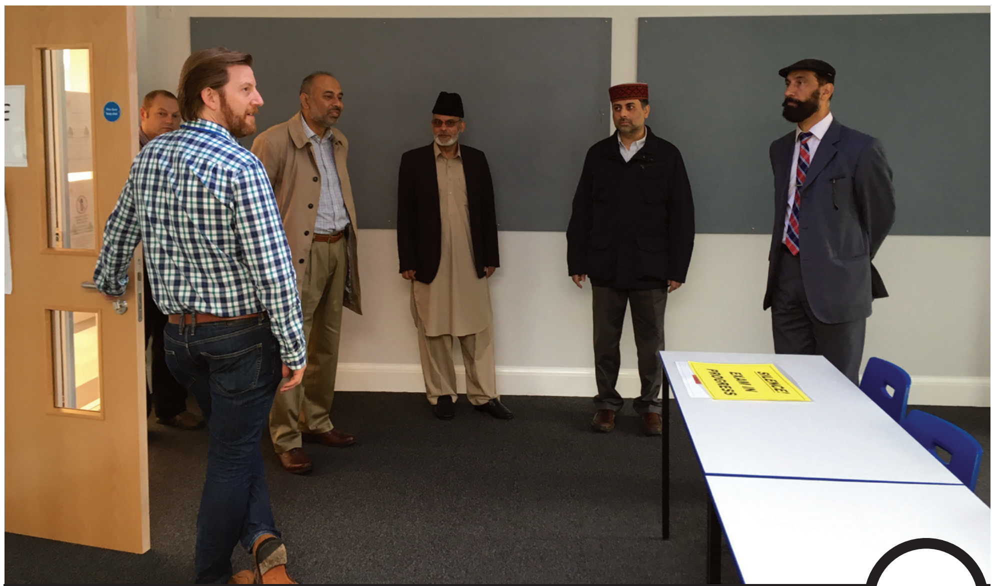
21 مئی 2016
فیز I کی عمارات سے حاصل کی جانے والی کنکریٹ کو دوبارہ استعمال کے لیے کرش کیا گیا



21 مئی 2016
فیز I کی عمارات سے حاصل کی جانے والی کنکریٹ کو دوبارہ استعمال کے لیے کرش کیا گیا



21 مئی 2016
فیز I کی عمارات کو گرانے کا عمل (demolition) مکمل ہو گیا



30 جون 2016
ممبران اسلام آباد ڈویلپمنٹ کمیٹی نے کنسٹرکشن کمپنی O&D کی زیرِ تعمیر سائیٹس کا وزٹ کیا



30 جون 2016
ممبران اسلام آباد ڈویلپمنٹ کمیٹی نے کنسٹرکشن کمپنی Beard کی زیرِ تعمیر سائیٹس کا وزٹ کیا



اگست 2016
سائیٹ پر موجود دیگر مکانات کو بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کو برقرار رکھنے کے لیے کام (Enabling Works) شروع کیا گیا



26 اگست
2016
سائیٹ پر موجود دیگر مکانات کو بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کو برقرار رکھنے کے لیے
کام (Enabling Works) شروع کیا گیا



26 اگست
2016
سائیٹ پر موجود دیگر مکانات کو بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کو برقرار رکھنے کے لیے
کام (Enabling Works) شروع کیا گیا



29 ستمبر
2016
Beard کمپنی کو ٹھیکہ ملنے کے بعد ان کے تعمیراتی ماہرین کی اسلام آباد سائیٹ پر باقاعدہ آمد



09 اکتوبر
2016
اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورِ انور کی دعاؤں کے ساتھ
محترم عثمان چینی صاحب (مرحوم) کے ہاتھ سے مسجد کے محراب کے مقام پر سنگِ بنیاد رکھا گیا



26 اگست
2016
سائیٹ پر موجود دیگر مکانات کو بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کو برقرار رکھنے کے لیے
کام (Enabling Works) شروع کیا گیا



09 اکتوبر
2016
اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورِ انور کی دعاؤں کے ساتھ
محترم عثمان چینی صاحب (مرحوم) کے ہاتھ سے مسجد کے محراب کے مقام پر سنگِ بنیاد رکھا گیا



24 اکتوبر 2016
تعمیراتی کمپنی Beard نے سائیٹ پر اپنے کام کا آغاز کر دیا



21 نومبر 2016
سائیٹ پر کنکریٹ ڈالی گئی۔ ایوانِ مسرور (ملٹی پرپز ہال) کی بنیاد



21 نومبر 2016
سائیٹ پر کنکریٹ ڈالی جارہی ہے، ایوانِ مسرور کی بنیاد



21 نومبر 2016
سائیٹ پر کنکریٹ ڈالی جارہی ہے، ایوانِ مسرور کی بنیاد



7 دسمبر 2016
مسجد کی بنیادوں کی تیاری کے بعد سنگِ بنیاد کو محراب کے مقام پر منتقل کر دیا گیا



9 دسمبر 2016
مسجد کی بنیادوں میں کنکریٹ کی بھرائی کی گئی، سنگِ بنیاد کنکریٹ میں سما رہا ہے



09 دسمبر 2016
مسجد کی بنیادوں میں کنکریٹ کی بھرائی کی جارہی ہے



18 جنوری 2017

ایوانِ مسرور کے سٹیل کے فریم کو تیار کیا جارہا ہے



18 جنوری 2017

ایوانِ مسرور کے سٹیل کے فریم کو تیار کیا جارہا ہے



2017

ایوانِ مسرور کی دیواریں تعمیر کی جارہی ہیں



03 فروری 2017

مسجد کی دیواروں کو کنکریٹ سے تعمیر کرنے کا کام شروع کیا گیا



24 فروری 2017

مسجد کی دیواروں کو کنکریٹ سے تعمیر کرنے کا کام مکمل کرلیا گیا



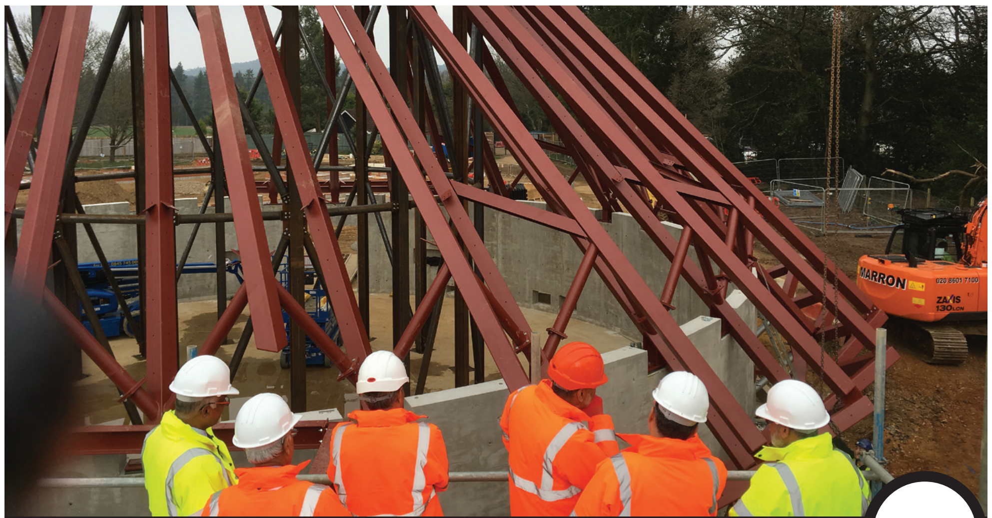
07 مارچ 2017

مسجد کی چھت کی تعمیر کے لیے سٹیل کا عارضی فریم



14 مارچ 2017

مسجد کی عمارت کے سٹیل سے بنے فریم کی تعمیر کا آغاز



15/ مارچ
2017ء
کمیٹی کا سائیٹ کا معائنہ



22 مارچ
2017ء
مسجد کا فریم مکمل طور پر تیار کرلیا گیا



13 اپریل
2017
بلاک 1 کی چھت کا سٹیل کا ڈھانچہ تیار کرلیا گیا



یکم اپریل
2017
بلاک 1 اور بلاک S کی بنیاد رکھی گئی



13اپریل 2017
ایوانِ مسرور کی چھت پر واٹر پروفنگ کا کام مکمل کرلیا گیا



یکم جون 2017
مسجد کی چھت کی ابتدائی تیاری مکمل ہو چکی ہے



15جون 2017
ایوانِ مسرور کی چھت پر مٹی ڈالی گئی اور seedum لگایا گیا



15جون 2017
ایوانِ مسرور کی چھت پر ڈالی گئی مٹی اور seedum



31/اگست 2017
مسجد کی چھت پر GRP سے بنے fins کو لگانے کا کام شروع کیا گیا



اگست 2017
مسجد کی چھت پر کام ہو رہا ہے



اگست 2017
مسجد کی چھت پر فنشِنگ ہو رہی ہے

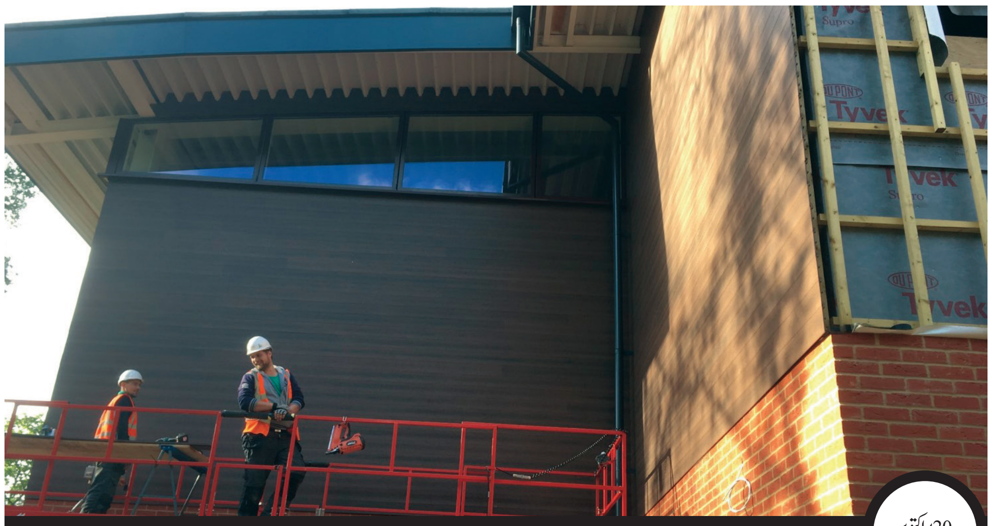


11ستمبر 2017
فیز II کی عمارات کے انہدام (demolition) کے عمل کا آغاز کیا گیا



11 ستمبر 2017

فیز II کی عمارات کے انہدام (demolition) کے عمل کا آغاز کیا گیا



20/ اکتوبر 2017ء

ایوانِ مسرور کی بیرونی دیوار پر کام ہو رہا ہے



31/ اکتوبر 2017ء

فیز II کے لیے عمارات کا انہدام (demolition) مکمل کر لی گئی



09 نومبر 2017

مسجد کے اندرونی گنبد کی تنصیب



15 نومبر 2017

مسجد کے بیرونی گنبد کی تنصیب



15 نومبر 2017

مسجد کے بیرونی گنبد کی تنصیب کا ایک اَور منظر



16/ نومبر 2017ء

ممبران کمیٹی نے سائیٹ کا معائنہ کیا



-
ایوانِ مسرور کا فرش ڈالا جا رہا ہے



04 دسمبر 2017
کنسٹرکشن کمپنی Beard نے فیز II پر اپنے کام کا آغاز کیا



09 دسمبر 2017
فیز II پر تعمیراتی کام کا ایک منظر



25 جنوری 2018
مسجد مبارک کے گنبد کے لیے تیار کیا جانے والا قبہ



25 جنوری 2018
مسجد مبارک کے گنبد پر قبہ رکھا جا رہا ہے



25 جنوری 2018
مسجد کے گنبد پر کام ہو رہا ہے۔ پس منظر میں فیز I اور فیز II پر جاری کام کا خوبصورت نظارہ



یکم مارچ 2018
مسجد کے میناروں کے سٹیل سے بنے ستون نصب کیے جا رہے ہیں



27 مارچ 2018
فیز II کی دیواریں کھڑی کرنے کے مرحلے کا آغاز ہو چکا ہے



27 مارچ 2018
فیز II کی دیواریں کھڑی کرنے کا ایک اور منظر



مئی 2018ء

مسجد کی اندرونی چھت پر کام ہو رہا ہے



21 مئی 2018

مسجد کی اندرونی چھت کی تیاری مکمل کر لی گئی



23 مئی 2018

میناروں کی تعمیر مکمل ہوگئی



06 جون 2018

فیز II میں تعمیر ہونے والی عمارات کی چھتوں کا لکڑی کا کام شروع ہوگیا



جون 2018

فیز II میں عمارات کی چھتوں پر شمسی توانائی کے پینلز کی تنصیب



23 جون 2018

مسجد کے محراب کی تعمیر کا آغاز



30 اکتوبر 2018

مسجد کے اندرونی حصہ میں برقی قمقموں کی تنصیب



27 مارچ 2019

اسلام آباد میں نو تعمیر شدہ دفاتر میں فرنیچر کی تنصیب، تزئین و آرائش کے کام کا آغاز



15 اپریل
2019ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نئے مرکزِ احمدیت میں رونق افروز ہو رہے ہیں





15 اپریل
2019ء

مسجد مبارک اسلام آباد میں پہلی نماز (مغرب)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورانِ تعمیرات متعدد مرتبہ سائیٹ کا معائنہ فرمایا، ہدایات اور رہنمائی سے نوازا



حضورِ انور اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا معائنہ فرما رہے ہیں
12/ فروری 2018ء



حضورِ انور اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا معائنہ فرما رہے ہیں
12/ فروری 2018ء



حضورِ انور اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا معائنہ فرما رہے ہیں
12/ فروری 2018ء



حضورِ انور اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا معائنہ فرمارہے ہیں
12/ نومبر 2018ء



حضورِ انور مسجد مبارک کے اندرونی حصے کا معائنہ فرمارہے ہیں
12/ نومبر 2018ء



حضورِ انور اسلام آباد ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا معائنہ فرمارہے ہیں
08/ جنوری 2019ء



حضورِ انور مسجد مبارک کا معائنہ فرمارہے ہیں
25/ فروری 2019ء

وَلِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِہَا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت رہنمائی میں مسجد مبارک اسلام آباد میں

اسمائے الٰہیہ کی کیلی گرافی

(اویس ربانی۔ مربی سلسلہ)



’’جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں مسجد بناتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت میں بھی ویسی ہی جگہ بنا دیتا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب الصلوۃ باب من بنی مسجدا صفحہ 78 حدیث 450 ایڈیشن 1999ء ریاض)

17/ مئی 2019ء بروز جمعۃ المبارک حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سجدۂ شکر اور پھر نمازِ جمعہ کے ساتھ اسلام آباد ٹلفورڈ، برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز میں قائم کی جانے والی خلیفۃ المسیح کی مسجد ’مبارک‘ کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام انتہائی خوبصورت انداز میں لکھے گئے ہیں۔ آیئے اس پروجیکٹ کے انچارج محترم سیّد عامر سفیر صاحب مدیرِ اعلیٰ ریویو آف ریلیجنز اور اس خوبصورت تحریر کے خطّاط محترم رضوان بیگ صاحب سے اس بارے میں کچھ معلومات حاصل کرتے ہیں۔

مختصر پس منظر

محترم سید عامر سفیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن خاکسار رضوان بیگ صاحب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ٹلفورڈ اسلام آباد میں ہجرت کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ رضوان بیگ صاحب مسجد کی تصاویر دیکھ چکے تھے اور ان کی نظر میں وہ انتہائی دلکش اور خوبصورت تھی۔ ان کے اندر ایک خاص جذبہ تھا کہ کسی رنگ میں اس مسجد کے لیے اپنی خدمات کو پیش کرسکیں۔ ان کی اس خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ ہم حضور انور سے ہی اس سلسلے میں رہنمائی حاصل کریں۔ جب ہم نے حضورِ انور سے ملاقات کی تو حضورِ انور کے ذہن میں بھی مسجد کی تزئین کے حوالہ سے خدا تعالیٰ کے اسماء کو کسی طریقے سے مسجد کا حصہ بنائے جانے کی خواہش تھی۔ لیکن ابھی تک پہلے سے پیش کیے گئے ڈیزائن حضورِ اقدس کو پسند نہیں آئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب رضوان بیگ صاحب نے حضورِ انور کی خدمت میں مسجد کے اندرون کو سجانے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضور نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابھی جا کر جائزہ لو اور اچھے طریقے سے مسجد کو اندر سے دیکھ کر مجھے واپس آ کر رپورٹ دو۔ پھر حضور میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ملاقات کے فوراً بعد انہیں لے کر مسجد جاؤ۔ ملاقات کے دوران ہی حضور نے دو دفعہ تاکیداً مجھے یہی فرمایا کہ ملاقات کے اختتام پر فوراً رضوان بیگ صاحب کو لے کر جاؤں اور ادریس صاحب اور فاتح صاحب سے ملاقات کروں جو مسجد کی تعمیر کے کام کی نگرانی کر رہے تھے۔

محترم رضوان بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نے حضور سے ملاقات کی تو حضور نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آپ مسجد میں کچھ ایسا دیکھنے کے خواہش مند ہیں جو آرٹ اور خوبصورتی کے لحاظ سے مسجد کی دلکشی میں اضافہ کرنے والا ہو۔ پھر ہم مسجد میں گئے اور اس کو اس وقت دیکھا جب وہ بالکل خالی تھی اور ابھی تعمیر کے مراحل میں تھی۔ مسجد میں کل 64/ کھڑکیاں تھیں۔ میں نے سوچا کہ اندرونی طور پر اس کو سجانے کی بہت صورتیں ہوسکتی تھیں اور گو ہم کسی بھی قسم کا ڈیزائن اس کے لیے تجویز کر سکتے تھے لیکن سب سے پہلا سوال ہمارے لیے یہ تھا کہ مسجد کے اندازِ تعمیر کو مدنظر رکھتے ہوئے انجینئرز وہ ڈیزائن بنا بھی سکیں گے یا نہیں۔

ایک اَور چیلنج جو ہمیں درپیش تھا وہ محدود وقت تھا یعنی ڈیزائن کو تجویز کرتے ہوئے ہمیں اس چیز کو مدنظر رکھنا کہ کیا یہ مقررہ وقت میں مکمل بھی کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ مجوزہ ڈیزائن کی تیاری سے مسجد کے افتتاح میں تاخیر ہو جائے۔

چنانچہ اگلے ہفتے ہم پھر حضور انور کی خدمت میں حاضر تھے اور اس بار ہم اپنے ساتھ جیومیٹریکل ڈیزائن کے کچھ نمونے پیش کرنے کے لیے ساتھ لے کر گئے جو تکرار پر مبنی اصولوں کے مطابق تیار کیے گئے تھے۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہو گا کہ آخر جیومیٹری سے متعلق فن کو ہی ہم مسجد کے لیے کیوں بروئے کار لائے؟ اس لیے کیونکہ ایک لحاظ سے اس کا تعلق ذکر سے ہے۔ ذکر کے معنی خدا تعالیٰ کو بار بار یاد کرنے کے ہیں اور جیومیٹری میں بھی ایک ڈیزائن کو بار بار دوہرایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے حضورِ انور کی خدمت میں اس تجویز کو پیش کیا۔ حضور بڑے غور کے ساتھ اس ڈیزائن کی باریکیوں کو دیکھنے لگے۔

شروع میں یہ تجویز تھی کہ کھڑکیوں کو اس ڈیزائن سے ڈھانپ دیا جائے لیکن اس کے لیے شیشہ یا صاف شفاف ایکریلک نما سطح استعمال کی جائے تا کہ ڈیزائن روشنی کی راہ میں حائل نہ ہو۔ اس ڈیزائن کا مقصد یہ تھا کہ جب دن کے وقت سورج کی روشنی اس سے گزرے تو وہ جیومیٹریکل ڈیزائن جو ان کھڑکیوں پر بنایا جائے، اس کا عکس زمین پر نظر آئے جس سے

اس کی موجودگی کا احساس ہر وقت ہوتا رہے۔ اس پر حضورِ انور نے تفصیلاً فرمایا کہ گو یہ ڈیزائن بہت عمدہ ہے لیکن حضور یہ نہیں چاہتے کہ ان کھڑکیوں سے باہر کا جو سبزہ نظر آتا ہے اس میں رکاوٹ حائل ہو۔ لیکن عمومی طور پر حضور نے اس ڈیزائن کو پسند فرمایا۔

ننانوے صفات باری تعالیٰ

ہماری تیسری ملاقات میں ہم نے حضور انور کی خدمت میں یہ تکنیکی مسئلہ پیش کیا کہ عین ممکن ہے کہ انجینئرز اس ڈیزائن کو نصب ہی نہ کرسکیں۔ حضور انور نے اس بات سے اتفاق فرمایا اور پھر اپنا Ipad نکال کر ہمیں ایک ویڈیو دکھائی جس میں ان 64/ کھڑکیوں کو دکھایا اور یہ کہ روشنی کہاں سے داخل ہو رہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیوں نہ ہم کوئی متبادل طریق تلاش کریں اور حضور اس پر بھی متفق ہوئے کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کی 64/ صفات لگا سکتے ہیں۔ میں نے عاجزانہ درخواست حضور انور کی خدمت میں کی کہ مسجد کے طرزِ تعمیر کو دیکھتے ہوئے ہم باقی صفات کسی اَور جگہ بھی با آسانی نصب کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے خدا تعالیٰ کی ننانوے صفات کو بھی اسی طرح مسجد میں نصب کرنے کے متعلق تجویز از راہ شفقت منظور فرمائی۔

محترم عامر سفیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس وقت رضوان بیگ صاحب انتہائی جذباتی حالت میں تھے اور رو رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پچھلے 8/ سال سے روزانہ ان ننانوے صفاتِ الٰہیہ کو لکھنے کی مشق کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انعام کیا ہے کہ میں اُس کے نام خوبصورت انداز میں حضور انور کی مسجد میں نمایاں کر کے دکھا سکوں۔

محترم رضوان بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ اتنے بڑے پراجیکٹ کو کس کی مدد سے مکمل کروگے تو خاکسار نے جواب دیا کہ کیونکہ میں نے ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ کئی سال کام کیا ہے اس لیے ان کی معاونت کے بغیر یہ مشکل ہوگا، ان کی ٹیم کی مہارت اس کام میں ممد ثابت ہوگی اور بروقت اور معیار کے مطابق یہ پراجیکٹ مکمل کیا جاسکے گا۔ اس لیے میری حضور انور سے عاجزانہ درخواست ہے کہ محترم عامر سفیر صاحب اور اُن کی ٹیم اس کام میں خاکسار کی معاونت کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔

رنگ کا انتخاب

محترم عامر سفیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا کہ حضور انور نے تجویز فرمایا تھا کہ مسجد کا قالین سبز رنگ کا ہوگا۔ بہت سے احباب نے تجویز کیا تھا کہ کیونکہ مسجد کا اپنا رنگ بھی بھورا ہے اس لیے خطاطی بھی اسی رنگ کی ہونی چاہیے۔ اس پر مَیں نے پھر حضورِ انور سے رہنمائی حاصل کی۔ لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ سبز رنگ استعمال کیا جائے۔ رضوان بیگ صاحب سے مشورہ کرنے کے بعد ہم نے کئی طرز کے ڈیزائن کھڑکیوں پر لگانے کے لیے آزمائے جن میں بعض گول تھے، تکون اور ہیرے کی شکل کے بھی تھے۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں ان کے نمونے بھجوائے تو حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ہم گول ڈیزائن استعمال کریں۔ بعد میں جب رضوان بیگ صاحب نے اس کی آخری شکل تشکیل دے کر لگانے کے لیے کچھ نمونے بنوائے اور ہم نے حضور کی خدمت میں پیش کیے تو سبز رنگ حضور انور کو اتنا پسند نہیں آیا جتنا کہ حضور کو امید تھی۔ سو ہم پھر حضور انور کی خدمت میں خطاطی کے مختلف رنگ کے نمونے لے کر حاضر ہوئے۔ جیسے ہی ہم حضور سے ملاقات کے لیے دروازے میں داخل ہوئے حضور انور نے فرمایا کالا رنگ کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔ پھر حضور مسکرائے اور فرمایا عامر نے بھورا رنگ کہا تھا لیکن یہ بہتر ہے۔ میں نے یہ بات اس لیے عرض کی ہے کہ بہت سے لوگوں نے مجھے کہا کہ میں نے بھورا رنگ کیوں نہیں تجویز کیا کیونکہ وہ مسجد سے مطابقت رکھتا تھا اور زیادہ مناسب لگنا تھا۔ لیکن جیسا کہ حضور انور نے ارشاد فرمایا ہے کہ ڈیزائن کو مد نظر رکھتے ہوئے کالا رنگ زیادہ مناسب تھا۔ خود رضوان بیگ صاحب بھی کالے رنگ کے حق میں تھے کیونکہ اس سے مسجد کی خوبصورتی نمایاں ہو رہی تھی۔ بعض دفعہ ذہن میں ایک چیز اچھی لگتی ہے لیکن جب ہم نے عملی طور پر اس کے نمونے بنائے تو رنگوں نے مختلف تاثر پیش کیا اور اسی وجہ سے بالآخر حضور انور نے اسی کو پسند فرمایا۔



محترم رضوان بیگ صاحب اس موقع کو یاد کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حضور انور کو نمونے دکھا رہے تھے تو حضور نے اسی وقت فرمایا کہ کالے اور سفید سب سے بہترین ہیں اور ان 64 صفات کے لیے جو شکل تجویز فرمائی وہ گول پسند فرمائی۔

کیونکہ مسجد کی اندرونی آرائش کے ہر مرحلے پر حضور انور ہماری رہنمائی اور مدد فرما رہے تھے تو ہم نے عرض کی کہ حضور ہم یہ ننانوے صفات تو لگا رہے ہیں لیکن 'اللہ' کا نام کہاں لگایا جائے۔ جب میں نے حضورِ انور سے عرض کی کہ محراب پر لگایا جائے تو حضور نے بہت ہی خوبصورت انداز میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ کا نام ایک خاص نام ہے جو تمام ادیان میں سے کسی اَور میں نہیں پایا جاتا۔ پس حضور نے از راہِ شفقت میری تجویز کو منظور فرمالیا۔ گو حضور نے کچھ لمحے اس پر رک کر سوچا بھی اور اس دوران میں نے سمجھا کہ شاید میں نے کچھ زیادہ کہہ دیا ہے تو اس پر میں نے کہا حضور اگر یہ اچھا نہ لگا تو اسے فوراً اتار دیں گے۔ لیکن حضور نے فرمایا جس طرح مناسب لگے ویسا کرو۔ حضور مسکرا رہے تھے اور اپنے اس فیصلے پر مطمئن نظر آرہے تھے۔ میرا اپنا ذاتی خیال ہے، کیونکہ دنیا میں موجود مسجدوں میں کام کرکے میرا ایک وسیع تجربہ بھی ہے، میرے خیال میں یہ دنیا کی پہلی مسجد ہے جس کے محراب پر اللہ تعالیٰ کا نام اس طرح آویزاں کیا گیا ہے۔

محترم عامر سفیر صاحب کہتے ہیں کہ اس سارے عمل کی بہت سی اہم تفصیلات ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگرچہ میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گزشتہ دس سال سے کام کرنے کی توفیق پارہا ہوں، اس کے باوجود اس عمل کے دوران حضور کی شخصیت کے کئی نئے پہلو سامنے آئے۔ عام طور پر میں اور رضوان بیگ صاحب حضور انور سے باقاعدگی سے دفتری ملاقاتیں کر کے اہم امور پر گفتگو کرتے ہیں۔ باقی اوقات میں ہم دونوں مسجد مبارک کے باہر کھڑے ہوجاتے ہیں اور نمازوں کے بعد حضور انور سے ہدایات لے لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بعض اوقات خاکسار کو عمومی دفتری ملاقات کے اوقات سے ہٹ کر بھی حضور انور سے ملاقات اور مختلف امور پر ہدایات لینے کا موقع ملا ہے۔ مختصراً یہ کہ اس پراجیکٹ کے متعلق کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ دن میں کئی مرتبہ حضور انور سے ملاقات ہوتی رہی۔ جیسے کہ آپ سوچ سکتے ہیں کہ معاملہ چونکہ خلیفۂ وقت کی مسجد سے متعلق تھا، اس لیے یہ کس قدر اہمیت کا حامل تھا اور اس سلسلہ میں حضور کو اتنی قریب سے دیکھنا خدا کا فضل تھا۔

سب سے متاثر کن چیز حضورِ انور کی تحقیق کو مشاہدہ کرنا تھی۔ عمومی طور پر یہ ہوتا ہے، اور ہم اس کے عادی بھی ہیں، کہ کسی بھی معاملہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حتمی رہنمائی کے لیے پیش کرنے سے پہلے اس کے ہر زاویے پر تحقیق کر لیتے ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں سب کچھ اس کے برعکس تھا۔ یہاں ہم نے ہر ایک مرحلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مل کر سوچ بچار کی۔ ہمیں اس کا عادی ہونے میں کچھ وقت لگا۔ یہاںتک کہ خاکسار کو بھی جو کہ کئی سالوں سے حضور انور کے ساتھ کام کرنے کی توفیق پا رہا ہے اسے سمجھنے میں وقت لگا۔ مثال کے طور پر خطاطی کے ان ٹکڑوں کے رنگ کا معاملہ لیں۔ ابتدا میں حضور نے فرمایا کہ اسے سبز رکھیں۔ اب ظاہر ہے کہ خلافت کا خادم ہونے کے ناطے خاکسار کا خیال تھا کہ یہ حتمی فیصلہ ہے اور اس پر مزید گفتگو کیے بغیر سبز رنگ میں اسے تیار کیا جائے لیکن جب ہم اگلی مرتبہ حضور انور کے پاس گئے اور نمونے پیش کیے تو آپ کو تیار شدہ نمونوں میں سیاہ رنگ زیادہ پسند آیا اور فرمایا کہ سیاہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے، اس میں تیار کریں۔ یہی معاملہ ہر دوسرے مرحلہ میں ہوا۔ اور مجھے یہ احساس ہوا کہ اس کے ذریعہ ہمیں حضور انور کے سوچنے کی صلاحیت کو براہ راست دیکھنے کا موقع ملا۔ حضور انور ہمارے سامنے سوچتے، اس کی متفرق ممکنہ صورتوں کا اظہار فرماتے، اس پر آراء لیتے اور ہمیں دوسروں سے مشورہ لینے کا ارشاد فرماتے۔ حضور ایک سوچ سے شروع کرتے، اس کا عملی آغاز فرماتے، اس کے متعلق دعا کرتے اور پھر ایک حتمی فیصلہ فرماتے تھے۔ اس سارے وقت میں، اس کے ابتدائی خیال سے لے کر آخری صورت تک حضور بعض اوقات تبدیلیاں فرماتے جیسا کہ اوپر ایک مثال پیش کی گئی ہے۔ ایک اَور مثال پیش کر دیتا ہوں۔ ابتدا میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ خطاطی کے ان نمونوں کو مسجد میں لگادیں۔ تو ہم نے چار نمونے لگادیے۔ اگلے دن جب حضور اسلام آباد منتقل ہوگئے تو میں وہاں باقی نمونے لگانے کے لیے موجود تھا اور وکالت مال اور تعمیل و تنفیذ کے دفتر کے ساتھ کسی دفتر کے باہر موجود تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ حضور کسی دفتر میں ہی ہیں اور اچانک جب آپ باہر نکلے تو مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ یہاں ہیں؟ تو میں نے عرض کی کہ جی حضور میں





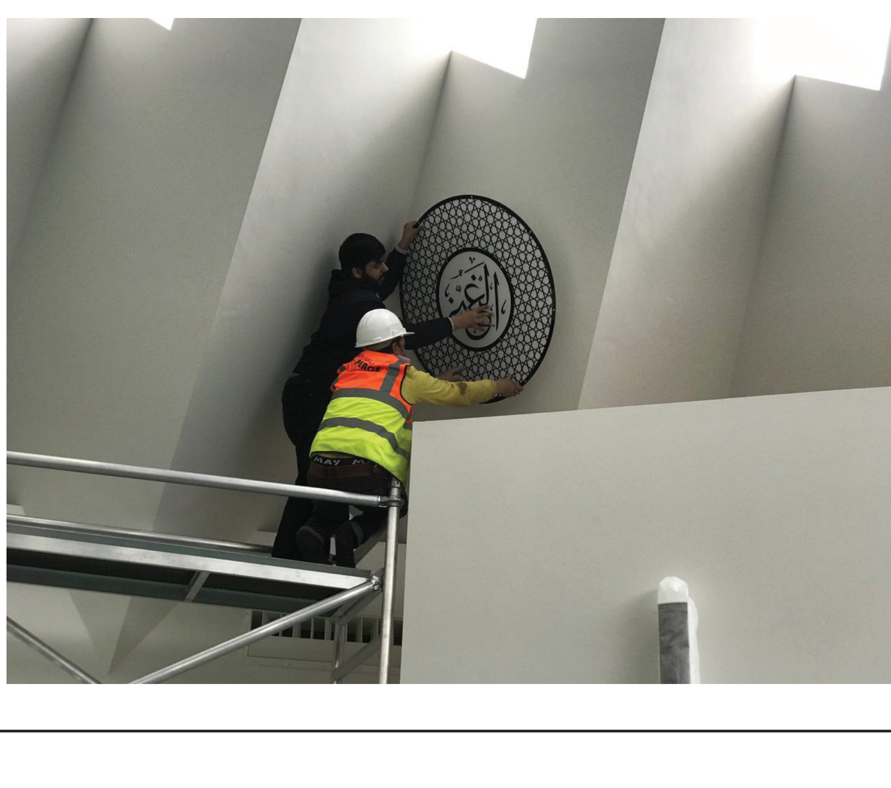


خطاطی کے ٹکڑے لگانے کے لیے آیا تھا۔ پھر حضور ایک اَور دفتر میں تشریف لے گئے اور جب باہر آئے تو مجھے بلایا اور فرمانے لگے کہ میں ان ٹکڑوں کے زاویے کے بارہ میں سوچ رہا تھا اور میں نے اس کا ذکر ادریس صاحب سے بھی کیا تھا کہ ہم اس زاویے پر بھی ان ٹکڑوں کو لگا کر دیکھیں (حضور نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ آپ کی کیا مراد ہے) تا کہ یہ کھڑکیوں کے ساتھ مزید مطابقت اختیار کر لے۔ حضور نے یہ اس انداز میں فرمایا تھا گویا اس پر میری رائے لینا چاہ رہے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ جیسا حضور فرما رہے ہیں، ہمیں بھی وہ زیادہ خوبصورت محسوس ہوا تھا۔ اس کے بعد ادریس صاحب کی ٹیم نے چار نمونوں کو تین مختلف زاویوں سے لگا دیا اور ایک دن جب حضور نماز کے لیے تشریف لائے تو نماز کے بعد حضور نے اوپر دیکھا، اس کا معائنہ فرمایا اور اور حتمی زاویے کا انتخاب فرمایا جس کے بعد باقی نام اسی مناسبت سے لگائے گئے۔ مختصراً یہ کہ اگرچہ حضور انور نئے دفاتر کا معائنہ فرما رہے تھے اور ایک دفتر سے دوسرے دفتر تشریف لے جاتے تھے، سوچنے کا مرحلہ جاری رہا اور حضور ان ٹکڑوں سے متعلق ممکنہ صورتوں کے بارے میں سوچتے رہے اور رہنمائی عطا فرمائی۔

''لاراد لفضلہ'' سے متعلق حضورِ انور کا ارشاد تھا کہ اسے ''لاالٰہ الااللہ'' جو کہ درمیان میں ہوگا، کی کسی ایک طرف لکھ دیا جائے۔ ابتداً میں ''لاراد لفضلہ'' سیاہ رنگ میں لکھا گیا تھا اور چونکہ وقت بہت کم تھا، ہم نے اسے حضور انور کی ہدایت لیے بغیر نصب کر دیا۔ تاہم ہم نے سوچا کہ جب ہر معاملے میں حضور انور کی رہنمائی شامل ہے تو اس بارے میں بھی حضور کی رہنمائی لے لی جائے لہٰذا میں حضور انور سے حضور کے دفتر میں ملا اور اس سلسلہ میں کچھ تحقیق پیش کی۔ اس سلسلے میں یہ بات تو واضح ہے کہ حضور کو ان معاملات کا علم پہلے سے ہوتا ہے لیکن پھر بھی ہدایت لینے کے لیے حضور انور کی خدمت میں ایک باقاعدہ طَور پر ان معاملات کو پیش کیا جاتا ہے۔ حضور نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک رؤیا پڑھا جو تذکرہ میں درج ہے۔ اس رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا کہ ''لاراد لفضلہ'' سبز سیاہی میں، خطِ ریحانی میں مسجد مبارک قادیان کے دروازے کے اوپر لکھا ہے۔ بعد میں حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ مسجد مبارک قادیان اور مسجد فضل لندن میں یہ سبز رنگ میں ہی لکھا ہوا ہے لہٰذا یہاں بھی اسے سبز میں ہی لکھا جائے۔ میں نے حضور انور سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رضوان بیگ صاحب نے اسے پہلے ہی خطِ ریحانی میں لکھا ہے البتہ رنگ بھی فوراً تبدیل کر دیا جائے گا اور اس طرح اس کی وہ شکل سامنے آئی جو ابھی مسجد مبارک میں ہے۔

محراب میں نصب ''اللہ'' سے متعلق میں نے اور رضوان بیگ صاحب نے جب ہم اسلام آباد میں تھے سوچا کہ حضورِ انور سے اس ضمن میں رہنمائی لی جائے کیوں کہ یہ ایک ایسی چیز تھی جو جماعت احمدیہ کی مساجد کے لیے بالکل نئی تھی اور پہلے ہی بہت سے لوگ اس بارے میں باتیں کر رہے تھے اس لیے ضروری تھا کہ حضور سے ہدایت لی جائے۔ یہ ہدایت لینا دفتر میں ممکن نہیں تھا کیونکہ حضور اسے دیکھ نہیں سکتے تھے اس لیے واحد صورت یہی تھی کہ مسجد میں ہی حضور سے رہنمائی لی جائے۔ لہٰذا میں نے حضور انور کو جب آپ مسجد میں داخل ہوئے، نہایت غور سے دیکھنا شروع کیا کہ آیا حضور محراب کو دیکھتے ہیں یا نہیں۔ میرے خیال میں، جو غلط بھی ہو سکتا ہے، حضور نماز کے لیے تشریف لائے اور نیچے ہی دیکھتے رہے کیونکہ آپ کا چہرہ مبارک نیچے تھا تو خیال تھا کہ آپ نے اسے نہیں دیکھا۔ نماز کے بعد جب حضور روانہ ہونے لگے تو میں نے ادب کے ساتھ حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم حضور سے محراب میں نصب ''اللہ'' سے متعلق رہنمائی لینا چاہتے ہیں۔ حضور چند لمحوں کے لیے وہاں رکے، کچھ سوچا اور پھر مسجد کے درمیان کی طرف چلنا شروع کیا جہاں سب پیچھے بیٹھے تھے اور سب اشتیاق سے حضور انور کو دیکھنے لگ گئے۔ یہ ایسا شاندار نظارہ تھا کہ خلیفہ ُوقت مسجد کے درمیان میں کھڑے ہوئے مسجد کے اندرونی ڈیزائن کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ یہ اچھا لگ رہا ہے اور پھر رضوان بیگ صاحب کو فرمایا کہ اگر آپ اس سے مطمئن ہیں تو بس ٹھیک ہے۔ پھر حضور اندرونی ڈیزائن کے متعلق بعض دوسرے امور سے متعلق استفسار فرمانے لگے۔

حضور انور نے اسلام آباد منتقل ہونے سے قبل ہمیں فرمایا تھا کہ وہ جلد ہی وہاں آجائیں گے۔ حضور نے رضوان صاحب سے پہلے استفسار فرمایا کہ اپنی خطاطی مکمل کرنے میں کتنا وقت لگاؤ گے (ہر ایک حصہ پر بیگ صاحب کو ہاتھ سے لکھتے ہوئے 4 سے 5 گھنٹے لگ رہے تھے اور پھر وہ اس کو ویکٹر ڈیزائن میں تبدیل کر کے ان کو 3-D شکل دیتے تھے۔ جب رضوان صاحب نے کہا کہ تقریباً دو سے تین ہفتے لگیں گے تو حضور نے میری طرف رخ کر کے فرمایا کہ اب یہ تمہارے سپرد ہے کہ تم اس اس تاریخ تک ان کی تکمیل کو یقینی بناؤ۔ اس وقت تک ہمیں کوئی علم نہیں تھا کہ افتتاح ہونا ہے اور ہونا بھی ہے تو کب ہونا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں اسلام آباد منتقل بھی ہو گیا تو تب بھی کرین کو مسجد کے پیچھے کھڑا کر کے اپنا کام مسجد میں جاری رکھنا۔ ہم نے اپنے خیال کے مطابق اندازہ لگا لیا کہ حضور نے یہ وقت افتتاحی تقریب کو مدنظر رکھتے ہوئے دیا ہے۔ اس لیے دباؤ بہت زیادہ تھا۔ اس کے بعد ہمارے علم میں آیا کہ اس کا تو باقاعدہ طور پر مکمل افتتاح ہوگا۔ لیکن کسی کے بھی علم میں نہیں تھا کہ کس تاریخ کو ہوگا یہاں تک کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بھی اس سے ناواقف تھے۔ ہم میں سے بہت سے جو اس پراجیکٹ میں شامل تھے بس اندازہ لگاتے رہے کہ تقریب کب ہو گی لیکن کسی کو حتمی علم نہیں تھا۔ مسجد کے اندر ساؤنڈ سسٹم تیار تھا، ایم ٹی اے کی ٹیم تیار تھی، نیز سب کچھ تیار تھا۔ بس جو رہ گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے نام تھے جو اندر لگنے تھے۔ جب بھی میں مسجد میں آتا حضور فرماتے آج کتنے





حصے اس سامان کے لائے ہو۔ افتتاحی تقریب کے قریب حضور انور نے فرمایا کہ اب مجھے جلدی کرنی چاہیے کیونکہ حضور انور اب افتتاح کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ابھی تک علم نہیں تھا کہ کب افتتاح ہوگا۔ میری رائے میں حضور غالباً مسجد کی اندرونی تزئین و آرائش کا انتظار فرمارہے تھے۔

اس مسجد میں ہونے والے پہلے نکاح کے وقت حضور انور نے فرمایا یہ مت خیال کریں کہ اس سے اس مسجد کا افتتاح ہوگیا ہے بلکہ اس کا افتتاح خطبہ جمعہ کے ساتھ ہوگا۔ (پھر حضور نے چھت کی طرف دیکھا) اور فرمایا کہ جب یہ سب مکمل ہو جائے گا۔ رات دن 24 گھنٹے ٹیم حضور کی خواہش کی تکمیل میں کام کرتی رہی۔ تین سے چار ہفتوں کے لیے ہمارا آفس ایک چھوٹی سی فیکٹری بن گیا۔ ہمارے ٹیم ممبران موسیٰ ستّار، مصور دین اور باسل رضا بٹ نے انتھک محنت کے ساتھ کام کیا، نہ پروا کرتے ہوئے کہ دن ہے یا رات۔ وہ ہر ایک حرف کو گوند کی مدد سے چپکاتے رہے۔ جب بھی وہ پانچ یا دس نام مکمل کرتے تو وہ میری گاڑی میں ڈال دیے جاتے اور میں اسلام آباد کے لیے روانہ ہو جاتا۔ جہاں ادریس صاحب اور شوکت عزیز صاحب ان ناموں کی تختیوں کو لگانے میں ہماری ٹیم کی مدد کرتے۔

ایک موقع پر میں ٹیم ممبران کی ویڈیو بنا کر حضور انور کی خدمت میں لے گیا حضور نے Ipad اپنے ہاتھ میں لیا اور ویڈیو دیکھنی شروع کر دی۔ حضور نے استفسار فرمایا کہ کیا انہوں نے ہر ایک ٹکڑا خود لگایا ہے؟ میں نے کہا جی حضور۔ حضور اختتام تک مکمل ویڈیو دیکھتے رہے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور بڑے غور سے ویڈیو دیکھتے رہے اور آپ کی آنکھوں سے ان کے لیے محبت چھلک رہی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ افتتاح کا وقت قریب تھا لیکن کسی کو پھر بھی علم نہیں تھا کہ کب افتتاح ہوگا۔ منیر عودے صاحب کی میرے سے پہلے ملاقات تھی اور آپ نے ذکر کیا کہ حضور نے اشارۃً ذکر فرمایا ہے کہ افتتاح کب ہوگا۔ پھر میں جب ملاقات کے لیے اندر گیا تو حضور نے فرمایا کہ اگلے جمعے مَیں مسجد کا افتتاح کروں گا تب تک سب کچھ مکمل کرلو۔

سو بالآخر پہلی دفعہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح کب ہوگا۔ میں یہ سب کچھ اس لیے بیان کر رہا ہوں کیونکہ حضور انور نے جس اپنائیت کا اظہار اس کی اندرونی تزئین و آرائش اور خطاطی کے سلسلہ میں فرمایا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ خود حضور بھی اس کے مکمل ہونے کے منتظر تھے تا افتتاحی خطبہ جمعہ میں اس کا ذکر فرمائیں۔

مسجد کے افتتاح کی یادگاری تختی کے بارے میں یہ بتاتا چلوں کہ ایک دن میں نے حضور سے راہنمائی چاہی اور یہ عاجزانہ تجویز پیش کی کہ ہمیں نمونے کے طور پر کچھ بنالینا چاہیے جس پر حضور نے ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی۔ میں مبارک احمد ظفر صاحب چیئرمین اسلام آباد ڈویلپمنٹ کمیٹی کے ساتھ بیٹھ گیا اور ان کی مدد سے ہم نے وہ تحریر لکھی جو اس تختی پر لگائی جانی تھی۔ میں اسے حضور انور کی خدمت میں لے کر گیا اور حضورِ انور نے ازراہ شفقت اس کی منظوری عنایت فرمائی۔ حضور نے استفسار فرمایا کہ یہ کس چیز پر چھاپا جائے گا آیا ماربل، دھات یا کسی اَور شے پر۔ خاکسار نے جواب دیا کہ اس کے متعلق مزید تحقیق کر کے حضور انور کو اس سے آگاہ کروں گا۔ بالآخر رضوان بیگ صاحب کی انتھک محنت و مدد سے ہم نے تختی کی آخری شکل تشکیل دے دی۔ یہ بہت ہی مشکل امر تھا کیونکہ افتتاح میں بمشکل ایک ہفتہ یا شاید اس سے بھی کم رہ گیا تھا اور کوئی بھی کمپنی اتنے کم وقت میں یہ کام کرنے کو تیار نہ تھی۔ (تحریر کو اس طرح پیتل پر ڈھالنا ایک نہایت مشکل عمل ہے)۔ ہمیں عین وقت پر تختی موصول ہوئی۔ میں حضور انور کے پاس لے گیا اور حضور نے ازراہ شفقت ہاتھ میں تھام کر اسے بغور دیکھا۔ بالکل اگلی نماز پر میں مسجد سے کچھ وقفے پر کھڑا تھا اور حضور انور نے نمازِ جنازہ پڑھایا تھا اور نماز میں ابھی کچھ منٹ باقی تھے۔

حضور انور نے کچھ دیر باہر انتظار فرمایا۔ حضور کچھ احباب سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک آپ میری طرف مڑے اور فرمایا عامر ادھر آؤ۔ آپ نے فرمایا بتاؤ یہ تختی کدھر رکھنا چاہتے ہو۔ میں نے درخواست کی کہ حضور اگر یہ ہم نے وہاں لگادی جہاں سے حضور داخل ہوتے ہیں تو لوگوں کے لیے اسے دیکھنا مشکل ہوگا کیونکہ عام طور پر وہاں تک ان کی رسائی نہیں ہے۔ شاید اسے کسی دوسرے داخلی راستے کی طرف نصب کیا جانا چاہیے لیکن جیسے حضور مناسب فرمائیں۔ میں انتہائی حیران ہوا جب حضور نے اچانک مسجد کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا اور مردوں کے دروازے کے پاس سے گزر کر عورتوں کے دروازے کی طرف آئے۔ حضور نے اس سے قبل یہ امکان پیش کیا تھا کہ شاید تختی مستورات کی سائیڈ پر لگائی جائے۔ پھر جب حضور چل رہے تھے تو حضور نے اس کا اظہار دوبارہ فرمایا جس پر میں نے عرض کیا کہ یہ بہترین خیال ہے کیونکہ لوگ، مرد و زَن، جب بھی مسجد کی طرف آتے ہیں تو دونوں کی نظر اس داخلی راستے پر پڑتی ہے۔ حضور دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور پھر استفسار فرمایا کہ کہاں تختی لگائی جائے۔ میں نے پھر دیوار کی طرف عاجزی سے اشارہ کیا۔ اس پر حضور مطمئن نظر آئے اور پھر مسجد اپنے معمول کے راستے سے داخل ہوگئے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں آج یہ تختی نصب کی گئی ہے اور جہاں حضور انور نے اس کا افتتاح فرمایا۔



محترم رضوان بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مسجد مبارک کی تختی کے متعلق حضورِ انور نے پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ اسے سفید رنگ میں لکھ کر لگایا جائے لیکن حضور کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ یہ 3-D طرز پر ہو اور سفید رنگ کی روشنی اس کے پیچھے سے نمودار ہو رہی ہو۔ لیکن پھر حضور نے فرمایا کہ اسی طرح رکھو اور دیکھتے ہیں کیسا لگتا ہے۔ اس کے بعد حضور نے اسی کو بہت پسند فرمایا۔ حضور انور افتتاحی ریسپشن کے موقع پر باہر سے

آئے ہوئے مہمانان سے ملاقات فرما کر واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف لوٹ رہے تھے تو مجھے دیکھ کر فرمایا کیا لوگوں نے آپ کے کام کو دیکھا ہے اور پسند کیا ہے؟ میں نے جواب میں کہا کہ حضور آپ کی پسندیدگی کے ساتھ سب کی پسندیدگی اس میں شامل ہوگئی ہے۔

محترم عامر سفیر صاحب نے ذکر کیا کہ جو سائن باہر لگایا گیا ہے وہ شروع میں ہمارے اصل کام میں شامل نہیں تھا۔ کوئی اَور سائن تھا لیکن ایک دن جب میری حضور سے ملاقات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ اب باہر لگانے کے لیے جو سائن ہے وہ بھی بنالو۔ کلمہ طیبہ سب سے اوپر ہوگا جو کافی بڑا ہوگا اور اس کے اطراف میں 'مسجد مبارک' اردو اور انگریزی زبان میں لکھا ہوگا۔ حضور انور نے پھر بعض کلمہ طیبہ کے سائن بورڈز کی طرف اشارہ فرمایا جو آپ کے دفتر میں موجود تھے اور ان کا موازنہ D-2 اور D-3 طرز سے کیا۔ میں نے ملاقات کے فوراً بعد رضوان بیگ صاحب کو حضور انور کی ہدایات سے اطلاع دی۔ رضوان صاحب نے پہلے ہی کلمہ طیبہ اور اطراف کے سائن تیار کر رکھے تھے اور حضور ان کو ملاحظہ فرما چکے تھے اور آپ کو اس کی خطاطی بھی پسند آئی تھی۔ اب افتتاح کا وقت قریب آرہا تھا اور حضور نے مجھے فرمایا کہ وقت اب کم ہے تو وقتی طور پر افتتاحی تقریب کے لیے کوئی سادہ سا سائن لگا دو۔ سو شروع میں سائن لگا دیے گئے جو D-2 تھے اور جن کی پشت ایکریلک سے بنی ہوئی تھی تاکہ افتتاح کے لیے کم از کم وہ وہاں لگے ہوئے ہوں۔



جب حضور انور نے ازراہ شفقت خطبہ جمعہ میں بعض لوگوں کا ذکر فرمایا تو میں نے اپنی طرف سے اور رضوان بیگ صاحب کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں شکرانے کے طور پر خط تحریر کیا اور دعا اور رہنمائی کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ D-3 سائن کا معاملہ کہاں تک پہنچا ہے؟

رضوان بیگ صاحب پھر فوراً کام پر لگ گئے اور ہم نے یوکے کی مختلف کمپنیز کے متعلق تحقیق کی اور پھر کئی میٹنگز کرنے کے بعد ہمیں بالآخر ایک کمپنی ایسی مل گئی جو ہمارا کام کر سکے اور جن کو اس سے قبل بھی دیگر مساجد کے لیے اسی سے ملتے جلتے سائن بنانے کا تجربہ تھا۔ اس پر رضوان بیگ صاحب نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ ہم تینوں کے بجائے پہلے ایک سائن بنوائیں اور وہ لگائیں اور پھر اگر حضرت صاحب پسند فرمائیں تو ہم باقی بھی بنوا لیں ورنہ بدل دیں گے۔ حضور انور کی ہدایت تھی کہ ہم نے صرف ایک ہی سیٹ ان D-3 سائنز کا لگانا ہے اور یہ وہیں لگیں گے جہاں تختی نصب کی گئی تھی۔

ایک موقع پر ہم نے حضور انور کو سائن کے لیے استعمال کیے جانے والی دھات اور اس کا رنگ دکھانا چاہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب سورج کی روشنی اس پر پڑتی تھی تو مختلف زاویوں سے دیوار کے ساتھ مختلف رنگ ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک دن نماز کے بعد مسجد کے باہر رضوان صاحب ہاتھ میں دھات سے بنے وہ D-3 حروف لیے کھڑے ہوگئے۔ جب حضور انور باہر تشریف لائے تو آپ نے خود وہ اپنے ہاتھ میں لے لیے اور دیوار کی طرف چل دیے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں سے دیوار پر ان کا ایک حصہ رکھا اور بغور دیکھا کہ کیسا لگ رہا ہے اور رضوان صاحب سے اس کے متعلق بھی گفتگو فرمائی۔ پھر حضور انور نے رنگ کا انتخاب کرنے کے بعد اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔ حضور نے مزید فرمایا کہ ہمیں پہلے سے موجود وہاں لائٹ ہٹانی پڑے گی اور وہاں دوسری لگانی پڑے گی جو اطراف پر موجود سائنز پر روشنی ڈال سکے۔ جبکہ کلمے والے سائن کے پیچھے سے روشنی نمودار ہونی چاہیے نہ کہ اس کے سامنے سے اس پر روشنی ڈالی جائے۔

بس پھر ہم نے ان سائن کا ایک سیٹ تیار کیا اور وہ خواتین کے دروازے کی طرف لگا دیا گیا۔ حضور انور ایک دن اپنی رہائش گاہ سے نیچے تشریف لائے تو رضوان صاحب اور میں وہاں کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے گھر سے ان نئے سائنز کو دیکھا ہے اور وہ بہت اچھے لگ رہے تھے۔ حضور انور اپنے ان تأثرات پر بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔ آپ نے پھر برہان الدین صاحب کو ان کے اطراف پر لگنے والی لائٹوں کے متعلق تفصیل سے ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ اگر آپ کو بیلجیم بھی جانا پڑے تو وہاں جا کر سب سے مناسب ترین لائٹس اس مسجد کے لیے لے کر آئیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس قسم کی لائٹس یہاں یوکے سے نہیں ملتیں بلکہ یورپ سے زیادہ بہتر مل جاتی ہیں۔

ان سائنز کو لگانا ایک نہایت ہی دلچسپ تجربہ تھا کیونکہ وہ دروازہ جہاں سے حضور انور نماز کے لیے اپنی رہائش گاہ سے نکلتے اور واپس تشریف لے جاتے ہیں اس کے عین سامنے یہ سائن ہیں۔ اس وجہ سے حضور انور نماز ظہر اور عصر و مغرب سے قبل، پہلے ہم سے مل کر اس بارے میں گفتگو فرماتے، سائنز کی تکمیل کے مراحل کو دیکھتے اور پھر نماز پر تشریف لے جاتے۔

بالآخر سائنز نصب کر دیے گئے اور مغرب کی نماز کے وقت ہم حضور انور کو وہ روشنی دکھانا چاہتے تھے جو کلمے کے پیچھے کی طرف سے نمودار ہوتی تھی۔ حضور نے اسے بھی بہت پسند فرمایا۔

میں نے حضور سے باقی دو داخلی راستوں کے متعلق رہنمائی لی کہ کیا ادھر بھی اسی طرح سائن لگا دیے جائیں تو حضور نے فرمایا ابھی نہیں، ابھی انتظار کیا جائے۔

جب باہر کے مہمانوں کو بلوا کر افتتاح کیا گیا اور حضور امیر صاحب سے گفتگو فرما کر گھر تشریف لا رہے تھے تو آپ نے رضوان بیگ صاحب کو دیکھا اور آپ کے کام کو سراہا۔ پھر حضور نے امیر صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ کا نئے





سائن کے متعلق کیا خیال ہے۔ امیر صاحب نے عرض کی کہ بہت خوبصورت ہیں۔ پھر حضور میری طرف مڑے اور مجھے بلایا اور فرمایا اب باقی دو داخلی راستوں میں بھی 3-D سائنز لگالو۔

اس کے ایک ہفتے بعد میں اور رضوان بیگ صاحب حضورِ انور کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو خاکسار ہمارے ساتھ کام کرنے والے ممبران موسیٰ ستّار صاحب اور مصور دین صاحب کو بھی ساتھ لے گیا اور انہیں حضورِ انور کے دفتر کے باہر انتظار کرنے کا کہا۔ باسل بھٹی صاحب (فارغ التحصیل جامعہ کینیڈا) اس وقت تک اپنی ڈیوٹی پر کینیڈا واپس پہنچ چکے تھے۔ ملاقات کے آخر میں میں نے حضورِ انور سے ان کی موجودگی کا ذکر کیا اور عاجزانہ طور پر عرض کیا اگر حضور پسند فرمائیں تو وہ اندر آجائیں اور حضورِ انور کے ساتھ ایک فوٹو بنالی جائے۔ اس موقع پر رضوان بیگ صاحب کا بیٹا شازین بیگ بھی ساتھ تھا۔ حضورِ انور نے ازراہِ شفقت انہیں اندر بلوانے کی اجازت عطا فرمائی۔ جب یہ اندر آئے تو حضورِ انور نے انہیں صرف فوٹو لینے کی بجائے بیٹھنے کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ دونوں حضورِ انور کی اس شفقت پر بہت خوش تھے، لیکن ذہنی طَور پر اس کے لیے تیار نہ ہونے کے باعث کچھ متذبذب نظر آتے تھے۔ حضورِ انور نے ان سے حال احوال دریافت فرمایا اور انہوں نے حضورِ انور سے دعا کی درخواست کی۔ اس طرح حضورِ انور نے ان سے خاص شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

بعد میں حضورِ انور دورے اور جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جب حضور جرمنی سے واپس تشریف لانے کے لیے نکلنے لگے اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے تو آپ نے مجھے بلایا اور استفسار فرمایا عامر کیا جلسہ تک مسجد مبارک کے لیے یہ 3-D سائن لگادیے جائیں گے؟ میں نے جواب دیا جی حضور لگادیے جائیں گے۔ پھر حضور انور امیر صاحب جرمنی کی طرف مڑے اور فرمایا کیا آپ نے رات کے وقت کلمہ کے سائن کو دیکھا ہے اور یہ دیکھا ہے کہ کس طرح یہ روشن ہوتے ہیں۔ نیز یہ کہ کیا آپ نے افتتاح پر اسے دیکھا تھا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ میں موجود تھا لیکن میں نے نہیں دیکھا تھا۔ حضور نے فرمایا اگلی بار آپ نے خاص طور پر اسے رات کو دیکھنا ہے۔ اس پر ایک نئے مربی صاحب نے جو جرمنی سے حال ہی میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں، آگے بڑھ کر ایک ویڈیو دکھائی جس میں رات کو کلمہ کا منظر محفوظ کیا گیا تھا۔ حضور نے ان کے ہاتھ سے فون لیا اور امیر صاحب جرمنی کو دکھایا۔ اس دوران حضورِ انور کی آنکھوں میں خوشی کے آثار واضح تھے۔

خلاصۃً یہ کہ مسجد مبارک میں کی گئی خطاطی یا کیلی گرافی بالکل اسلامی کیلی گرافی کی طرز پر کی گئی ہے۔ بعض اوقات تو حضور نے سپین میں موجود الحمراء کی طرف بھی اسے منسوب کیا ہے۔ لیکن بہرحال اس خطاطی میں احمدیت کی چھاپ ہے کیونکہ خلیفۃ المسیح براہ راست اس میں شامل تھے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کی کسی احمدیہ مسجد میں اس قسم کی خطاطی کی گئی ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور انور کے ایک قریبی عزیز نے اپنا تجزیہ بیان کیا کہ حضور انور کا اس میں براہ راست شامل ہونا دنیا بھر میں مسجدیں بنانے والوں کے لیے ایک سبق ہے۔ حضور انور روزانہ بے شمار امور کو دیکھتے ہیں اور بے حد مصروف ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اس مسجد کی تعمیر و ڈیزائن کے معاملات کو دیکھنے کے لیے حضور ہر وقت تیار رہتے تھے۔ حضور نے خود سامان، ڈیزائن اور رنگ کا انتخاب فرمایا اور بذات خود اس کی تکمیل کے مراحل دیکھنے کے لیے تشریف لاتے رہے اور ساتھ ساتھ رہنمائی فرماتے۔ اس مسجد کو مزین کرنے اور تعمیر میں ذاتی دلچسپی لے کر حضور نے خود اپنا ذاتی نمونہ پیش کیا۔ بے شک یہ خلافت کی بہت بڑی برکات میں سے ہے۔

آخر میں میں رضوان بیگ صاحب کی خاص کوششوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کے ساتھ ریویو آف ریلیجنز کو کئی سال سے بہت سے پراجیکٹس کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ آپ بہت ہی مخلص، پرخلوص اور جوش وجذبہ اور پیشہ ورانہ طور پر کام کرنے والے شخص ہیں اور ان کے ساتھ کام کرنا ہمارے لیے باعث مسرّت ہے۔

آخر میں مَیں یہ بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ حضور انور نے ہمیں لوگوں کے بعض خیالات سے بھی آگاہ فرمایا۔ بعض کا خیال تھا کہ یہ خطاطی یا کیلی گرافی کچھ زیادہ ہی تھی۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے بھی مجھ سے استفسار فرمایا تھا کہ کیا یہ مجھے بہت زیادہ بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے جواب دیا حضور یہ بہت خوبصورت ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ خوبصورت ہے یا نہیں میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ بہت زیادہ ہے۔ میں نے کہا حضور میرے خیال میں یہ زیادہ نہیں ہے۔ بعد میں حضور نے ذکر بھی فرمایا کہ بعض لوگوں کو ایسا لگا ہے کہ یہ بہت زیادہ ہے لیکن مجھے ایسا نہیں لگا۔ میرا خیال ہے ابھی چھت پر اَور کافی خالی جگہ باقی ہے۔

حضور انور نے رضوان بیگ صاحب اور مجھے یہ بھی فرمایا کہ ان صفات کا مسجد میں نمایاں کرنے سے میرا اصل مقصد یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوں وہ خدا تعالیٰ کی صفات پر غور و تدبر کریں اور ان کی سمجھ حاصل کرتے ہوئے خدا کی محبت میں بڑھنے والے ہوں۔

ایک بات کا ذکر کرتا چلوں کہ حضورِ انور نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کے مطابق خدا تعالیٰ کے صفاتی نام ننانوے سے بھی زیادہ ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 'رفیق' کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفت قرار دیا ہے۔ اس لیے سر دست جو نام مسجد میں لگائے گئے ہیں وہ ایک لحاظ سے مکمل ہیں ہیں لیکن حضورِ انور نے اشارۃً یہ فرما دیا کہ عین ممکن ہے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کے مزید صفاتی نام بھی مسجد میں لگائے جا سکتے ہیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کی صفات بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورِ انور کے منشائے مبارک کے مطابق ان صفات کا مظہر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

مراکز احمدیت کی ترقیات اور خدمتِ انسانیت

(فراست احمد راشد۔ مربی سلسلہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وَسِّعْ مَکَانَکَ کے ذریعہ جہاں ظاہری طور پر وسعت اختیار کرنے کا حکم دیا وہیں اپنے کاموں، اپنے ارادوں اور خدمت دین متین کے منصوبوں کو بھی وسیع کرنے کا حکم دیا بلکہ اس میں ایک بشارت یہ بھی ہے کہ وہ خود اپنے فرشتوں کے ذریعہ اس بارِ عظیم کو اٹھانے میں مدد فرمائے گا۔ یہ الہام حضرت اقدس علیہ السلام کو تین مرتبہ ہوا۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح روحانی، علمی، مادی اور ظاہری شان و شوکت میں اضافہ ہوا۔غرض ہر لحاظ سے وسعت پیدا ہوتی گئی۔ اور یہ الہام ہر روز نئے رنگ میں پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ ؎

گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے

کسی بھی زندہ جماعت کے لیے اس کا مرکز ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔جس قدر مرکز مضبوط ہوگا اسی قدر وہ جماعت ترقی کر سکے گی۔ دوسرے الفاظ میں مرکز کا وجود ایک ماں کے مترادف ہے جس کی طرف بچے لوٹ لوٹ کر آتے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کے مراکز کا جماعت کی ترقی میں بہت اہم کردار ہے۔ جماعت احمدیہ کے پہلے مرکز قادیان سے ربوہ، پھر ربوہ سے لندن اور پھر لندن سے اسلام آباد، ہر مرکز خاص برکات کے نزول کا باعث بنتا چلا آتا ہے۔اور ہر مرکز احمدیت میں خلافت احمدیہ کے سایہ تلے احمدی ہمیشہ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ (الحشر:10) کا پہلے سے بڑھ کر نمونہ دکھاتے ہوئے خدمتِ انسانیت کی توفیق پاتے ہیں۔

قارئین کی خدمت میں ان چار مراکز کی ترقیات کا مختصر جائزہ لیتے ہوئے ان کے ذریعہ سے ہونے والی خدمتِ انسانیت کا تذکرہ پیش کیا جارہا ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والی ہر ترقی احبابِ جماعت کے خدمتِ انسانیت کے جذبہ کو تقویت بخشتی ہے۔ ؎

ہے عرفانِ اسلام ہر سمت جاری
فلک گیر ہے اب صدائے خلافت

خدمتِ انسانیت شروع سے ہی جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز رہا ہے۔حضرت اقدس علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا کہ ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی میرا مقصود و مطلوب اور میری تمنا مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔ یہی میرا کام ہے اور میری ذمہ داری بھی یہی ہے اور یہی میرا راہ رسم اور طور طریقہ بھی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور حضرت نبی اکرم ﷺ کی خلق خدا سے ہمدردی اور ان کی خدمت کے علَم کو بلند کرتے ہوئے اس زمانہ کے موعود نبی حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’در اصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے......... خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم ص 215 ۔216 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

آپ علیہ السلام کا اپنا اعلیٰ نمونہ کچھ یوں ہے کہ قادیان کے ارد گرد کے لوگ اور دیہات کی عورتیں اکثر آپؑ کے پاس دوائی لینے آتیں۔ ایک بار مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے عرض کی کہ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضورؑ کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا:

’’یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں، جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ یہ بڑا ثواب کا کام ہے، مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 3۔ایڈیشن 1984ء)

اسی علَم کو آپ علیہ السلام کے خلفاء نے بھی اٹھائے رکھا اور جماعت پر آنے والے ہر وقت اور مقام جس نے خلافت کے قدمِ مبارک چومے، پہلے سے بڑھ کر خدمتِ انسانیت کے لیے قربان ہوتے دیکھے گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ بغیر رنگ و نسل کے امتیاز کے خدمت خلق کے کام کی انجام دہی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’خدمت خلق کے کام میں جہاں تک ہو سکے وسعت اختیار کرنی چاہیے اور مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہیے۔خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی ہو یا سکھ...... میں ایسی بیسیوں مثالیں دے سکتا ہوں کہ جب ہندو میرے پاس آئے اور میں نے ان کی امداد کی اور ان پر بڑے بڑے احسان کیے۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 56)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بنی نوع سے ہمدردی کے حوالہ سے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میرے دل کی یہ خواہش ہے کہ ساری دنیا میں ہمدردی والوں میں سب سے زیادہ ہمدردی کا عملی اظہار جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو۔ ...... میرے دل میں خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں بے انتہا جوش پیدا کیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسے عظیم الشان کام سر انجام دے جو اپنی وسعت کے ساتھ اپنی شدت میں بھی بڑھتے رہیں یہاں تک کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی سب سے زیادہ ہمدردی رکھنے والی اور ہمدردی میں عملی قدم اٹھانے والی جماعت بن جائے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 2 ص 572۔573 اشاعت طبع اول فروری 2005ء)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدمت خلق کو جماعت احمدیہ کا خاصہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ اور جو وسائل میسر ہیں ان کے اندر رہ کر جتنی خدمت خلق اور خدمتِ انسانیت ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ تو احبابِ جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لیے، غریبوں کے علاج کے لیے، تعلیمی امداد کے لیے، غریبوں کی شادیوں کے لیے، جماعتی نظام کے تحت مدد میں شامل ہو کر بھی عہد بیعت کو نبھاتے بھی ہیں، اور نبھانا چاہیے بھی‘‘۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 61)

پہلا مرکز۔ قادیان دار الامان

قادیان کا تعارف

قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو لاہور سے مشرق کی جانب تقریباً ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس قصبہ کی بنیاد ایک مغل خاندان نے قریباً 1530ء میں رکھی تھی جب ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے شہنشاہ بابر تخت پر متمکن تھے۔ اور اس کے بانی برلاس مغلوں کے ایک رئیس مرزا ہادی بیگ صاحب بیان کیے جاتے ہیں۔ مغل دورِ حکومت میں قادیان ایک قلعہ کی حیثیت رکھتا تھا جس کی حفاظت کے لیے اس کے گرداگرد پانچ قلعے اَور تھے۔ لیکن سکھوں کے دور میں یہ اجاڑ شہروں میں شمار ہونے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اِس شہر کی شہرت کو یکسر ختم کر دیا کیونکہ اب تمام ترقیات حضرت اقدس علیہ السلام کی ذات بابرکات کے ساتھ وابستہ ہو چکی تھیں۔ لہٰذا دنیاوی شہرت اور پھر نسل دونوں باتیں یَنْقَطِعُ اٰبَاءُکَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ کا مظہر بنیں۔

شروع میں اس قصبہ کا نام اسلام پور رکھا گیا جو بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی میں تبدیل ہو گیا۔ (وجہ یہ تھی کہ اس خاندان کے لوگ اس علاقہ کے حاکم تھے اور قاضی کی حیثیت سے فیصلہ وغیرہ کیا کرتے تھے اس لیے اسلام پور کے ساتھ قاضی کا لفظ شامل ہو گیا اور ماجھی کا لفظ اس لیے شامل ہوا کہ یہ ساٹھ کوس کا طولانی علاقہ ماجھ کہلاتا تھا اور بھینسوں (جنہیں ماجھ کہتے ہیں) کی کثرت بھی بہت تھی) اور مرورِ زمانہ سے صرف قاضی ماجھی رہ گیا۔ آہستہ آہستہ صرف قاضی بچ گیا اور پھر قادی بنا اور آخر کار قادیاں لکھا اور پکارا جانے لگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے قبل قادیان کی حالت

حضرت اقدس علیہ السلام کی بعثت سے قبل یا دوسرے الفاظ میں قادیان کے مرکز احمدیت کی شکل اختیار کرنے سے قبل اس علاقہ کی جو حالت تھی اس پر نگاہ ڈالتے ہیں تا بعثت کے بعد کے قادیان سے اس کا موازنہ کیا جا سکے۔

قادیان میں روزمرہ کی ضروریات زندگی بھی میسر نہ تھیں۔ پکی سڑکیں، بجلی، ریل گاڑی، ڈاکخانہ، ٹیلی فون اور دیگر بنیادی ضروریات سے عاری ہونے سے بھی بڑھ کر ایک گمنام بستی کی صورت میں ایک ویران اور بیابان علاقہ تھا۔ ذیل میں تین بیانات ہدیہ قارئین کیے جا رہے ہیں۔

حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحب نے قادیان کو ایک ہزار کی تعداد کا ایک چھوٹا سا گاؤں بیان فرمایا ہے، جس کے چار دروازے تھے۔ ننگلی، موری، پہروی اور بٹالوی۔ سارا علاقہ ویران اور بیابان تھا۔ موجودہ مسجد انوار کے شمال میں ایک جھیل تھی۔ بارش کے موسم میں پانی ڈھاب میں اکٹھا ہو جاتا تھا اور ایک جھیل بن جاتی تھی جس میں کشتی چلائی جا سکتی تھی۔ نالیوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ قادیان ریلوے سٹیشن (بٹالہ) اور ٹیلی گراف کے دفتر سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ قادیان تک بہت اونچا نیچا ہے جس میں کوئی بھی موجودہ سہولتیں نہیں۔ یہاں تک کہ پینے کا پانی بھی نہیں ملتا۔

اسی طرح حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ نے جو 1895ء میں قادیان تشریف لائے، قادیان کے حالات کے بارے میں اپنی شہادت بیان کی ہے جو الحکم 14 جنوری 1940ء میں شائع ہوئی۔ ان کی یہ تفصیلی شہادت قادیان کی خستہ حالی اور بیابانی کی مفصل داستان ہے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کے ایک ہندو کی گواہی بھی درج کر دی جائے۔ موہن لال بیان کرتے ہیں کہ مرزا صاحب سے پہلے قادیان کی حالت بہت خراب تھی۔ دودھ والا جب سارا دن دودھ نہ بیچ سکتا تو رات کو اس کا دہی بنا لیتا۔ جب دوسرے دن وہ دہی بھی نہ فروخت کر سکتا تو اس کی پکوڑیاں بنا لیتا۔

غرض نام کی چند ایک دکانیں تھیں اور ان کا سودا سلف بھی خریدنے والا نہ ہوتا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام اس حالت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں: ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

غرض اگر کوئی شخص اس گمنام بستی جس کو لوگ ’’دور کہیں روس کی سرحد پر کوئی گاؤں‘‘ سمجھتے تھے، کو تلاش کرتے کرتے پہنچ بھی جاتا تو تین چوتھائی غیر آباد حصہ پر مشتمل ایک اداس بستی اس کو ملتی۔ دو سنسان بازاروں کے گاؤں میں شاید ہی کوئی روزمرہ ضرورت کی چیز یا سامان میسر آ سکتا تھا۔

قادیان بطور مرکز احمدیت

مرکز احمدیت کی ابتدا حضرت اقدس علیہ السلام سے ہوئی

اور سب سے زیادہ خدمتِ انسانیت میں بڑھ کر آپ ہی کی ذات مبارک تھی۔ چنانچہ حضور اقدسؑ نے تو بہت سے ایسے لوگوں کی بھی مالی معاونت فرمائی جو ساری عمر صرف آپؑ کے خلاف مقدمہ بازی ہی کرتے رہے۔ جیسے نہال سنگھ جس نے کئی احمدیوں پر خطرناک جھوٹا فوجداری مقدمہ بھی دائر کروایا تھا۔ مقدمہ کے ایام میں اُس کی کسی عزیزہ کے لیے مشک کی ضرورت پڑی جو بہت قیمتی چیز تھی۔ اس حالت میں وہ حضورؑ کے دروازہ پر آ کر سوالی ہوا تو حضورؑ اُس کا سوال سنتے ہی اندر تشریف لے گئے اور نصف تولہ کے قریب مشک لا کر اُس کے حوالہ کی۔

اب دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بعثت کی برکت سے اس گمنام بستی کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے مرجع خلائق بنایا۔ ذیل میں ان سہولیات اور ترقیات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو آپ علیہ السلام کی برکت سے جماعت احمدیہ کے پہلے اور دائمی مرکز کو نصیب ہوئیں اور جن کی بدولت خدمتِ انسانیت کے فرائض کی انجام دہی ممکن ہوسکی۔

روحانی ترقیات و خدمات

قادیان ایک مذہبی مرکز ہونے کی بنا پر روحانی دولت سے اپنے باسیوں کو مالا مال کرتا ہے۔ روحانی ترقیات کا ایک اہم حصہ مساجد کا قیام ہے۔ خدا کے اس پیارے کی بستی کو خدا تعالیٰ نے ایک کے بعد ایک نئی مسجد عطا کی۔ مسجد اقصیٰ حضرت اقدس علیہ السلام کے والد ماجد اور مسجد مبارک خود حضرت بانی سلسلہ نے بنوائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دورِ خلافت میں مسجد فضل واقع آریاں اور مسجد نور واقع محلہ دارالعلوم تعمیر ہوئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے دورِ خلافت میں درج ذیل مساجد تعمیر ہوئیں:

مسجد دارالرحمت، مسجد دارالبرکات، مسجد دارالفتوح، مسجد سٹار ہوزری فیکٹری، مسجد دارالسعۃ، مسجد ناصر آباد، مسجد دارالانوار، مسجد دارالفضل۔

اسی طرح مسلمانوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کرنا بھی مرکز احمدیت کی بڑی کامیابی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس القرآن اور تراجم و تفاسیر قرآن کی اشاعت بھی بنی نوع انسان کی روحانی خدمت کا جزو ہیں۔

شدھی تحریک کا مقابلہ

شدھی تحریک کے ذریعہ 1923ء کے آس پاس آگرہ و راجستھان کے ماحول میں اور خاص ملکانہ علاقہ میں اسلام کو شدید خطرہ لاحق ہوا۔ بعض ہندو تنظیموں بالخصوص آریہ سماج نے یہ تحریک چلائی کہ یہاں جتنے مسلمان ہیں وہ سارے چونکہ پہلے ہندو تھے اس لیے ان کو اپنے مذہب میں واپس لے آنا چاہیے۔ چنانچہ نہایت خاموشی کے ساتھ اندر ہی اندر یہ تحریک چلائی گئی اور ہزاروں مسلمان جن کے رسم و رواج عدم تعلیم و تربیت کی وجہ سے پہلے ہی ہندوانہ تھے اسلام کو خیر باد کہہ کر شدھ ہوگئے۔ اس سلسلہ میں جب اخبارات میں ذکر آیا تو 9 مارچ 1923ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے واقفین سے آگے آنے کا مطالبہ فرمایا جو اپنے خرچ پر اس علاقہ میں جا کر تبلیغ کریں۔ اس آواز پر جماعت نے والہانہ لبیک کہتے ہوئے حیرت انگیز ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ تحریک شدھی دم توڑ گئی۔

علمی ترقیات و خدمات

اللہ تعالیٰ نے بانی اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ پر پہلی وحی کے ذریعہ پڑھنے اور علم و قلم کا ذکر فرما کر تحصیل و ترویج علم کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

حضرت اقدس علیہ السلام کے دور میں دو سکول تھے ایک سرکاری جو لوئر پرائمری تک تھا اور دوسرا آریہ سکول جس کا ہیڈ ماسٹر ایک آریہ تھا مسلمان بچوں کو گمراہ کرنے کے لیے اکثر اسلام پر برملا حملے کیا کرتا تھا۔ حضرت صاحبؑ نے مسلمان طلبہ کی بہتر تعلیم کے لیے مدرسہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا اور 15 ستمبر 1897ء کے اشتہار کے ذریعہ اور پھر جلسہ سالانہ پر چندہ کی تحریک فرمائی۔ اس طرح یکم جنوری 1898ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام کا اجرا ہوا۔ (البدر 5 جون 1903ء)

تعلیم الاسلام کالج

مدرسہ تعلیم الاسلام پرائمری تک تھا، فروری 1900ء میں ہائی سکول بنا اور تین سال بعد ترقی دے کر کالج بنا دیا گیا اور تعلیم الاسلام کالج کے نام سے موسوم ہوا۔ اس ابتدائی کالج کا افتتاح 28 مئی 1903ء کو ہوا۔ لیکن بعض ملکی قوانین اس کے آڑے آئے جس کی وجہ سے کالج بند کرنا پڑا۔ پھر باقاعدہ طور پر تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں 14 جون 1944ء کو ہوا۔

فضل عمر ہوسٹل

26 مئی 1944ء کو فضل عمر ہوسٹل کا قیام دارالانوار گیسٹ ہاؤس میں ہوا۔ بعد ازاں اس کی باقاعدہ عمارت کا افتتاح 27 اکتوبر کو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

تعلیم الاسلام ریسرچ سوسائٹی

18 جنوری 1945ء کو تعلیم الاسلام ریسرچ سوسائٹی قائم کی گئی جس کا مقصد تحقیقاتی اور علمی مزاج پیدا کرنا تھا۔

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

تعلیم الاسلام کالج کے قیام کے دوسرے سال 19 اپریل 1946ء کو فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح ہوا۔

علم طبیعیات کی لیبارٹری

تعلیم الاسلام کالج کی چھت پر مغربی جانب اپریل 1946ء میں شعبہ سائنس کی علم طبیعیات کی لیبارٹری کی بنیاد حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ہاتھ سے رکھی۔

بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول

بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد 1910ء میں رکھی گئی۔

مدرسہ احمدیہ

دینی تعلیم کے لیے الگ سے مدرسہ احمدیہ کا باقاعدہ اجراء 1909ء میں ہوا اور اس کی عمارت کی بنیاد یکم مارچ 1909ء کو رکھی گئی۔ مدرسہ احمدیہ ترقی کرتے ہوئے 20 مئی 1928ء کو عربی کالج کی شکل اختیار کر گیا۔ آج اس کی شاخیں جامعہ احمدیہ کی شکل میں کئی ممالک میں قائم ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد قادیان میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے ادارہ جاری رہا جس میں تدریس کا جدید دور 1954ء سے شروع ہوا۔ 1998ء میں اسے ترقی دے کر جامعہ احمدیہ بنا دیا گیا۔

(مجلہ جامعہ احمدیہ قادیان ص 58,54)

نصرت گرلز سکول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے اس کا قیام ہو چکا تھا مگر ترتیب بندی 1909ء میں ہوئی۔

لائبریریز (کتب خانے)

انجمن تشحیذ الاذہان کے تحت پہلی پبلک لائبریری وسط 1908ء میں قائم کی گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 220)

اس کے علاوہ صادق لائبریری، امۃ الحیٔ لائبریری بھی موجود تھیں۔ تقسیم ملک کے بعد قادیان میں موجود کتب کو قصرِ خلافت میں جمع کر دیا گیا اور اس کا نام مرکزی لائبریری رکھا گیا۔

پریس

1895ء میں ضیاء الاسلام پریس اور کتب خانے کا قیام کیا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 518)

1920ء میں قادیان میں چھ سات پریس قائم ہو چکے تھے بعد میں ان کی تعداد اور بھی زیادہ ہوگئی۔ چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

میگزین پریس، ضیاء الاسلام پریس، انوار احمد پریس، فاروق پریس، اللہ بخش سٹیم پریس وغیرہ۔ تاہم قادیان میں چلنے والا کوئی بھی پریس تقسیم ملک کے بعد قائم نہ رہا اور صدر انجمن احمدیہ قادیان نے 1975ء میں پریس خریدا۔

اخبارات و رسائل:

1۔ الحکم (اخبار)
اجراء: 20 فروری 1898ء
مدیر: حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ

2۔ البدر (اخبار)
اجراء: اکتوبر 1902ء
مدیر: مولوی محمد افضل صاحبؓ
1905ء
مدیر: حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

3۔ ریویو آف ریلیجنز اردو۔ انگریزی
اجراء: 1902ء

4۔ تشحیذ الاذہان (رسالہ)
اجراء: یکم مارچ 1906ء
مدیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ

5۔ نور (اخبار)
اجراء: اکتوبر 1909ء
مدیر: حضرت شیخ محمد یوسف صاحبؓ

6۔ اخبار الحق
اجراء: 7 جنوری 1910ء
مدیر: حضرت میر قاسم علی صاحب

7۔ رسالہ احمدی
اجراء: جنوری 1911ء
مدیر: حضرت میر قاسم علی صاحب

8۔ احمدی خاتون (ماہنامہ)
اجراء: ستمبر 1912ء
مدیر: حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ

9۔ الفضل (اخبار)
اجراء: 18 جون 1913ء
مدیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ
مصالح العرب (عربی ضمیمہ اخبار)
اجراء: 1913
مدیر: سید عبد الحئی عرب صاحب

10۔ صادق (اخبار)
اجراء: جون 1918ء

11۔ رفیق حیات (ماہنامہ)
اجراء: 1918ء
مدیر: حکیم عطا محمد لاہوری صاحب

12۔ اتالیق (رسالہ)
اجراء: 1919ء
مدیر: ماسٹر احمد حسین صاحب

13۔ مصباح (ماہنامہ)
اجراء: 15 دسمبر 1925ء
مدیر: مولوی محمد یعقوب صاحب

14۔ تعلیم الاسلام
مدیر: قاضی محمد عبد اللہ بھٹی صاحب

15۔ تعلیم الدین
اجراء: 1936ء
مدیر: مولانا ابو العطاء صاحب (نگران)
حکیم عبد اللطیف صاحب گجراتی (مدیر)

16۔ المبشر
مدیر: عبد الرحیم صاحب شبلی

17۔ ست بچن
مدیر: گیانی واحد حسین صاحب

18۔ جامعہ احمدیہ
اجراء: اپریل 1930ء

19۔ الفرقان
اجراء: 1942ء
مدیر: مولانا ابو العطاء صاحب

20۔ تفسیر القرآن
مدیر: سید سرور شاہ صاحب

21۔ جواب مباہلہ

طبی ترقیات و خدمات

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے طاعون کے زمانہ میں ہمدردیٔ خلائق کے لیے دو مرکب دوائیں تیار فرمائیں۔ ایک دوا پر دو ہزار پانچ سو روپیہ خرچ آیا جس میں دو ہزار روپیہ کے یاقوت رمانی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے پیش کیے اس دوا کا نام حضرت اقدسؑ نے تریاق الٰہی رکھا۔ (حیات نور ص 238)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہمدردی خلق اور خدمت خلق کا یہ عالم تھا کہ آپ سے بھیرہ کے ایک حکیم نے کہا کہ آپ کا کام چلنا مشکل ہے۔ میں جو مانگ لیتا ہوں۔ مجھے بھی اس شہر میں پانچ روپیہ سے زیادہ آمدنی نہیں ہوتی اور آپ کو تو مفت دوا دینے کی عادت ہے۔ (حیات نور صفحہ 83)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے روزانہ اوسط مریضوں کی تعداد 20 سے لیکر 50 تک رہی۔ چنانچہ ایک سال میں تقریباً 20 ہزار مریض دوا کے حصول کی غرض سے آئے۔

(الحکم جنوری 1900۔ حیات نور ص 252)

نور ہسپتال

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی کوشش سے یکم رمضان 1335ھ بمطابق 21 جون 1917ء کو نور ہسپتال کی بنیاد رکھی گئی اور ستمبر 1917ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔ 1930ء میں نور ہسپتال کو سیکنڈ گریڈ ہسپتال کی حیثیت حاصل ہوئی اور اس کے مستقل قواعد و ضوابط تجویز کیے گئے۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے وقت فوج اور پولیس نے نور ہسپتال پر قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے مسلمان مریضوں اور زخمیوں کو علاج کے لیے بڑی مشکل کا سامنا کرنا



پڑا تھا۔ اس وجہ سے احمدیہ شفاخانہ کے نام سے ایک چھوٹی سی ڈسپنسری نے کام کرنا شروع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خصوصی شفقت کے نتیجہ میں ایک وسیع اور نئے احمدیہ ہسپتال کا سنگ بنیاد 8 نومبر 1998ء کو رکھا گیا جس کا افتتاح 2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ یہ ہسپتال ''نور ہسپتال'' کے نام سے کام کر رہا ہے اور احمدی ڈاکٹرز اپنی خدمات بجا لا رہے ہیں۔

خدمتِ انسانیت کے دیگر ذرائع

مہمان خانہ اور لنگر خانہ

مہمان خانہ کی ابتدا حضرت اقدس علیہ السلام کے گھر سے ہوئی اور لنگر خانہ کا آغاز گھر کے باورچی خانہ سے ہوا جس کی منتظمہ حضرت ام المومنینؓ تھیں۔ مہمان جس قسم کے کھانے کا عادی ہوتا آپ اس کے لیے اسی قسم کا کھانا تیار فرماتیں۔ یقیناً بہت ہی خوش قسمت اور قابل رشک وہ مہمان ہوں گے جن کا مہمان نواز حضرت اقدس علیہ السلام جیسی ذات بابرکات تھی۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں لنگر خانہ کا انتظام براہ راست حضورؑ کے ہاتھ میں تھا پھر آپؑ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے منشاء کے مطابق یہ انتظام صدر انجمن احمدیہ کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

1922ء میں مہمانوں کی کثرت سے آمد کے نتیجہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے مہمانوں کی سہولت اور بہتر انتظام کے لیے ایک علیحدہ شعبہ قائم فرما دیا۔ لنگر خانہ کے لیے الگ انتظام کے ساتھ ہی 6 عدد کمرے مہمان خانہ کی غرض سے تعمیر کیے گئے۔

الدّار میں کنواں

حضرت اقدس علیہ السلام کے گھر میں 1895ء میں کنواں لگایا گیا۔ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 227،226)

مختلف انجمنوں کا قیام

مجلس ضعفاء: حضرت میر ناصر نواب صاحب نے باہمی محبت و مواساۃ اور اسلامی اخوت پیدا کرنے کے لیے بنائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 212)

حضرت میر صاحبؓ نے غرباء کی رہائش کے لیے بہشتی مقبرہ کے ساتھ دارالضعفاء کا ایک حصہ بھی آباد کر دیا جس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے 1911ء میں رکھی۔ مسجد ناصر آباد کی تعمیر کے بعد یہ محلہ ناصر آباد کہلایا۔ (حیات ناصر صفحہ 25)

سادہ سنگت: سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے قادیان میں یہ انجمن بنائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 310)

دیانندمت کھنڈن سبھا دہلی: آریہ سماج کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فتنہ کے دفاع کے لیے حضرت میر قاسم علی صاحبؓ نے ملازمت چھوڑ کر اپنی زندگی وقف کر دی اور دہلی میں دیانندمت کھنڈن سبھا کے نام سے ایک انجمن قائم کی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنی جیب خاص سے ایک سو روپیہ اس انجمن کے لیے عطا فرمایا۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 302)

انجمن ارشاد: 1909ء کے آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے انجمن ارشاد کا قیام کیا جس کا مقصد دشمنان اسلام کے اعتراضوں کا ردّ اور ابطال تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 303)

انجمن مسلمان راجپوتان ہند: راجپوتوں میں تبلیغ کے لیے 27 مارچ 1910ء کو ایک انجمن کا قیام عمل میں آیا جس کا نام ''انجمن راجپوتان ہند'' رکھا گیا۔ انجمن کے پریذیڈنٹ چوہدری غلام احمد صاحب کاٹھ گڑھی اور سیکرٹری چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹی تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 317)

انجمن مبلغین: حضرت خلیفہ اولؓ کی تحریک پر 1912ء کے ابتداء میں قادیان کے بعض نوجوانوں نے ایک ''انجمن مبلغین'' بنائی جس کا نام ''یادگار احمد'' بھی تھا۔ اس انجمن کی غرض اسلام کی تائید اور باقی مذاہب کے ابطال میں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کرنا تھا۔ اس انجمن نے اپنا پہلا ٹریکٹ ''کسر صلیب'' کے نام سے شائع کیا جو حضرت میر اسحاق صاحبؓ کے قلم سے نکلا۔ اس انجمن کے دیکھا دیکھی لاہور میں بھی ایک انجمن ''احمدیہ ینگ ایسوسی ایشن'' کے نام سے قائم ہوئی جس نے کئی پمفلٹ چھاپے۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 429)

انجمن انصار اللہ: فروری 1911ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے ایک خواب کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت سے ایک ''انجمن انصار اللہ'' کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد احمدیوں کے دلوں میں ایمان پختہ کرنا اور فریضہ تبلیغ کو باحسن وجوہ ادا کرنا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بیماری کے باوجود الفضل میں اس مضمون کا شروع سے لے کے آخر تک مطالعہ فرمایا اور حضرت صاحبزادہ صاحبؓ سے فرمایا کہ میں بھی آپ کے انصار میں شامل ہوں۔ 16 اپریل 1911ء کو اس انجمن کا افتتاحی جلسہ قادیان میں ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 365 تا 363)

بنی نوع انسان کی خدمت ہر رنگ سے کریں

خدمت انسانی کے مختلف دائروں اور متنوع کاموں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

''ہر محلہ میں جو یتامیٰ، بیوگان اور مساکین ہوں ان سب کی خبر گیری کی جائے۔ اگر انہیں طبی امداد کی ضرورت ہو تو طبی امداد بہم پہنچائی جائے یا ان کا کوئی اور کام ہو تو وہ کیا جائے۔ اسی طرح وہ لوگ جو فوج میں جا چکے ہیں اور ان کے گھروں میں کوئی سودا سلف لا کر دینے والا نہیں، ان کا بھی خیال رکھا جائے اور اگر ان گھروں میں کوئی بیمار ہو تو اسے دوائی لا کر دی جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض غریب عورتیں ایک دفعہ اپنا زیور بیچ کر معمولی سے گزارے کے لیے مکان تو بنا لیتی ہیں لیکن اس کے بعد انہیں طاقت نہیں ہوتی کہ مزدور لگا کر مکان کی لپائی کرا سکیں اور ان کے گھر میں کوئی مرد بھی نہیں ہوتا جو لپائی کا انتظام کر سکے...ایسے گھروں میں خدام جائیں، ان کی دیواروں اور چھتوں کی لپائی کریں۔ یہ ایک ایسا کام ہے جو ہر دیکھنے والے کے دل پر اثر کرتا ہے۔ قومی کاموں میں جہاں ہزاروں انسان کام کر رہے ہوں کوئی انسان بھی ہتک محسوس نہیں کرتا کیونکہ اس کے دوسرے ساتھی اس کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں لیکن انفرادی کاموں کے کرنے میں انسان ہتک محسوس کرتا ہے۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 433)

مذکورہ بالا اقتباس کے مطابق افراد جماعت احمدیہ کی خدمتِ انسانیت اور ایک مسلمان عورت کے لیے غیرت کا نمونہ پیش ہے کہ کس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے تربیت یافتہ گریجویٹس، بیرسٹرز، وکلا اور ڈاکٹرز نے اپنے ہاتھوں سے فصل کاٹ کر دی۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ

''الوریا بھرت پور کی ریاست میں ایک عورت تھی جس کے سارے بیٹے آریہ ہو گئے مگر وہ اسلام پر قائم رہی۔ مائی جمبا اس کا نام تھا...جب فصل کٹنے کا وقت آیا تو چونکہ سب گاؤں جو بڑا بھاری تھا۔ آریہ ہو چکا تھا اور اس کے اپنے بیٹے بھی اسلام چھوڑ چکے تھے اور وہ عورت اکیلی اسلام پر قائم تھی۔ اس لیے کوئی شخص اس کی کھیتی کاٹنے کے لیے تیار نہیں تھا...جب یہ خط مجھے ملا تو جتنے گریجویٹ، بیرسٹر، وکیل اور ڈاکٹر وہاں تھے، میں نے ان سے کہا کہ وہ سب کے سب جمع ہوں اور اس عورت کی کھیتی اپنے ہاتھ سے جا کر کاٹیں۔ چنانچہ درجن یا دو درجن کے قریب آدمی جمع ہوئے جن میں وکلاء بھی تھے ڈاکٹر بھی تھے گریجویٹس بھی تھے علماء بھی تھے اور انہوں نے کھیتی کاٹنی شروع کر دی۔ لوگ ان کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے۔ اور تمام علاقہ میں شور مچ گیا کہ یہ ڈاکٹر صاحب ہیں جو کھیتی کاٹ رہے ہیں۔ یہ جج صاحب ہیں جو کھیتی کاٹ رہے ہیں۔ یہ وکیل صاحب ہیں جو کھیتی کاٹ رہے ہیں...وہ اس وقت تک نہیں ہٹے جب تک اس کی تمام کھیتی انہوں نے نہ کاٹ لی۔ یوپی کے اضلاع میں یہ بات خوب پھیلی اور کئی رئیس مجھے متواتر دلی میں ملے اور انہوں نے کہا کہ ہم تو اس دن سے احمدیت کی قدر کرتے ہیں جب ہم نے یہ نظارہ دیکھا تھا کہ ایک مسلمان عورت کے لیے آپ کی جماعت نے یہ غیرت دکھائی۔ (مشعل راہ جلد اول صفحہ 678)

دار الصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ

ضرورت مند افراد کو ہنر سکھا کر بیروزگاری کی شرح میں کمی کرنے کا عظیم الشان منصوبہ اس ادارہ کے تحت پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ اس ادارے کا اِفتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 2 مارچ 1935ء کو فرمایا۔

کارخانے

روحانی، علمی اور طبی ترقیات کے ساتھ ساتھ قادیان کی مادی ترقیات میں بھی بہت اضافہ ہوا جس کا اندازہ درج ذیل کارخانوں کے قیام سے کیا جا سکتا ہے۔ سٹار ہوزری، میک ورکس، اکبر علی سنز، احمد برادرز، پیپر ورکس مکینکل انڈسٹریز، آئرن اسٹیل میٹل وغیرہ۔ آٹے کی مشینیں، روئی دھننے کی ملیں، عطریات کے لیے پرفیومری کا کارخانہ، شیشہ کا کارخانہ، سیمنٹ کی ایجنسیاں اور بہت سے دیگر شعبہ جات سے متعلقہ کارخانے بھی قادیان کی مادی ترقیات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

تحریکات خلفائے سلسلہ از قادیان

(بابت خدمت خلق) ابتداء تا تقسیم ملک

یتامیٰ، مساکین اور طلباء کے لیے ایک تحریک

21 جنوری 1909ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یتامیٰ، مساکین اور طلبہ کے لیے چندہ کی ایک تحریک جاری فرمائی۔ (حیات نور صفحہ 426)۔ ایک سو روپیہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی طرف سے عطا فرمایا۔

(بدر 21 جنوری 1909ء ص 1 کالم نمبر 2)

علی گڑھ یونیورسٹی کے لیے تحریک

سرسید کے بیٹے سید محمود نے 1873ء میں ایک ایسی اسلامی یونیورسٹی کا تخیل پیش کیا جو کیمبرج اور آکسفورڈ کی طرح حکومت وقت کے اختیارات سے آزاد ہو۔ محترم نواب فتح علی خاں صاحب نے لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں بھی چندہ کی تحریک کی اور جماعت میں بھی تحریک کرنے کی درخواست کی۔ حضور نے بدر 9 مارچ 1911ء ص 6 کالم نمبر 3 میں اس کا اعلان فرمایا اور اس اعلان کے ساتھ جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک ہزار روپیہ کا عطیہ بھی بھجوایا۔

(سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ 12'1911ء ص 81)

جنوری 1921ء میں عظیم الشان یونیورسٹی جو ایشیائی مسلمانوں کی بہت بڑی یونیورسٹی تھی۔ معرض وجود میں آ گئی۔

(موج کوثر ص 145)

انفلوئنزا کی عالمگیر وبا میں خدمت کی تحریک

1918ء میں جنگ عظیم کا ایک نتیجہ انفلوئنزا کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس وبا نے گویا ساری دنیا میں اس تباہی سے زیادہ تباہی پھیلا دی۔ جو میدان جنگ میں پھیلائی تھی۔ ہندوستان پر بھی اس مرض کا سخت حملہ ہوا۔ اگرچہ شروع میں اموات کی شرح کم تھی۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں بہت بڑھ گئی اور ہر طرف ایک تہلکہ عظیم برپا ہو گیا۔ ان ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت کے ماتحت جماعت احمدیہ نے شاندار خدمات انجام دیں اور مذہب و ملت کی تمیز کے بغیر ہر قوم اور ہر طبقہ کے لوگوں کی تیمارداری اور علاج معالجہ میں نمایاں حصہ لیا۔ احمدی ڈاکٹروں اور احمدی طبیبوں نے اپنی آنریری خدمات پیش کر کے نہ صرف قادیان میں مخلوق خدا کی خدمت کا حق ادا کیا بلکہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں پھر کر طبی امداد بہم پہنچائی اور تمام رضا کاروں نے نرسنگ وغیرہ کی خدمت انجام دی اور غربا کی امداد کے لیے جماعت

کی طرف سے روپیہ اور خورونوش کا سامان بھی تقسیم کیا گیا ان ایام میں احمدی والینٹیئر (جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بھی شامل تھے) صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے دن رات مریضوں کی خدمت میں مصروف تھے اور بعض صورتوں میں جب کام کرنے والے خود بھی بیمار ہو گئے اور نئے کام کرنے والے میسر نہیں آئے بیمار رضا کار ہی دوسرے بیماروں کی خدمت انجام دیتے رہے اور جب تک یہ رضا کار بالکل نڈھال ہو کر صاحب فراش نہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنے آرام اور اپنے علاج پر دوسروں کے آرام اور دوسروں کے علاج کو مقدم کیا۔ یہ ایسا کام تھا کہ دوست دشمن سب نے جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمت کا اقرار کیا اور تقریر و تحریر دونوں میں تسلیم کیا کہ اس موقع پر جماعت احمدیہ نے بڑی تندہی وجانفشانی سے کام کر کے بہت اچھا نمونہ قائم کر دیا ہے۔
(سلسلہ احمدیہ ص358)

لاوارث عورتوں اور بچوں کی خبر گیری کے لیے تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جولائی 1927ء میں آریوں کے ایک خطرناک منصوبہ کا انکشاف کرتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ شدھی کا زور جب سے شروع ہوا ہے ہندو صاحبان کی طرف سے مختلف سٹیشنوں پر آدمی مقرر ہیں جو عورتوں اور بچوں کو جو کسی بدقسمتی کی وجہ سے علیحدہ سفر کر رہے ہوں بہکا کر لے جاتے ہیں اور انہیں شدھ کر لیتے ہیں اس سلسلہ میں حضور نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ ہر بڑے شہر میں لاوارث عورتوں اور بچوں کے لیے ایک جگہ مقرر ہونی چاہیے جہاں وہ رکھے جائیں۔
(الفضل 19 جولائی 1927ء ص2,1)

انجمن محافظ اوقاف دہلی نے یہ اہم فرض اپنے ذمہ لیتے ہوئے پانچ معزز ارکان کی کمیٹی قائم کر دی۔

مسلمانان الور کی امداد

1932ء میں ریاست الور کے بہت سے مسلمان ریاستی مظالم کی تاب نہ لا کر جے پور اجمیر شریف، بھرت پور اور ضلع گوڑگاؤں اور دہلی وغیرہ مقامات میں آ گئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو جب ان کے حالات کا علم ہوا تو مظلوموں کی اعانت کے لیے سید غلام بھیک صاحب نیرنگ ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور و جنرل سیکرٹری سنٹرل جماعت تبلیغ الاسلام کو دو سو روپے ارسال فرمائے۔

بوہرہ جماعت کے قومی مفاد کا تحفظ

1933ء میں بوہروں میں پیدا ہونے والی باہمی چپقلش کو ختم کرنے اور ان کی مرکزیت برقرار رکھنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حکیمانہ اقدامات کیے۔
(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 105)

تحریک جدید

1934ء کی عظیم الشان تحریک۔ جس کے 27 مطالبات ہیں۔ بانی تحریک حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی میں ہی دنیا کے 40 ممالک میں 136 مشن قائم ہوئے۔ 311 مساجد کی تعمیر ہوئی۔ 122 اخبارات و رسائل جاری ہوئے۔

غرباء کے لیے غلہ کی تحریک

1942ء میں ہندوستان میں خطرناک قحط پڑا۔ حضور انور نے 22 مئی 1942ء کو احباب جماعت کو اپنے غریب بھائیوں کے لیے غلہ کے انتظام کرنے کا فرمایا۔
(الفضل 24 مئی 1942ء)

غرباء کے مکانوں کی تعمیر کی تحریک

حضور نے خطبہ جمعہ 11 ستمبر 1942ء میں بارشوں کی کثرت کی وجہ سے قادیان میں گرنے والے بہت سے غرباء کے مکانوں کی مرمت اور تعمیر کی تحریک فرمائی۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی کم خرچ پر غرباء کے مکانات کی مرمت ہو جائے گی۔ (الفضل 17 ستمبر 1942)

بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک

30 مئی 1944ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے جماعت احمدیہ کو عموماً اور اہل قادیان کو خصوصاً یہ اہم تحریک فرمائی۔

"ہر شخص کو اپنے اپنے محلہ میں اپنے ہمسایوں کے متعلق اس امر کی نگرانی رکھنی چاہیے کہ کوئی شخص بھوکا تو نہیں اور اگر کسی ہمسایہ کے متعلق اسے معلوم ہو کہ وہ بھوکا ہے تو اس وقت تک اسے روٹی نہیں کھانی چاہیے جب تک وہ اس بھوکے کو کھانا نہ کھلالے"۔
(الفضل 11 جون 1945ء ص3 کالم2)

احمدی مہاجرین کے لیے کمبلوں لحافوں اور توشکوں کی خاص تحریک

قیام پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب سے آنے والے صرف تن کے کپڑے ہی بچا کر نکل سکے تھے سردی سے بچانے کے لیے حضرت المصلح الموعودؓ نے مغربی پنجاب کے احمدیوں کے نام پیغام دیا کہ سردی کا موسم سر پر آپہنچا ہے انہیں اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے بستروں، کمبلوں اور توشکوں کا فوری انتظام کرنا چاہیے۔ (الفضل 17/اکتوبر 1947ء ص3) اس طرح حضرت مصلح موعودؓ کی بروقت توجہ سے ہزاروں قیمتی اور معصوم جانیں موسم سرما کی ہلاکت آفرینیوں سے بچ گئیں۔

زندگی وقف کرنے کی تحریکات

خدمت انسانیت کے لیے ایک فوج کی تیاری خلافت اور مرکز کی طرف سے خلق خدا کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے۔ آپ نے اس حوالہ سے مختلف تحریکات فرمائیں مثلاً پیشے سیکھ کر وقف دین کریں، مبلغین بننے کے لیے وقف کریں، خاندان حضرت مسیح موعود میں سے وقف کریں۔

واقفین کے بارے میں عبد الحمید خان صاحب شوق کہتے ہیں:

یہ واقفین زندگی بڑے ہی سخت جان ہیں
ہزار مشکلات میں بھی حوصلے کی کان ہیں
نہ پوچھ ان کے حوصلوں کی ہمتوں کی رفعتیں
کہ پست ان کے سامنے زمین و آسمان ہیں

مسلمانان کشمیر کے متعلق تحریکات

حضور خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خلافت سے قبل یکم جولائی تا 22/اگست 1909ء پہلا سفر کشمیر اختیار فرمایا۔ آپؓ نے کشمیری طلباء کو قادیان میں تعلیم دلانے کی طرف خاص توجہ فرمائی اور خلیفہ بننے کے بعد ان کے لیے وظائف مقرر فرما دیے۔ حضور کے ارشادات کی روشنی میں ایک احمدی بزرگ حضرت حاجی عمر ڈار صاحب رفیق حضرت مسیح موعود نے کشمیر میں تعلیم بالغاں کی بنیاد رکھی اسی طرح ان کے بیٹے خواجہ عبدالرحمان صاحب نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ علاقہ جموں میں میاں فیض احمد صاحب نے تعلیمی جدوجہد میں نمایاں حصہ لیا۔

حضور کا دوسرا سفر کشمیر 25 جون تا 29 ستمبر 1921ء

حضور نے اہل کشمیر کو باہمی اتحاد قائم کرنے اور بد رسوم سے علیحدگی کی طرف خاص توجہ دلائی۔

حضور کا تیسرا سفر کشمیر 5 جون تا 30 ستمبر 1929ء۔ حضور نے اہل کشمیر کو اخلاقی، ذہنی اور روحانی تغیر پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور کے ارشادات سے متاثر ہو کر احمدی نوجوان خواجہ غلام نبی گلکار انور نے اصلاحی تقاریر کا سلسلہ شروع کیا۔

1931ء میں ریاست کشمیر میں مذہبی مداخلت اور توہین قرآن کے ناگوار واقعات پیش آئے جس پر حضرت مصلح موعودؓ نے آزادی کشمیر سے متعلق 3 مضامین لکھے جو الفضل کے علاوہ اخبار انقلاب میں بھی شائع ہوئے۔

کشمیر کمیٹی کی صدارت: 25 جولائی 1931ء کو شملہ میں مسلم زعماء کی کانفرنس ہوئی جس میں 64 سرکردہ افراد شریک ہوئے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ صدر منتخب کیے گئے۔

اگست 1931ء میں حضور نے پبلسٹی کمیٹی تجویز فرمائی جس کا کام مسلمانان کشمیر کے حقوق و مطالبات کی حمایت و اشاعت تھا۔ حضور نے خود کئی مضامین لکھے جو جماعت کے اخبار سن رائز میں ترجمہ کر کے بطور اداریہ شائع کیے جاتے رہے۔

تحریک کشمیر کی تائید کرنے کے جرم میں حکومت نے اخبار انقلاب پر مقدمہ چلانا اور بند کرنا چاہا تو حضور نے ایڈیٹر انقلاب عبد المجید سالک صاحب کو پیغام بھجوایا کہ ہم ضمانت کی پوری رقم 5 ہزار داخل کرنے کو تیار ہیں اخبار بند نہیں ہونا چاہیے۔

کشمیر ریلیف فنڈ: حضور نے اہل کشمیر کی خدمت کے لیے کشمیر ریلیف فنڈ قائم کر کے ایک پائی فی روپیہ ہر احمدی کے لیے لازمی قرار دے دیا۔ چنانچہ کمیٹی کے اخراجات کا اکثر حصہ جماعت احمدیہ نے برداشت کیا۔

یوم کشمیر: 14/اگست 1931ء: آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق پورے ہندوستان میں یوم کشمیر منایا گیا۔ قادیان میں بھی جلوس نکالا گیا اور جلسہ منعقد کیا گیا۔

13 ستمبر کو سیالکوٹ میں کشمیر کمیٹی کے اجلاس کے بعد جلسہ عام سے حضور نے خطاب فرمایا۔ اس جلسہ پر سنگباری بھی کی گئی لیکن حضور نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ 21 ستمبر کو شیخ محمد عبداللہ صاحب کو حکومت نے گرفتار کر لیا جو 5/اکتوبر کو حضور کی کوششوں سے رہا ہوئے۔ مارشل لاء ختم کر دیا اور مسلمانوں کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کا وعدہ کیا۔

کشمیری لیڈروں نے حضور کے مشورہ سے مطالبات کا مسودہ تیار کیا جو 19/اکتوبر کو مہاراجہ کو پیش کیا گیا۔ فروری 1932ء میں قادیان میں گریجویٹ، مولوی فاضل اور کم تعلیم کے لوگوں کو آنریری خدمات کے لیے تحریک کی گئی۔ سینکڑوں احمدیوں نے اپنے آپ کو حاضر کر دیا۔

حکومت کشمیر نے 1210 افراد پر مقدمات بنائے تھے۔ حضور کی تحریک پر 18 کے قریب احمدی وکلاء نے بے لوث خدمات پیش کیں۔ جس کے نتیجہ میں 1070 کے قریب بری ہو گئے اور 140 کو بہت معمولی سزائیں ہوئیں۔

27 مئی 1932ء کو حضور نے اہل کشمیر کے نام ایک مطبوعہ خط میں کشمیری مسلمانوں کی انجمن بنانے کی تحریک فرمائی۔

17 مئی 1933ء کو بعض خفیہ سازشوں کی بناء پر حضور نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ مگر حضور نے اہل کشمیر کی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضور کی خاص ہدایت پر مسلمانان کشمیر کے حقوق کی ترجمانی کے لیے سرینگر سے 4/اگست 1934ء سے سہ روزہ اخبار اصلاح جاری کیا گیا جو 1947ء تک جاری رہا۔ اس نے مسائل حاضرہ میں بروقت راہنمائی کر کے اہم خدمات سرانجام دیں۔

1936ء میں قادیان میں مجلس کشامرہ کی بنیاد ڈالی گئی جس کا مقصد کشمیر کے طلباء اور دیگر احباب کے لیے کام کرنا تھا۔

کشمیر فنڈ اور لیکچرز: 12 نومبر 1947ء کو حضور نے مجاہدین کشمیر کی اعانت کے لیے کشمیر فنڈ کی تحریک کی نیز حضور نے پاکستان کے مختلف شہروں میں لیکچر دیے اور مسئلہ کشمیر کی اہمیت اجاگر کی۔

1948ء میں حضور کی زیر ہدایت انجمن مہاجرین جموں و کشمیر مسلم کانفرنس قائم ہوئی جس کے جملہ اخراجات کے کفیل خود حضور تھے۔

فرقان بٹالین کا قیام: حکومت پاکستان کے بعض فوجی افسران کی درخواست پر حضور نے 50 احمدی جوان جموں کے محاذ پر بھجوائے۔ پھر جون 1948ء میں باقاعدہ رضا کار بٹالین فرقان بٹالین کے نام سے معرض وجود میں آئی۔ جس میں حضور کے بیٹے بھی شامل تھے۔ اس کمیٹی نے دو سال تک شاندار مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیے۔ 9 مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ 17 جون 1950ء کو اس کی سبکدوشی عمل میں آئی۔ حضرت مصلح موعود خود بھی محاذ پر تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا۔
(خلاصہ از کتاب "خلفاء احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات" صفحہ 293 تا 301)

ربوہ ۔ مرکز ثانی
ربوہ کا تعارف

مذہبی مراکز کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کا مرکز بننے سے قبل بھی کسی نہ کسی شکل میں پہلے سے موجود تھے جیسے مکہ، مدینہ، یروشلم اور قادیان وغیرہ۔ مگر ربوہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ تعمیر ہی مرکز کے نام پر ہوا۔ لہٰذا اس کا یہاں اس قدر تعارف دینا ہی کافی معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کے بانی مبانی اور معمار حضرت مصلح موعودؓ کی ذات بابرکات ہے جنہوں نے منشائے الٰہی کے مطابق اس بنجر زمین میں جان ڈال دی۔ آپؓ نے نئے مرکز کا افتتاح 20 ستمبر 1948ء بروز پیر کو فرمایا اور پھر حضورؓ 19 ستمبر 1949ء کو مستقل سکونت کے لیے ربوہ تشریف لے آئے۔

وادئ ربوہ سے پھوٹا چشمۂ آب حیات
زندگی کے زمزموں سے گونج اٹھے ہیں شش جہات
غیر ذی زرع جو صدیوں سے چلی آتی تھی شور
اُگ رہی ہے اس زمیں سے فضل کی شاخ نبات
(مکرم روشن دین تنویر صاحب۔ الفضل 26 دسمبر 1954ء)

ربوہ کے افتتاح کے بعد ترقیات و خدمات
علمی ترقیات
جامعہ احمدیہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دسمبر 1905ء میں سلسلہ کی ضروریات کے لیے علماء کی تیاری کے پیش نظر دینی مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ جو ترقی کرتے کرتے 1925ء میں جامعہ احمدیہ کی شکل اختیار کر گیا۔ 1949ء کے آخر میں حضرت خلیفۃ

المسیح الثانیؓ نے جامعۃ المبشرین کا اجراء فرمایا۔ اس اجراء سے قبل جامعہ احمدیہ میں مبلغین تیار ہوتے تھے۔ پھر حضور کی تحریک پر جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کو ایک ہی ادارہ کی صورت میں مدغم کر دیا گیا۔ 29 مارچ 1960ء میں جامعہ احمدیہ کی ایک نئی اور خوبصورت عمارت کا سنگِ بنیاد حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی ایک اینٹ سے رکھا۔

اس عمارت کا افتتاح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے نے 3 دسمبر 1961ء کو فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد اس عمارت کی جگہ ایک جدید طرز کی عمارت کی تعمیر شروع کرا دی جو ان کی وفات کے بعد 25 اپریل 1973ء کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 صفحہ نمبر 418-419)

مورخہ 21 نومبر 1974ء بروز جمعرات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناصر ہوسٹل جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرمایا۔

(روزنامہ الفضل 25 نومبر 1974ء)

مدرسۃ الحفظ

چھوٹی عمر سے قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے ایک ادارہ کا قیام کیا گیا۔ پہلے پہل حافظ کلاس مسجد مبارک میں لگتی تھی۔ پھر جامعہ احمدیہ کی عمارت مکمل ہونے پر اس کلاس کو بھی جامعہ کی عمارت کے احاطہ ہی میں جگہ دینے کا فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد اس کلاس کو مدرسۃ الحفظ کے نام سے ایک مستقل اور خوبصورت عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔

تعلیم الاسلام کالج

حضرت مصلح موعودؓ نے 26 جون 1953ء کی شام کو اپنے دستِ مبارک سے کالج اور اس کے ساتھ فضل عمر ہوسٹل کا سنگِ بنیاد رکھا اور کالج کی بنیاد میں دارالمسیح قادیان کی اینٹ نصب فرمائی اور دعا کی۔ اپریل 1954ء میں عمارت کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 10 ص 108-107)

6 ستمبر 1954ء کو سیدنا المصلح الموعودؓ کے دستِ مبارک سے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی نئی عمارت کا افتتاح ہوا۔ (الفضل 8-7 دسمبر 1954ء) 7 نومبر 1954ء سے یہ کالج اپنی نئی اور شاندار عمارت میں منتقل ہوا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 6 دسمبر 1954ء کو اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس سکول کی بنیاد 1897ء میں اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد یہ سکول چند ماہ کے لیے لاہور رہ کر چنیوٹ میں جاری ہوا اور اپریل 1952ء کو ربوہ میں منتقل ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی عمارت کی بنیاد 31 مئی 1950ء کو رکھی۔ سکول کے ساتھ ہی بورڈنگ ہاؤس کی عمارت ہے۔ حضور نے اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نام پر مسجد نور رکھا ہے۔ (ربوہ کیپٹن خادم حسین صاحب ص 87)

ربوہ میں نصرت گرلز ہائی سکول کا قیام

قادیان سے ہجرت کے بعد فوری طور پر رتن باغ لاہور میں نصرت گرلز سکول قائم ہوا۔ 25 اپریل 1949ء کو یہ اسکول ربوہ میں منتقل کر دیا گیا۔ (الفضل 16 مئی 1949ء)۔ 1955ء میں سکول اپنی مستقل عمارت میں منتقل ہوا۔

جامعہ نصرت کالج

نصرت گرلز ہائی سکول کے ساتھ ساتھ جامعہ نصرت قائم کیا گیا جس میں اردو، انگریزی کے علاوہ قرآن کریم، احادیث، فقہ اسلامی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھانے کا انتظام تھا۔ تقسیم ملک کے بعد دینیات کلاسز کی جگہ ایک زنانہ کالج جاری کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ 14 جون 1951ء بروز جمعرات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جامعہ نصرت کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے اس کالج کی بنیاد کی وجوہات بھی بیان فرمائیں۔

(مصباح جولائی 1951ء ص 5 تا 23)

عمارت نہ ہونے کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے از راہِ شفقت اپنی ایک کوٹھی میں کالج جاری کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی جو چار کمروں پر مشتمل تھی۔ 1952ء میں کالج کو دفتر لجنہ اماء اللہ کی عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔ 1953ء میں کالج کی عمارت جو صرف چار کمروں پر مشتمل تھی تیار ہوئی اور کالج اس میں منتقل ہو گیا۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم صفحہ 245)

جامعہ نصرت کالج کے ساتھ دار الاقامہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم صفحہ 246)

کالج کے ساتھ ہی طالبات کے لیے ہوسٹل کا انتظام ہے۔ جامعہ نصرت کالج کے وسیع سائنس بلاک کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 8 مارچ 1970ء کو اپنے دستِ مبارک سے رکھا اور 27 مارچ 1972ء بعد از نمازِ عصر افتتاح فرمایا۔

(روزنامہ الفضل 31 مارچ 1972ء)

لائبریریاں

خلافت لائبریری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مشاورت 1952ء کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ آئندہ کے لیے صدر انجمن احمدیہ کی مرکزی لائبریری اور حضور کی لائبریریوں کو یکجا کیا جائے۔ چنانچہ مئی 1952ء میں خلافت لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 18 جنوری 1970ء کو لائبریری کا سنگِ بنیاد رکھا۔ (روزنامہ الفضل 20 جنوری 1970ء) اور 3 اکتوبر 1971ء کو افتتاح فرمایا۔ (روزنامہ الفضل 9 اکتوبر 1971ء) لائبریری میں نابینا اشخاص کے لیے علیحدہ سیکشن بھی قائم کیا گیا۔ (روزنامہ الفضل 9 اکتوبر 1971ء) حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1981ء میں طلباء وطالبات کے لیے بھی ایک سیکشن کا اجراء فرمایا۔

خدام الاحمدیہ لائبریری کا افتتاح: مورخہ 29 اکتوبر 1969ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایوانِ محمود میں خدام الاحمدیہ کی مرکزی لائبریری کا افتتاح فرمایا۔

(الفضل 30 اکتوبر 1969ء)

امۃ الحئی لائبریری: حضرت سیدہ ام داؤد کی طرف سے حضرت سیدہ امۃ الحئیؓ کی علم دوستی اور شوقِ مطالعہ کو محفوظ رکھنے کے لیے ان کی یادگار کے طور پر لائبریری بنانے کی تجویز تھی۔ اس کے لیے کتب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دیں۔ یہ لائبریری ربوہ میں لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام ہے۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول 209-210)

لائبریری تعلیم الاسلام سکول: تعلیم الاسلام سکول کے ساتھ ہی اس لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ اس لائبریری سے اساتذہ اور طلباء حسب ضرورت استفادہ کرتے ہیں۔

(الفضل جشن تشکر نمبر صفحہ 85)

لائبریری تعلیم الاسلام کالج: کالج کے آغاز کے ساتھ ہی اس میں ایک عظیم الشان لائبریری قائم کی گئی جس میں مختلف مضامین کی کتب طلباء کے لیے مہیا کی گئیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 28)

دیگر لائبریریاں: مذکورہ لائبریریوں کے علاوہ ربوہ میں درج ذیل لائبریریاں بھی موجود رہی ہیں:۔

لائبریری جامعہ احمدیہ، جامعہ نصرت لائبریری، نصرت گرلز سکول لائبریری، لائبریری وکیل القانون تحریک جدید، دارالقضاء لائبریری، لائبریری دارالافتاء، مشیر قانونی لائبریری، فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ لائبریری۔

کتب خانے اور پریس

مرکز احمدیت میں دو اہم اشاعتی اداروں کا قیام: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے مشاورت 1952ء کے فیصلہ کے مطابق اس سال ''الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ'' اور ''دی اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ'' کے نام سے دو اہم اشاعتی اداروں کا قیام عمل میں آیا۔ ''الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ'' 27 فروری 1953ء کو قائم ہوئی۔

احمدیہ بک ڈپو: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خلافت لائبریری کے ساتھ والی جگہ پر احمدیہ بک ڈپو کی بنیاد رکھی تا کہ سلسلہ کی ہر کتاب اس بک ڈپو سے سستے داموں ہر وقت دستیاب ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جلسہ سالانہ دسمبر 1981ء سے کچھ روز قبل اس کا افتتاح فرمایا۔ اس عمارت کا پورا نام ''مخزن الکتب العلمیہ'' رکھا گیا۔

1984ء سے ضیاء الحق کے جماعت احمدیہ پر پابندیاں لگانے کے باعث اس بک ڈپو کو بند کرنا پڑا۔ یہ عمارت اب M.T.A سٹوڈیو پاکستان کے طور پر استعمال میں لائی جارہی ہے۔

جدید پریس: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 18 فروری 1973ء بروز اتوار دنیا میں قرآن عظیم کی ہمہ گیر اور غیر معمولی تبلیغ کے لیے جدید پریس کی عمارت کا سنگ بنیاد پُرسوز دعاؤں کے ساتھ رکھا۔

ربوہ سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل

روزنامہ الفضل: حضرت مصلح موعودؓ کی ادارت میں یہ اخبار 13 جون 1913ء کو قادیان سے جاری ہوا۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان سے روزنامہ ''الفضل'' کا اجراء 15 ستمبر 1947ء کو جناب روشن دین صاحب تنویر کی ادارت میں ہوا۔ ربوہ سے اس کا پہلا پرچہ 31 دسمبر 1954ء کو شائع ہوا۔

ماہنامہ خالد: مجلس خدام الاحمدیہ کا ماہوار آرگن جس کا نام حضرت خالد بن ولید کے نام پر خالد رکھا گیا۔ ماہ اکتوبر 1952ء سے جاری ہوا۔

ماہنامہ مصباح: 15 دسمبر 1925ء کو قادیان سے جاری ہونے والے اس رسالہ کا انتظام نئے مرکز میں تنظیم لجنہ اماء اللہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ پہلا رسالہ تھا جو ربوہ سے شائع ہوا۔

ماہنامہ تشحیذ الاذہان: رسالہ تشحیذ الاذہان یکم مارچ 1906ء کو جاری ہوا تھا اور مارچ 1922ء میں ریویو آف ریلیجنز میں مدغم کر دیا گیا۔ ربوہ سے یکم جون 1957ء سے دوبارہ جاری ہوا۔

ماہنامہ انصار اللہ: یہ ماہنامہ 1960ء سے جاری ہوا۔ یہ مجلس انصار اللہ کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا۔

ربوہ سے رسالہ ''البشریٰ'' کا اجراء: حضرت مولانا ابوالعطا صاحب جالندھری نے جنوری 1953ء میں حیفا (فلسطین) سے ماہنامہ ''البشریٰ'' جاری فرمایا تھا۔ اس سال آپ نے اکتوبر 1957ء سے ربوہ میں بھی اسی نام سے ایک عربی رسالہ کا آغاز فرمایا۔ مئی 1959ء میں اس کا پہلا شمارہ نئے انتظام کے تحت منصۂ شہود پر آیا۔ رسالہ ''البشریٰ'' مرکز احمدیت کا واحد عربی رسالہ تھا۔

ماہنامہ الفرقان: یہ رسالہ فرقان کے نام سے جنوری 1942ء میں قادیان سے شائع ہوا۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد اس کا نام ''الفرقان'' رکھ کر احمد نگر سے جنوری 1951ء میں جاری کیا۔ بعد میں اسے ربوہ منتقل کرا لیا گیا۔

ریویو آف ریلیجنز (انگریزی): حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ رسالہ 1902ء میں جاری ہوا۔ تقسیم ملک کے بعد 1953ء کو مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحبؓ ایم۔اے اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

التبلیغ: یہ رسالہ اگست 1951ء سے 1953ء تک شیخ عبدالقادر صاحب کی ادارت میں جاری رہا۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 357-360)

طبی ترقیات

نور ہسپتال

ربوہ اور اس کے مضافات کی ضروریات کے پیش نظر 12 اپریل 1949ء کو ایک خیمہ میں ہسپتال کھولا گیا۔ جہاں جگہ کی تنگی کے باعث معائنہ کا کمرہ اور ڈسپنسری وغیرہ اکٹھے ہی تھے۔

(روزنامہ الفضل 22 اکتوبر 1949ء)

فضل عمر فری ہومیو ڈسپنسری

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وقف جدید کے تحت ربوہ میں فضل عمر فری ہومیو ڈسپنسری قائم فرمائی۔ جس میں حضورؒ خلافت کے منصب پر فائز ہونے تک خود مریضوں کو دیکھ کر ان کا علاج کرتے رہے اور یہ ڈسپنسری آج تک اللہ کے فضل سے جاری ہے۔

فضل عمر ہسپتال

فضل عمر ہسپتال ربوہ کی عمارت کا سنگ بنیاد حضرت مصلح موعودؓ نے 20 فروری 1956ء کو رکھا اور افتتاح حضور نے 21 مارچ 1958ء کو ساڑھے پانچ بجے شام فرمایا۔ اس جگہ کو یہ تاریخی اہمیت حاصل ہے کہ ربوہ آباد ہونے سے قبل 20 ستمبر 1948 کو جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یہاں تشریف لائے تو حضور نے عین اس جگہ پر پہلی نماز پڑھائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 20 صفحہ 82)

آؤٹ ڈور بلاک فضل عمر ہسپتال میں نواب محمد دین بلاک کے نام سے موسوم ہے۔ جس کا سنگ بنیاد 31 جنوری 1988ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (سابق ناظر اعلیٰ وامیر مقامی) نے رکھا۔ جہاں اس وقت ICU ہے وہاں پر لیبر وارڈ بنائی گئی جس کا افتتاح 23 جولائی 1990ء کو ہوا۔ فروری 1956ء میں فضل عمر ہسپتال کے قیام کے ساتھ ہی ایک کمرے میں لیبارٹری کا آغاز ہوا۔ 1991ء میں لیبارٹری کی توسیع کی گئی۔ 4 مارچ 1991ء میں فضل عمر ہسپتال میں ایک جدید لیبارٹری کا افتتاح صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 فروری 2003ء کو بحیثیت ناظر اعلیٰ زبیدہ بانی ونگ کا افتتاح فرمایا۔

فضل عمر ہسپتال میں بچوں کے کلینک کا اجراء: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے 2 فروری 1979ء کے ارشاد کے تحت فضل عمر ہسپتال میں بچوں کی صحت کے لیے ایک خصوصی کلینک کا اجراء کیا

گیا۔ ہر سوموار کے دن یہ کلینک بچوں کے امراض کے لیے ایک ماہر ڈاکٹر کے زیرِ نگرانی کام کرتا رہا۔ (الفضل 5 فروری 1979ء)

فضل عمر ہسپتال کی خصوصی موقعوں پر خدمات: عام مواقع کے ساتھ ساتھ یہ ہسپتال ناگہانی آفات میں بھی خدمتِ انسانیت میں پیش پیش رہا۔

1992ء کا سیلاب، 2001ء کی قحط سالی، 2005ء کا قیامت خیز زلزلہ، 2010ء، 2011ء اور 2014ء کے سیلاب، 4 ستمبر 1996ء کو ربوہ کی بیت المہدی میں دھماکہ، 28 مئی 2010ء کو لاہور میں جماعت احمدیہ کی مساجد پر حملہ کے بعد فضل عمر ہسپتال نے اپنی خدمات انجام دیں اور شہداء کی میتوں کو ربوہ لانے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ اسی طرح 2014ء میں گوجرانوالہ میں مذہبی دشمنی کی وجہ سے احمدی گھروں کو آگ، 2014ء میں ربوہ میں ٹرک اور آئل ٹینکر کا ایکسیڈنٹ۔ یہ اور اس جیسے بہت سے واقعات ہیں جن میں فضل عمر ہسپتال نے رنگ و نسل کی تمیز کے بغیر تمام انسانیت کی دل کھول کر خدمت کی۔

خدمتِ انسانیت کے دیگر مواقع

تقسیم ملک کے موقع پر خدمات

تقسیم ہند کی وجہ سے مختلف مقامات کی مردم شماری اور نقشے تیار کیے گئے۔ اور اہم ڈیوٹیاں سرانجام دی جاتی رہیں۔ اس کے علاوہ مستورات کی حفاظت اور اپنے شہر کی حفاظت وغیرہ کے امور میں خدام نے ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔

(ماہنامہ رسالہ خالد ستمبر، اکتوبر 1957ء صفحہ 79)

بستیوں کی مرمت

اگست 1953ء میں کراچی میں شدید بارش کے باعث شاہراہیں اور مہاجرین کی بستیاں خراب ہوگئی تھیں، ان کی مرمت کی گئی نیز کپڑے وغیرہ تقسیم کیے گئے۔

(روزنامہ المصلح 16 اگست 1953ء)

نلکے کی تنصیب

ربوہ کے بس سٹینڈ پر نلکے کی تنصیب کی گئی۔ 25 جون 1954ء کی صبح ساڑھے نو بجے بورنگ کا افتتاح دعا کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا۔ اس روز شام کو ساڑھے پانچ بجے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے نلکا چلا کر اس کا افتتاح فرمایا۔

(روزنامہ الفضل 30 جون 1954ء صفحہ 2)

حضرت سیدہ ام داؤد کی نگرانی میں مجاہدین کشمیر کے لیے مستورات کی خدمات

1948ء میں جہاں فرقان فورس کے احمدی مجاہد آزادی کشمیر کی جنگ میں بہادرانہ کارنامے سرانجام دے رہے تھے۔ وہیں لجنہ اماء اللہ کی ممبرات رتن باغ میں کم و بیش تین ماہ تک مسلسل حضرت سیدہ ام داؤد صاحبہؓ کی زیرِ نگرانی ان مجاہدین فرقان فورس کی وردیوں (جو خدام الاحمدیہ مرکزیہ مہیا کرتی تھی) کی درستگی کا کام سرانجام دیتی رہیں۔ یہ کام صبح سات آٹھ بجے شروع ہوکر شام کے چھ بجے تک کیا جاتا تھا۔ وردیوں کے بٹن لگائے جاتے، کاج درست کیے جاتے، حسبِ ضرورت پیوند درست کیے جاتے اور ہر قمیض پر دو بیج بھی لگائے جاتے تھے۔

سکیم خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ

حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ ''تمہارا فرض ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ جوش سے ملک اور قوم کی خدمت کرو اور اس خدمت کو ظاہر بھی کرو اور دنیا کو بتادو کہ ہم ملک اور قوم کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں''۔

اس ارشاد کی تعمیل میں شعبہ خدمتِ خلق نے ایک وسیع سکیم تیار کی جو کہ حضور انورؓ نے منظور فرمائی اور اس سکیم کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

تربیت گاہیں: حکومت کی طرف سے تیار کردہ تربیتی اداروں میں خدام کو تربیت دلانا، فنڈز کی فراہمی، ڈسپنسریوں کا قیام، مختلف مواقع پر منائے جانے والے ایام، ہفتوں میں خدمات کی پیش کش، پریس سے تعلق استوار کرنا، مریضوں کی ہسپتالوں میں بیمار پرسی کرنا، پبلک کی مشکلات کو حکومت کی نظر میں لانا، ''دیہات سدھار سکیم'' میں خدمات کی بجا آوری، سٹیشنوں پر مسافروں کا سامان اٹھانا۔

(تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ جلد دوم صفحہ 421-422)

تحریک تعمیر مساجد بیرون

حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس شوریٰ 1952ء میں بیرون ممالک میں مساجد تعمیر کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یورپین ممالک میں مسجد تبلیغ کا ایک ضروری حصہ ہیں''۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ 1952ء ص 20) چنانچہ اس تحریک کے نتیجہ میں خلافت ثانیہ میں سرزمین یورپ میں 5 مساجد تعمیر ہوئیں۔

بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک

17 دسمبر 1965ء

نصرت جہاں سکیم

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اللہ تعالیٰ سے اشارہ پاکر 1970ء میں اپنے دورہ مغربی افریقہ سے واپسی پر لندن میں مختصر قیام کے دوران اس تحریک کا اعلان فرمایا اور پھر پاکستان پہنچ کر 12 جولائی 1970ء کو ربوہ میں اپنے خطبہ جمعہ میں نصرت جہاں سکیم کا پس منظر اور لندن میں تحریک کا اعلان اور اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کا ذکر فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دل میں مغربی افریقہ کے ممالک کی خدمت کے لیے خرچ کرنے کا جو القاء گیمبیا کے مقام پر ہوا اس کا نام حضورؒ نے ''نصرت جہاں آگے بڑھو منصوبہ'' رکھا۔

حضور کے دورہ کے 6 ماہ کے اندر ستمبر 1970ء میں غانا میں پہلا سکول اور نومبر 1970ء میں غانا میں پہلا ہسپتال قائم ہوگیا۔ اور بانی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات سے قبل تک 6 افریقن ممالک میں 19 ہسپتال اور 24 سکول قائم ہو چکے تھے۔

گیسٹ ہاؤسز کی تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 7 دسمبر 1973ء کو خطبہ جمعہ میں گیسٹ ہاؤس تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی۔ جس کی برکت سے درج ذیل گیسٹ ہاؤسز کا قیام عمل میں آیا۔

سرائے محبت نمبر 1،2 (گیسٹ ہاؤس صدر انجمن احمدیہ)، سرائے فضل عمر (گیسٹ ہاؤس تحریک جدید)، سرائے خدمت (گیسٹ ہاؤس خدام الاحمدیہ)، سرائے ناصر (گیسٹ ہاؤس انصار اللہ)، گیسٹ ہاؤس لجنہ، وقف جدید، قصر خلافت سے ملحق گیسٹ ہاؤس۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی دیگر تحریکات بابت خدمت خلق

نصرت جہاں سکیم کا اعلان، وقف بعد از ریٹائر منٹ کی تحریک، اطعموا الجائع یعنی مساکین کو کھانے کھلانے کی تحریک، وقف عارضی کی تحریک، اتحاد بین المسلمین کی تحریک، درخت لگانے اور شجر کاری کی تحریک، ربوہ کو سرسبز و شاداب بنانے کی تحریک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں مسکراتے رہنے کی تحریک، ادائیگی حقوق طلباء۔ طلباء، ڈاکٹروں، اور انجینئروں کو ایسوسی ایشنیں بنانے کی تحریک، طلباء کو سویا بین کھانے کی تحریک، مہمان خانے بنانے کی تحریک (وَسِّعْ مَكَانَكَ)، افریقی ممالک کے لیے ڈاکٹروں اور اساتذہ کو وقف کرنے کی تحریک۔ (حیات ناصر جلد اول۔ص 606 تا 610)

بیوت الحمد تحریک

بے شمار خاندانوں کو باعزت چھت فراہم کرنے کی شاندار خدمت اس تحریک کے ذریعے ممکن ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 29 اکتوبر 1982ء کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ مورخہ 11 نومبر 1987ء کو بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوت الحمد کالونی کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور آج الحمد للہ بیوت الحمد کالونی ربوہ میں سینکڑوں لوگ سکونت پذیر ہیں اور کالونی میں 100 کوارٹرز کے علاوہ ایک مسجد، سکول اور خوبصورت پارک بھی موجود ہے۔ اس سکیم کے تحت سینکڑوں افراد کو تعمیر مکان کے لیے لاکھوں روپے کی امداد دی جاچکی ہے۔ اسی طرح قادیان میں بھی غربا کے لیے کوارٹرز بنائے گئے ہیں۔

قدرتی آفات میں خدمتِ انسانیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں سے ملنے کے لیے آتا ہے تو وہ کبھی سیلابوں کی صورت میں آتا ہے کبھی زلزلوں کی صورت میں آتا ہے اور کبھی بیماریوں کی صورت میں آتا ہے جو لوگ خدمت خلق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اسکا وصال حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کر کے اس کے قرب کو پالیتے اور اسکی رضا کو حاصل کر لیتے ہیں۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 300)

ہمارے پیارے امام احبابِ جماعت انہی خوش نصیبوں کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں کہ

اگر زلزلہ زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ سیلاب زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ بعض دفعہ ''تو ایسے مواقع بھی آئے کہ پانی کی تند و تیز دھاروں میں بہ کر احمدی نوجوانوں نے اپنی جانوں کو تو قربان کر دیا لیکن ڈوبتے ہوؤں کو کنارے پر پہنچا دیا۔''

(خطبہ جمعہ 17/ اکتوبر 2003ء)

مرکز احمدیت کی رہنمائی میں سیلابوں کے موقع پر جماعتی خدمات

ستمبر 1950ء: پنجاب میں شدید سیلاب آیا جس میں پنجاب کے بیشتر علاقے اس سیلاب سے متاثر ہوئے۔ ربوہ اونچی جگہ پر ہونے کی وجہ سے اس سیلاب سے محفوظ رہا لیکن ربوہ کے قرب و جوار کے تمام دیہات متاثر ہوئے۔ اس نازک موقع پر ربوہ اور احمد نگر کے خدام نے متاثرین سیلاب کی بے لوث خدمت کی اور جانوں کی پرواہ کیے بغیر خدمتِ خلق کرتے رہے۔

اس موقع پر شیخوپورہ، لاہور، سید والا اور ننکانہ صاحب کی طرف ریلیف پارٹیاں بھیجیں۔ جنہوں نے سیلاب زدگان کی بے لوث خدمت کی۔

(تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ جلد دوم صفحہ 106 تا 111)

1954ء کا سیلاب: مشرقی پاکستان اور پنجاب میں۔ ڈھاکہ پریس نے اسے ''طوفانِ نوح'' قرار دیا۔ اس سیلاب کے موقع پر خدام الاحمدیہ ڈھاکہ، نارائن گنج اور تیج گاؤں میں ریلیف کا کام کیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے ایک ہزار روپے متاثرین سیلاب کے لیے وصول ہوا اور حضورؓ نے اَور رقم بھجوانے کا بھی وعدہ کیا۔ مشرقی پاکستان میں سیلاب کی تباہی کو ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ پنجاب میں شدید بارشوں کی وجہ سے دریاؤں میں شدید طغیانی آگئی جس نے لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، جھنگ اور ملتان کے اضلاع میں زبردست تباہی مچادی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر سو سے زائد خدام نے لاہور میں گر جانے والے 75 مکانات تعمیر کیے۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 صفحہ 336)

1955ء کا سیلاب: 8 اکتوبر 1955ء کو ربوہ سے 40 افراد پر مشتمل ایک وفد شیخوپورہ روانہ کیا گیا۔ دو الگ الگ کیمپس کھولے گئے۔ چک حیدر آباد میں ریلیف سینٹر قائم کیا گیا۔ 16 اکتوبر کو ربوہ سے 27 مزید خدام شیخوپورہ روانہ ہوئے۔ نارنگ نیا ریلیف، شاہ مسکین ریلیف کیمپ، مانگٹانوالہ ریلیف کیمپ اور خانیوال ریلیف کیمپ بنائے گئے۔ ان کے علاوہ لاہور، شیخوپورہ، سیالکوٹ، بدوملہی، لائلپور، ساہیوال، اوکاڑہ، ملتان، خانیوال، ڈیرہ غازی خان وغیرہ میں امدادی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔

1973ء کا سیلاب: پنجاب اور سندھ کا بہت بڑا علاقہ اس سے متاثر ہوا۔ کھڑ کن اور ربوہ کے دوسرے نواحی دیہات میں ٹرکوں پر دس کشتیاں بھجوائی گئیں جن کے ذریعہ خدام نے اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر سیلاب کی تیز و تند لہروں کا مقابلہ کرتے ہوئے سینکڑوں افراد کی جانیں بچائیں۔ 10 اگست کی رات کو پانی کاریلا کوٹ امیر شاہ اور دوسرے دیہات کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہوا اور سرگودھا روڈ اور ریلوے لائن کو توڑتا ہوا محلہ دار الفضل، محلہ دار الصدر شمالی اور دار الصدر غربی میں بڑی سرعت سے داخل ہونے لگا۔ خدام نے فیکٹری ایریا کی آبادی اور ان کے سامان کے انخلاء اور حفاظتی بند مضبوط کرنے جیسے امور سرانجام دیے۔ اسی طرح 10 اور 11 اگست کی درمیانی شب رات بھر خدام کی پارٹیاں محلہ دار الیمن میں لوگوں اور ان کے سامان کو نکالتے رہے۔ ربوہ میں خدام نے آٹا گوندھنے، پیڑے بنانے روٹی پکانے وغیرہ کے تمام مراحل میں دن رات مصروف رہ کر روزانہ کم و بیش چودہ ہزار افراد کے لیے کھانا تیار کیا۔ اور مصیبت زدگان تک روٹی پہنچائی۔ چھ امدادی کیمپ قائم کیے گئے۔ ایلو پیتھک ادویات کے ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک ادویات بھی وسیع پیمانہ پر تقسیم کی گئیں۔

اس کے علاوہ ضلع سرگودھا، ضلع سیالکوٹ، ضلع شیخوپورہ، ضلع گوجرانوالہ، ضلع گجرات، ضلع منڈی بہاؤالدین، ضلع ملتان، ضلع لائلپور، ضلع بہاولپور، ضلع ساہیوال، ضلع حیدر آباد، ضلع نواب شاہ، ضلع کراچی، ضلع تھرپارکر، لاہور، راولپنڈی، جھنگ وغیرہ کے خدام نے بھی اس کارِ خیر میں حصہ لیا۔ امدادی کارروائیاں کی گئیں اور ضروری سامان کا انتظام ہر ممکن ذریعہ سے کیا گیا۔

1996ء کا سیلاب: مختلف اضلاع میں امدادی کیمپ لگائے گئے۔ جس میں سامان خور و نوش اور ضروری اشیاء پہنچائی جاتی رہیں۔ دریائے چناب کے سیلابی ریلے سے دار الیمن کے بند کو خطرہ لاحق ہوگیا۔ 200 خدام نے دن رات وقار عمل کر کے بند کے شگافوں کو پر کیا۔ بند کو اونچا کیا اور بوریوں میں مٹی بھر

کر بند کے پشتوں کو مضبوط اور اونچا کیا۔ احمد نگر میں شام کو کشتی بھجوائی جو احمد نگر کے قریبی دیہاتوں سے متاثرہ افراد کو نکالنے کا کام کرتی رہی۔ کوٹ وساوا سے کشتی کے ذریعے خدام کمال کے گاؤں گئے اور پانی میں گھرے ہوئے افراد کو نکالا گیا۔ نیز ربوہ کے تمام متاثرہ علاقوں میں کشتیاں اور دیگر امدادی سامان خدام لے کر جاتے رہے اور تمام متاثرہ افراد کو محفوظ مقامات تک پہنچایا گیا اسی طرح بہت سی فیملیز کے لیے دارالضیافت میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔

(ماہنامہ رسالہ خالد نومبر 1996ء صفحہ 29 تا 32)

2010ء کا سیلاب: سیلاب کے نتیجہ میں نوشہرہ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازیخان اور راجن پور، نوشہرو فیروز، لاڑکانہ اور ٹھٹھہ کے متعدد احمدی گھرانوں کے 2000 سے زائد افراد بھی متاثر ہوئے۔ متاثرین سیلاب کے لیے کی جانے والی امداد عطیات، راشن، ادویات وغیرہ کی صورت میں اندازاً 30 لاکھ روپے مالیت کی ہوئی۔ سیلاب زدگان کی امداد راشن پیک، کپڑے، متفرق اشیاء اور نقد رقم کی شکل میں کی گئی۔ اس سلسلہ میں لاہور، کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، فیصل آباد، سرگودھا، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، جہلم، بدین، چکوال اور ملتان کے اضلاع کو خصوصی مساعی کی توفیق ملی۔

2011ء کا سیلاب: اس سال بارشوں اور سیلاب سے عمرکوٹ، مٹھی، بدین، سانگھڑ، نواب شاہ، میرپور خاص، حیدرآباد اور ٹھٹھہ کے اضلاع میں شدید نقصان ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق ان علاقوں میں 12 لاکھ مکانات متاثر ہوئے۔ جبکہ 4 لاکھ مکانات مکمل تباہ ہوئے۔ اور سیلاب کی وجہ سے 45 لاکھ ایکڑ اراضی پر پھیلی فصلیں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔ خدام نے دن رات محنت کر کے کشتیوں کے ذریعے تقریباً 700 احمدی اور 3500 غیر از جماعت احباب کو محفوظ مقام تک پہنچایا۔ اور ٹریکٹر ٹرالی اور دیگر ذرائع کے ذریعے 1660 افراد کو نکالا۔

2012ء کا سیلاب: بارشوں اور سیلاب کے نتیجے میں ملک بھر میں جو علاقے متاثر ہوئے ان میں ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازیخان سرفہرست ہے۔ ان اضلاع میں بیسیوں دیہات زیرِ آب آگئے اور ہزاروں مکان منہدم ہوگئے۔ لاتعداد لوگ بے گھر ہوئے اور طبی سہولتیں میسر نہ آنے کی وجہ سے مختلف بیماریوں کا شکار ہوگئے۔

19 ستمبر 2012ء کو بروز بدھ ایک وفد دفتر خدام الاحمدیہ سے ڈیرہ غازیخان شہر گیا۔ پہلا میڈیکل کیمپ بمقام چاہ اسماعیل والا اور دوسرا میڈیکل کیمپ بمقام چاہ مسوری والا لگایا گیا۔ دونوں میڈیکل کیمپس میں مفت ادویات تقسیم کی گئیں۔

(سالانہ رپورٹ مجلس خدام الاحمدیہ 12-2011ء)

2014ء کا سیلاب

سیلاب سے ربوہ میں 12 حلقہ جات متاثر ہوئے۔ ریت کے تھیلے اور بوریاں رکھی گئیں اور دیگر امدادی کارروائیاں عمل میں لائی گئیں۔ شعبہ ریسکیو کے تحت کل 520 افراد کو کشتیوں کے ذریعہ محفوظ مقامات تک پہنچایا گیا اور ٹریکٹر ٹرالی کے ذریعہ کل 670 افراد کو محفوظ مقامات تک پہنچایا گیا۔ اسی طرح ریسکیو کے دوران کشتیوں اور ٹریکٹر ٹرالیوں کے ذریعہ 10 مقامات پر 3900 افراد کو کھانا ریسکیو ٹیم کے ذریعہ بھجوایا گیا۔ اسی طرح خدام نے محلہ جات سے کل 1492 افراد کو محفوظ مقامات تک پہنچایا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت 2 ریلیف کیمپ لگائے گئے۔

اس کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی جہاں سیلاب کے اثرات تھے امدادی کارروائیاں کی گئیں۔

(ماہنامہ رسالہ خالد نومبر 2014ء صفحہ 21 تا 26)

زلازل

1955ء میں کوئٹہ کا زلزلہ: 12 فروری اور 19 فروری کے پے در پے زلزلہ کے جھٹکوں سے کوئٹہ اور اسکے نواحی دیہات میں ہولناک ہیجان پیدا ہوا گیا۔ شہر میں تو نقصان معمولی تھا مگر دیہاتوں میں کچھ تو دیہات زمین بوس ہوگئے اور کچھ شدید نقصان کی لپیٹ میں آگئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے 300 روپے کی رقم بھیجی۔

6 مارچ تا 17 اپریل تک خدام نے خدمت کی توفیق پائی۔ 288 خدام نے ساڑھے بیالیس گھنٹے کام کیا۔ 14 کمرے تعمیر کیے ٹنوں ملبہ اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا اور امدادی اشیاء میں ادویات، چنے، روٹی، تیل مٹی، آٹا، چاول، خالی بوریاں، کڑے کیل اور پارچات شامل تھے۔ اور 75 مریضوں کو طبی امداد دی گئی۔

(تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ صفحہ 404 تا 410)

2005ء کا زلزلہ پاکستان: مورخہ 8 اکتوبر 2005ء کی صبح پاکستان میں آنے والے زلزلے میں صوبہ سرحد کے بعض علاقے، آزاد کشمیر اور وادیٔ نیلم شدید متاثر ہوئے۔

زلزلے کے فوراً بعد ہی جماعت احمدیہ کی طرف سے خدام الاحمدیہ کی امدادی ٹیمیں متاثرہ علاقوں میں پہنچ گئیں۔ اور متاثرین میں کھانا تقسیم کیا۔ یہ خدمات 31 مارچ 2006ء تک جاری رہیں۔ جن میں راشن، کمبل، اور دیگر ضروری سامان مختلف علاقوں میں پہنچایا گیا، خیمہ جات پہنچائے گئے۔ احمدی ڈاکٹرز اور خدام کے کئی وفود کئی کلومیٹر پہاڑوں کا پیدل سفر کر کے 45 آبادیوں تک پہنچے۔ آرمی کے ہیلی کاپٹرز کے ذریعے ڈاکٹرز کو مختلف علاقوں میں پہنچایا گیا۔ زلزلہ کے متاثرہ علاقوں میں 20 اکتوبر سے لنگر کا انتظام کیا گیا۔ اس کے علاوہ مستقل طور پر مظفر آباد اور باغ میں جماعت کے کیمپس لگا کر متاثرین کی مدد کی جاتی رہی۔ طبی امداد کے لیے ڈاکٹرز نے باقاعدہ طور پر ہسپتال بنا کر اور موبائل ڈسپنسریز قائم کر کے متاثرین کی مدد کی۔ خدمتِ خلق کے یہ کام مظفر آباد اور اس کی نواحی بستیاں، باغ اور اس کے ساتھ کے علاقے مانسہرہ، شنکیاری، الپوری، بٹل وغیرہ میں سرانجام دیے جاتے رہے۔

(ماہنامہ رسالہ خالد دسمبر 2005ء صفحہ 19-20)

جماعتی ادارہ جات

لنگر خانہ: دسمبر 1948ء میں نئے مرکز ربوہ میں جو پہلی عارضی عمارت تعمیر ہوئی اس کے سات کمروں میں سے ایک کمرے میں لنگر خانے کے لیے گندم کا اسٹاک رکھا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 49-50)

مختلف محلہ جات میں مستقل لنگر خانے تعمیر کیے گئے تا کہ ہر ایک محلہ کے مقیم مہمانوں کو کھانا بروقت پہنچایا جاسکے۔ 1980ء تک چھ لنگر خانے کام کرتے رہے جو درج ذیل ہیں۔ جامعہ نصرت کے احاطہ میں، دارالرحمت غربی میں، تعلیم الاسلام کالج اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان، دارالیمن، مسجد اقصیٰ کے قریب پہاڑی کے عقب میں، دارالنصر کی پہاڑی کے عقب میں موجود مسجد کے پاس۔

1982ء میں مزید تین لنگر خانوں کا اضافہ ہوا جن میں سے دو یہ ہیں۔ جدید لنگر خانہ دارالیمن، جدید لنگر خانہ دارالنصر غربی۔

نصرت انڈسٹریل سکول کا قیام: حضرت مصلح موعودؓ کی زیر ہدایت ربوہ میں نصرت انڈسٹریل سکول مئی 1956ء میں قائم ہوا۔ 1957ء کے اجتماع پر پہلی بار سکول کی طرف سے صنعتی نمائش لگائی گئی۔ 1958ء میں سرکاری طور پر سکول منظور ہوا اور پہلی مرتبہ 1960ء میں 9 طالبات نے ڈپلومہ کا امتحان دیا جو سب کامیاب رہیں۔

خدام الاحمدیہ مرکزی ہال: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کی تعمیل میں 1962ء میں اس ہال کی بنیاد رکھی گئی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے 20 اکتوبر 1962ء کو اپنے دستِ مبارک سے اس ہال کا سنگِ بنیاد نصب فرمایا اس کے بعد کچھ رکاوٹوں کے سبب تعمیر کا کام رک گیا پھر ڈھائی سال بعد مورخہ 18 اپریل 1965ء کو اس ہال کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔

فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مصلح موعودؓ کے بے مثال کارناموں اور ان گنت احسانوں کی یادگار کے طور پر یہ تحریک کی۔ جس کا مقصد حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات و تقاریر کو محفوظ کرنا ہے۔

(ربوہ دارالہجرت از عبدالرشید صاحب صفحہ 332)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مورخہ 16 اگست 1966ء کو چھ بجے دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں تشریف لا کر فضل عمر فاؤنڈیشن کے لیے نئی تعمیر ہونے والی عمارت کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری: 25 اپریل 1981ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بعد نماز عصر پُرسوز اجتماعی دعا کروائی۔ اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی نئی دو منزلہ عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا۔ (الفضل 2 مئی 1981ء)

بیت الاظہار: اس دفتر کی خوبصورت دو منزلہ عمارت کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 23 مارچ 1982ء کو رکھا۔

دفتر صد سالہ احمدیہ جوبلی: مورخہ 27 مارچ 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قدرتِ ثانیہ کے دور کی بابرکت تحریک صد سالہ احمدیہ جوبلی کے دفتر کی دو منزلہ عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا۔

دفتر دارالقضاء: قضاء کا دفتر پہلے صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں ہی تھا اور اس کی کوئی الگ عمارت نہ تھی۔ 21 اگست 1983ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دستِ مبارک سے اس عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس کے پہلے ناظم مولوی مکرم تاج دین صاحب تھے۔

(الفضل 24 اگست 1983ء)

بیت الکرامہ: بیت الکرامہ میں ایسے ضعیف و ناتواں بزرگوں کو مستقل ٹھہرایا گیا ہے جن کا کوئی وسیلہ نہیں اور نہ وہ خود اپنا گزارہ چلانے کی ہمت رکھتے ہیں۔

بہشتی مقبرہ ربوہ کا قیام: ربوہ کے نقشہ میں شمالی جانب پہاڑیوں کے دامن میں مستطیل شکل میں بہشتی مقبرہ کے لیے جگہ مختص کی گئی۔ بہشتی مقبرہ کا رقبہ 75 کنال پر مشتمل ہے۔ تاہم 1989ء میں اس میں توسیع کی گئی اور مزید 24 کنال اس میں شامل کیے گئے۔ یوں بہشتی مقبرہ ربوہ 99 کنال رقبہ پر مشتمل ہے۔ اس میں کل 30 قطعات ہیں۔

کفالت یک صد یتامیٰ: جنوری 1995ء سے ایک شعبہ کفالت یتامیٰ کا بھی دارالضیافت کے تحت چلایا جارہا ہے۔

حکومتی ادارہ جات

ڈاک خانہ و تار گھر: پہلے سب پوسٹ آفس ایک کچی عمارت میں (جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت تھی) 14 جنوری 1949ء کو کھولا گیا۔ بعد ازاں 29 جنوری 1951ء کو اس کے ساتھ تار گھر بھی کھول دیا گیا۔ اس کے بعد یہ ڈاکخانہ گول بازار میں دو دکانوں میں منتقل ہوگیا۔ اس کے بعد ڈاکخانہ 1986ء تک گول بازار کی دو دکانوں میں چلتا رہا۔ پھر 1985ء میں دو منزلہ عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا جو دسمبر 1986ء میں مکمل ہوگئی اور ڈاکخانہ جنوری 1987ء میں یہاں منتقل ہوگیا۔

ریلوے اسٹیشن: 31 مارچ 1949ء کی شام کو ربوہ کا عارضی اسٹیشن مکمل کیا گیا۔ یکم اپریل 1949ء ہمارے نئے مرکز ربوہ کے لیے گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ مارچ 1950ء میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ایک خاص گزٹ کے ذریعہ ربوہ کو باقاعدہ اسٹیشن بنادیا گیا اور دوسرے اسٹیشنوں کی طرح اپریل 1959ء سے مال واسباب کی بکنگ بھی ہونے لگی۔ ریلوے اسٹیشن کی پختہ عمارت 15 اکتوبر 1962ء میں مکمل ہوئی اور 24 ستمبر 1962ء کو اس کا افتتاح ہوا۔ سٹاف کوارٹرز بھی بنائے گئے۔

انتظام لوکل باڈی: ربوہ میں نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کا اعلان بذریعہ گزٹ صوبہ پنجاب مورخہ 26 مئی 1949ء کو ہوا۔ مورخہ 3 دسمبر 1954ء کو نوٹیفائڈ ایریا کو میونسپل کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ (ربوہ از کیپٹن خادم حسین صاحب صفحہ 112)

بجلی کی رو: ربوہ میں بجلی کی رو کا افتتاح 9 جون 1954ء کو ہوا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بجلی کا سوئچ آن کر کے برقی رو کا افتتاح فرمایا۔

پولیس چوکی: 22 جون 1958ء کو ربوہ میں پولیس چوکی قائم ہوئی۔ شروع میں انہوں نے ایک مکان فضل عمر ہسپتال کرایہ پر لیا تھا۔ لیکن اب ربوہ کا اپنا تھانہ ہے جو ایک نئی بلڈنگ میں مین روڈ پر چنیوٹ کی طرف واقع ہے۔ نیز ایک چوکی جدید پریس کے ساتھ جانب جنوب بھی بنائی گئی۔

ربوہ میں ٹیلی فون ایکسچینج کا قیام: 21 مئی 1951ء کو ایک ٹیلی فون کنکشن قائم ہوا۔ ربوہ کال آفس ڈاک خانہ میں نصب کیا گیا۔ 22 دسمبر 1956ء کو ربوہ ٹیلیفون ایکسچینج کا قیام عمل میں آیا۔

میونسپل کمیٹی ربوہ: ربوہ میں میونسپل کمیٹی کی بنیاد یکم جون 1960ء کو رکھی گئی۔ مکرم جناب میاں عزیز احمد صاحب کمیٹی کے پہلے چیئرمین بنے۔

عدالت: ربوہ میں 16 ستمبر 1974ء میں عدالت قائم کی گئی۔ شروع میں ٹاؤن کمیٹی میں عدالت لگتی تھی بعد میں 1983ء میں یہ عدالت نئی عمارت میں منتقل ہوگئی۔

(باقی آئندہ)......................................

☆...☆...☆

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے...

از صفحہ 64

مہمانوں کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کشاں کشاں حدیقۃ المہدی پہنچتے ہیں۔

امسال خدمتِ خلق کے تحت ایک بین الاقوامی وقفِ عارضی ٹیم تشکیل دی گئی ہے جو نیلے رنگ کی جیکٹس میں رضا کارانہ طور پر خدمت کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اس ٹیم میں 28 جولائی 2019ء تک 135/ افراد کینیڈا، جرمنی، ماریشس، امریکہ اور یوکے کے مختلف شہروں سے شامل ہو چکے تھے۔

جلسہ گاہ میں شاملینِ جلسہ کے لیے مردانہ جلسہ گاہ، زنانہ جلسہ گاہ، خیمہ جات طعام، مختلف دفاتر اور رات بسر کرنے والوں کے لیے رہائشی خیمہ جات قائم کیے جاتے ہیں۔ مزید برآں مختلف شعبہ جات میں خدمات سرانجام دینے والے رضا کاران اپنے اپنے شعبہ کے لحاظ سے جلسہ سے پہلے سے لے کر جلسہ کے اختتام کے بعد تک مصروفِ کار دکھائی دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا جلسہ کی تیاری کے آغاز سے لے کر وائنڈ اپ کرتے ہوئے اس جگہ کو اپنی پہلی حالت میں واپس لے جانے کا یہ تمام تر عمل 28/ روز کے اندر اندر مکمل کرنا ہوتا ہے۔

اس احاطہ پر موجود sheds میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی اور دعا کی بدولت ایک مستقل کچن کے علاوہ لبنان سے خرید کردہ ایک روٹی پلانٹ نصب کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے ایام میں یہاں مہمانوں کے لئے معیاری اور لذیذ کھانا تیار کرنے کا کام بخوبی سرانجام دیا جا رہا ہے۔ اس کچن میں سینکڑوں رضا کاران روزانہ پینتیس سے چالیس ہزار افراد کا کھانا دو وقت تیار کرتے رہے جبکہ جلسہ گاہ میں قیام پذیر احباب و رضا کاران کے لئے ناشتہ کا انتظام بھی موجود ہے۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے منتظمین و رضا کاران کو ہر مرحلہ پر نصائح اور رہنمائی سے نوازتے ہیں۔

خطبہ جمعہ میں
جلسہ سالانہ کے انتظامات سے متعلق ہدایات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جولائی 2019ء کے خطبہ جمعہ میں بدری صحابہؓ کے ذکر کے بعد فرمایا کہ

اگلے جمعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ یہاں برطانیہ کا اس کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ جن کی ڈیوٹیاں ہیں وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان ڈیوٹیوں کو سرانجام دینے کی کوشش کریں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ صحیح طور پہ ڈیوٹیاں ادا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سال شعبہ ٹرانسپورٹ کو اس لحاظ سے کچھ زیادہ کام کرنا پڑے گا اور پلاننگ بھی کرنی ہوگی کہ یہاں جماعتی قیام گاہوں میں جو لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں مہمان ان کو اسلام آباد جلسہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی چند دن لانے کا انتظام کرنا ہوگا اور ٹرانسپورٹ کا انتظام کرنا ہوگا اس کے لئے میں نے افسر جلسہ سالانہ کو کہا تھا کہ پلاننگ کر لیں امید ہے اس پہ کام شروع ہو گیا ہوگا تاکہ مہمان وہاں اسلام آباد میں بھی آ کے وہاں بھی نمازیں ادا



کرسکیں اور جلسہ کے دنوں میں تو حدیقۃ المہدی میں یہاں سے انتظام ہوتا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کام احسن رنگ میں سب کو انجام دینے کی توفیق دے۔

....

گزشتہ کئی سالوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ سے ایک ہفتہ قبل بروز اتوار کو مرکز احمدیت مسجد فضل لندن، مسجد بیت الفتوح، جامعہ احمدیہ اور حدیقۃ المہدی کے انتظامات کا معائنہ فرماتے رہے ہیں۔ مرکز احمدیت اسلام آباد منتقلی کے بعد امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جولائی 2019ء بروز جمعۃ المبارک بیت الفتوح میں انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

معائنہ انتظامات بیت الفتوح

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز جمعہ پڑھانے اور سنتوں کی ادائیگی کے بعد بیت الفتوح کی پارکنگ کے احاطہ میں رونق افروز ہوئے جہاں جلسہ سالانہ کے لیے انتظامات کیے گئے ہیں۔ بچیاں گروپ کی صورت میں ''قافلے در قافلے عشاق کے، آئے ہیں مہماں مسیح پاک کے'' پڑھ رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لجنہ کے لیے طعام گاہ کے طور پر نصب کی گئی مارکی اور لجنہ کے حصے کا معائنہ فرمایا اور ہدایات دیں۔ بعد ازاں حضور انور نے مردانہ طعام گاہ کے طور پر نصب کی گئی مارکی اور رہائش کے لیے مارکی کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے مہمانوں کے لیے جو بستر استعمال ہوگا اس کا بھی جائزہ لیا۔ اس کے بعد حضور انور استقبالیہ جلسہ سالانہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جس کے عقب میں جلسہ سالانہ کے مختلف دفاتر بھی قائم ہیں۔ یہاں مہمانوں کی رجسٹریشن کے علاوہ مہمانوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق معلومات سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے نیز حسب ضرورت کار پاس بھی ایشو کیے جاتے ہیں۔ حضور انور نے اس موقع پر ناظمین و دیگر منتظمین کو جو ہدایات عطا فرمائیں ان کا خلاصہ یہی تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کا معیار بلند ترین ہونا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر امسال مسجد فضل لندن، بیت الفتوح اور اسلام آباد کے گردو نواح میں رہنے والے لوگوں کے لیے یہ سہولت فراہم کی گئی ہے کہ اگر ان کے ہاں مہمان ٹھہرے ہیں تو وہ مقامی صدر یا اُن کے نمائندہ سے دن میں کسی بھی وقت پرچی حاصل کر کے لنگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کھانا حاصل کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے معائنہ کے دوران فرمایا تھا کہ اگر کوئی صدر موجود نہیں بھی ہے تب بھی سب کو کھانا ملنا چاہیے۔



بعد ازاں حضور انور نے بیرون ملک سے تشریف لانے والے مہمانوں کی رجسٹریشن کے حوالہ سے ناظم شعبہ مکرم خواجہ عابد رشید صاحب سے معلومات حاصل کیں۔

اس کے بعد حضور انور اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گئے۔

....



معائنہ انتظامات

اسلام آباد، جامعہ احمدیہ اور حدیقۃ المہدی

28/ جولائی 2019ء بروز اتوار: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار بجکر 40 منٹ پر مرکزِ احمدیت اسلام آباد میں معائنہ انتظامات کا آغاز فرمایا۔ سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے reserve مارکی کا معائنہ فرمایا جہاں دن بھر مہمانان خصوصی کو کھانا پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے کار پارک کے احاطہ میں مستورات اور مردوں کے لیے نصب کھانے کی مارکی کا معائنہ فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور 20 منٹ کی مسافت پر جامعہ احمدیہ کے لیے روانہ ہوگئے۔

جامعہ احمدیہ

مختلف ممالک سے تشریف لانے والے مہمان مردوزن کی رہائش کا انتظام جامعہ احمدیہ میں کیا گیا ہے۔ 5 بجکر 15 منٹ پر جامعہ احمدیہ میں حضور انور کی تشریف آوری ہوئی۔ مکرم حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب ناظم Reserve 1 نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور حضور انور کے استفسار پر خدمت کرنے والے رضا کاران کی تعداد بتائی۔ حضور انور نے جامعہ احمدیہ میں انتظامات کا تفصیلی معائنہ فرمایا جن میں سونے کے انتظامات اور مہمانوں کے لیے بیوت الخلا کے انتظامات شامل تھے۔ عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں نے حضور انور کے استقبال میں حمدیہ گیت گائے۔ بعد ازاں حضور انور کو طعام گاہ دکھائی گئی جہاں کھانے کے انتظامات کیے گئے تھے۔ حضور انور نے اس موقع پر ایک کیک بھی کاٹا۔ بعد ازاں حضور انور خواتین کی طعام گاہ میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے بھی گروپ میں حمدیہ گیت گائے۔ اس کے بعد حضور انور حدیقۃ المہدی کے لیے روانہ ہوئے۔

حدیقۃ المہدی

حدیقۃ المہدی آمد پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لیے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضور انور نے لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا اور کھانے کے معیار کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے کھانا پکانے کے حوالہ سے باورچیوں (Cooks) کو ہدایات سے نوازا۔ امسال حضور انور کی یہ ہدایت تھی کہ پکوائی کے لیے مصالحے خود پیسے جائیں اور گرم مصالحہ استعمال نہ کیا جائے۔ چنانچہ امسال کھانے میں استعمال ہونے والے مصالحے خود پیسے جارہے ہیں اور گرم مصالحہ استعمال نہیں کیا جارہا۔

حضور انور کی لنگر خانہ میں آمد اور کھانے کے جائزے کے حوالہ سے مکرم لئیق احمد صاحب ناظم لنگر 2 نے بتایا کہ الحمد للہ حضور انور نے ہر دیگ چیک کی ہے اور باقاعدہ آلو، مصالحہ اور بوٹی یعنی گوشت کو خاص طور پر چیک کیا ہے کہ گوشت گل گیا ہے یا نہیں۔ حضور انور نے پھر بوٹی توڑ کر دکھائی ہے اور نمک مرچ بھی چیک کی۔ پھر حضور انور نے پوچھا کہ (کھانا) اسی طرح جلسہ پر بنے گا؟ تو مَیں نے جواب دیا کہ انشاء اللہ، حضور کی دعا سے ایسا ہی بنے گا۔ حضور انور بہت خوش تھے اور ہماری ٹیم بھی خوش تھی کہ حضور انور نے ہماری کوشش کو پسند فرمایا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے روٹی پلانٹ کا معائنہ فرمایا۔ امسال روٹی پلانٹ میں ایک نئی مشین متعارف کروائی گئی ہے جو گوندھے آٹے کو 9 کلوگرام کے ٹکڑوں میں تقسیم کرتی ہے۔ قبل ازیں رضا کاران آٹے کے ٹکڑے خود کاٹتے تھے۔ مشین ایک احمدی pilot فاتح احمد صاحب نے بنائی ہے۔ حضور انور نے اس مشین کا جائزہ لیا نیز حضور انور نے روٹی کے معیار کو چیک کیا۔ روٹی پلانٹ کے بعد حضور انور رہائشی سٹور میں تشریف لے گئے جہاں جلسہ کے مہمانوں کے لیے گدے اور بستر جمع کیے ہوئے تھے۔ حضور انور نے گدوں کو چیک کیا۔ اس کے بعد حضور انور سٹور کے احاطہ سے ہوتے ہوئے جہاں شعبہ الیکٹرک کے رضا کاران کھڑے تھے کار پارک کے احاطہ میں رونق افروز ہوئے۔ اس موقع پر نائب افسر جلسہ سالانہ مکرم مقبول احمد صاحب نے کار پارک میں بچھائے جانے والے tracks کے حوالہ سے حضور انور کے استفسار پر معلومات دیں۔ بعد ازاں حضور انور نے اُس جگہ کا معائنہ فرمایا جہاں رہائشی خیمے نصب تھے۔ حضور انور نے ایک خادم کو خیمے کے اندر جانے کا ارشاد فرمایا اور پھر دیکھا کہ خیمے میں کتنی جگہ ہے۔

اس جگہ کے قریب ہی لجنہ کی رجسٹریشن کا احاطہ شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور انور نے لجنہ رجسٹریشن، سیکیورٹی اور سکیننگ مارکی کا معائنہ فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدمتِ خلق کے تحت سیکیورٹی سینٹر تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے ہنگامی صورتحال میں response ٹائم کے حوالہ سے استفسار فرمایا۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ ہنگامی صورتحال میں re-sponse ٹائم آدھ منٹ ہے نیز حضور انور کو بتایا گیا کہ امسال CCTV کی تعداد گزشتہ سال سے زیادہ ہے۔ شعبہ فرسٹ ایڈ میں حضور انور نے انتظامات کے حوالہ سے استفسار فرمایا اور اہم ہدایات سے نوازا کہ کسی بھی صورتحال سے نپٹنے کے لیے شعبہ فرسٹ ایڈ تیار رہے۔

حضور انور کو رابطہ کی سہولیات کے حوالہ سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کیا گیا۔ کھانے کی مارکیز کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور انور مرکزی پنڈال کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ احمدیہ آرکائیو اینڈ ریسرچ سینٹر اور الحکم کی مارکی کے پاس حضور انور نے توقف فرمایا اور مارکی کے حوالہ سے معلومات حاصل کیں۔ بعد ازاں حضور انور مرکزی پنڈال تشریف لے گئے۔

ڈیوٹیوں کے افتتاح کی باقاعدہ تقریب

شام سات بج کر 23 منٹ پر حضور انور مرکزی پنڈال میں رونق افروز ہوئے جس پر فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ مرکزی پنڈال میں ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب کے لیے جلسہ پر ڈیوٹی دینے والے تمام رضا کاران و کارکنان و مرکزی مہمانان جو مختلف ممالک سے بحیثیت نمائندہ تشریف لائے تھے موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے اور تقریب کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ اسٹیج پر حضورِ انور کے عقب میں محترم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت احمدیہ یُوکے و افسر رابطہ)، محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (مبلغ انچارج، نائب امیر و افسر جلسہ گاہ) اور محترم ناصر خان صاحب (نائب امیر و افسر جلسہ سالانہ) نے بیٹھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس تقریب میں حضورِ انور کے سامنے دائیں و بائیں جانب جلسہ پر مختلف ممالک سے تشریف لانے والے مہمان و بزرگان کرسیوں پر تشریف فرما تھے۔ جبکہ ان سے کچھ آگے جلسہ سالانہ و جلسہ گاہ و خدمتِ خلق کے تحت خدمات سرانجام دینے والے شعبہ جات کے ناظمین اور اس سے آگے نائب ناظمین و معاونین نے بیٹھنے کی سعادت حاصل کی۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ مکرم محمود وردی صاحب (انچارج انڈونیشن ڈیسک یوکے) نے سورۃ الملک کی ابتدائی 5 آیات کی تلاوت کرنے کی اور مکرم نثار آرچرڈ صاحب (ناظم تربیت زون 1) کو اس کا انگریزی ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سات بج کر 27 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع معائنہ انتظامات

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال اب جلسے کے انتظامات میں بہتری پیدا ہوتی چلی جارہی ہے اور اب تو انتظامات جو انسانی کوششوں کے لحاظ سے ہو سکتے ہیں گو کہ گنجائش موجود رہتی ہے ہر وقت، میرے خیال میں اب ایسے ہیں کہ ان کو بہترین انتظامات میں سے کہا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام کارکنان بڑی محنت سے ہر شعبہ میں کام کرنے والے ہیں اور اب تو لگتا ہے کہ جیسے اس شعبہ کی خاص ٹریننگ انہوں نے لی ہوئی ہے۔ یہ انتظامات صرف ایک فکر میں مجھے ڈالتے ہیں کہ کہیں کام کرنے والوں کو یہ خیال نہ آجائے کہ اب ہمارے کام، ہمارے انتظامات، ایسے perfect ہوگئے ہیں کہ مزید کسی گنجائش کی ضرورت نہیں ہے یا اب ہمیں کوئی ایسی محنت کی ضرورت نہیں ہے یا دعا کی ضرورت نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں چاہے جتنی مرضی perfection پیدا ہوگئی ہے آپ کے کاموں میں یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اس لیے ڈیوٹی کے دوران، کام کے دوران اللہ تعالیٰ کو کبھی نہ بھولیں۔ اس کا شکر گزار بھی بنتے رہیں اور دعا بھی کرتے رہیں کہ یہ جو انتظامات انسانی کوشش کے لحاظ سے ہم نے کیے اور ہمارے خیال میں یہ بہترین انتظامات ہیں ان میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور کہیں کوئی روک نہ پیدا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں کہ انسانی کوششیں جتنی بھی ہوں بغیر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مدد کے کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ اور ہماری جو کوششیں ہیں یا ہمارے جو کام ہیں خاص طور پر جلسہ سالانہ کے وہ انتظامات ہم کر ہی اس لیے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ جلسہ کا انعقاد خالص اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہو رہا ہے۔ اس لیے بے شک اس کی کامیابی چاہے ہم کام کریں یا نہ کریں، کم کریں یا زیادہ کریں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے اور ہوتی







چلی جائے گی۔ لیکن اگر ہم نے اس کام کے ثواب میں حصہ دار بننا ہے تو ہمیں ہمیشہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے تا کہ وہ تائیدات جو اس جلسہ سے منسلک ہیں، وہ افضال جو اس جلسہ سے منسلک ہیں ان میں ہم بھی حصہ دار بنتے چلے جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ بہتر رنگ میں کام کرتے چلیں جائیں اور کبھی اللہ تعالیٰ کو نہ بھولیں۔ اپنی نمازوں کی ہمیشہ حفاظت کریں۔ کام کے دوران اگر وقت آگے پیچھے ہو جاتا ہے نماز کا تب بھی جب بھی ڈیوٹی ختم ہو یا ڈیوٹی سے پہلے نمازوں کی ادائیگی باقاعدہ ہونی چاہیے اور افسران شعبہ جات جیسا کہ میں ہمیشہ یاد دہانی کراتا ہوں اب بھی کہوں گا اس بات کی نگرانی کریں اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر رنگ میں، احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

دعا کے بعد حضور انور نے انتظامیہ سے اسٹیج اور بینرز کے سائز کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر لجنہ کے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے جہاں ڈیوٹی دینے والی عورتیں اور بچیاں موجود تھیں۔ حضور انور نے لجنہ کو عاجزی کے ساتھ خدمت کرنے کی تلقین فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور نے ایم ٹی اے کے احاطہ میں ایم ٹی اے ٹرانسمِشن ٹرک (transmission truck) اور براڈ کاسٹ یونٹ (broadcast unit) کا معائنہ فرمایا اور تفصیلی ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے ایم ٹی اے کی لجنہ ٹیم کی ہر ایک ممبر سے اُن کی ڈیوٹیوں کے حوالہ سے استفسار فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے ایم ٹی اے کے احاطہ میں جہاں ایم ٹی اے 3، ایم ٹی اے افریقہ، فرنچ سٹریم، ایم ٹی اے پروگرامنگ، IT، پروڈکشن، ایم ٹی اے آفس، سٹور اور مزید شعبہ جات واقع ہیں اُن کا معائنہ فرمایا۔ اس موقع پر ان دفاتر میں خدمت کرنے والے رضا کاران موجود تھے۔ اس کے بعد تراجم کی مارکی سے گزرتے ہوئے حضور انور مرکزی پنڈال میں سات بج کر 56 منٹ پر عقبی جانب سے داخل ہوئے۔ مرکزی پنڈال کے عقب میں تمام ڈیوٹی دینے والے رضا کاران کا حضور انور کے ساتھ عشائیہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ عشائیہ کے بعد 8 بج کر 23 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے اور اسلام آباد میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

☆...☆...☆

کیا آپ جہاد بالقلم کرنے کی خواہش رکھتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل انٹرنیشنل کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اردو خطباتِ جمعہ و خطابات نیز انگریزی خطابات کے اردو تراجم و رپورٹس دورہ جات شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔مزید برآں دنیا بھر سے موصول ہونے والی جماعتی مساعی کی رپورٹس شائع کرنا بھی ادارے کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ادارے کو بہت سے علمی، تحقیقی، تاریخی، معلوماتی، سائنسی، طبی وغیرہ عناوین پر دلچسپ اور مفید مضامین موصول ہوتے ہیں جنہیں وقتاً فوقتاً شاملِ اشاعت کیا جاتا ہے۔ذیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ اخبار الفضل کے اجرا کے بنیادی اغراض درج کیے جاتے ہیں۔اگر آپ جہاد بالقلم کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تو ان خطوط پر لکھیے۔اس طرح یقیناً آپ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کی برکات سے بھی فیضیاب ہوں گے اور اس اخبار کے اجرا کے مقاصد پورے کرتے ہوئے قلم کے جہاد میں بھرپور طریقہ سے شامل ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 'اخبار فضل کا پراسپکٹس' کے عنوان سے 'بدر' قادیان جون 1913ء میں اخبار الفضل کے اجرا کی آٹھ ضرورتیں اور دس بنیادی اغراض بیان فرمائے۔حضورؓ نے فرمایا کہ

''میں مختصراً اس اخبار کے اغراض بیان کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

1۔ مذہب اسلام کی خوبیوں کو مخالفوں کے سامنے پیش کرنا۔قرآن شریف کے کمالات سے آگاہ کرنا۔

2۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی جماعت کی خصوصیات لوگوں پر ظاہر کرنا۔

3۔ جماعت کو مذہب اسلام سے واقف کرنا اور ہر قسم کی بدعات اور رسومات کی ظلمتوں سے نکالنے کی کوشش کرنا اور اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلانا۔

4۔ تاریخ اسلام کے ان مفید حصوں کو شائع کرنا جن میں ہمت۔ استقلال۔قربانی۔ جرأت۔ ایثار۔ ایمان۔ وفاداری وغیرہ خصال حسنہ میں ترقی کی تحریک ہو۔

5۔تعلیم کی ترغیب دینا اور اس کے لیے مفید تجاویز پیش کرنا۔

6۔تبلیغ اسلام کی ترغیب دینا اور اس کے لیے ذرائع کی تلاش کرنا اور مخالفین کی تبلیغی کوششوں سے آگاہ کرنا۔

7۔ سیاست میں جماعت کو ان اصولوں پر چلنے کی تعلیم دینا کہ جن پر حضرت مسیح موعودؑ قوم کو چلانا چاہتے تھے۔اور گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دینا۔

8۔ضروری مفید اخبار کی واقفیت بہم پہنچانا جن سے عموماً خبروں کے لیے اور کسی اخبار کی احتیاج نہ رہے خصوصاً عالم اسلام کی خبروں سے آگاہ کرنا۔

9۔ احمدی جماعت میں آپس میں میل ملاپ اور واقفیت بڑھانے اور مرکزی حیثیت میں ملانے کی کوشش کرنا۔

10۔صنعت وحرفت تجارت وغیرہ کے متعلق اور ایجادات جدیدہ کے متعلق بقدر امکان واقفیت بہم پہنچانا۔''

(اخبار فضل کا پراسپکٹس۔ انوار العلوم جلد اوّل)

مضامین: مذکورہ بالا عناوین کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے علمی، تحقیقی، تاریخی، معلوماتی، سائنسی، طبی موضوعات پر مضامین لکھ کر بذریعہ ای میل یا خط ادارے کو ارسال کیجیے۔اگر کوئی مضمون ضبطِ تحریر میں لانے یا کسی موضوع پر تحقیق سے قبل ادارے سے مشورہ کرنا مقصود ہو تو بذریعہ ای میل یا خط ہمیں لکھ بھیجیے۔ خط/ای میل میں مکمل پتہ اور رابطہ نمبر ضرور لکھیے۔

مدیر کے نام خطوط: اگر آپ مندرجہ بالا موضوعات سے متعلق اپنی رائے کا اظہار بذریعہ خط کرنا چاہتے ہوں، کسی اخبار میں شائع شدہ کسی مضمون، یا کسی کتاب پر تبصرہ کرنا چاہتے ہوں یا حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرنا مقصود ہو تو 'مدیر کے نام خطوط' کا سلسلہ آپ کے لیے شروع کیا جا رہا ہے۔

تعارف کتب: اگر آپ کسی مفید کتاب پر ریویو لکھنے یا لکھوانے کے خواہش مند ہیں تو ادارہ الفضل انٹرنیشنل کے پتہ پر متعلقہ کتاب کی دو عدد مطبوعہ کاپیاں بھی ارسال فرمائیے۔

ایک ضروری بات پیشِ نظر رہے کہ کسی خاص موقع کی مناسبت سے لکھے جانے والے مضامین کم از کم ڈیڑھ ماہ پہلے ہمیں مل سکیں تو انہیں شائع کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔مثلاً مارچ میں یومِ مسیح موعودؑ کی مناسبت سے شائع کیے جانے والے مضامین ادارہ ہٰذا کو جنوری کے اختتام تک مل جانے چاہئیں۔اسی طرح یومِ مصلح موعود، یومِ خلافت، عیدین اور حج وغیرہ کے مواقع ہیں۔

اخبار الفضل انٹرنیشنل دنیا بھر میں بسنے والے اردو دان احمدیوں کا اپنا اخبار ہے۔اس کو پڑھیے اور اس میں لکھیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل سے اس اخبار کے اجرا کے بنیادی مقاصد اور ضرورتوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشائے مبارک کے مطابق پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مدیر)

جلسہ سالانہ

اللہ کے فضلوں سے بھرا ایک خزانہ
ہر جلسۂ سالانہ ہے اب رشکِ زمانہ

پھر آئے وہ دن عشق کا اظہار کریں گے
اے روحِ وفا پھر وہی اقرار کریں گے
اقرار کریں گے یہ غلامانِ خلافت
چھوٹے گا نہ ہم سے کبھی دامانِ خلافت
اک ہاتھ پہ ہم وقت کو ہموار کریں گے
آئیں گے درِ یار پہ، دیدار کریں گے

یہ جلسۂ سالانہ تو ہے آئینہ خانہ
اک زندہ حقیقت ہے نہیں کوئی فسانہ
افضالِ خداوند کے درشن کا جھروکہ
ایماں کا رجز، ملّتِ احمد کا ترانہ
سب اس کے لیے دشت و دمن پار کریں گے
آئیں گے درِ یار پہ، دیدار کریں گے

بیمارِ محبت کو گھڑی بھر میں شفا دے
یہ جلسہ انوکھا ہے کہ مُردوں کو جِلا دے
قرآنی معارف کی پلائے مئے عرفاں
اعجازِ مسیحائی زمانے کو دکھا دے
چھلکیں گے جو ساغر یہاں سرشار کریں گے
آئیں گے درِ یار پہ، دیدار کریں گے

زیتون کے باغوں کی مہک اس میں ہے رقصاں
ہر فاختۂ امن ہے اب اس میں غزل خواں
آشوبِ زمانہ میں یہ دنیا ہی عجب ہے
آلائشِ دنیا سے جہاں سب ہیں گریزاں
بس اپنے ہی مولیٰ سے جہاں پیار کریں گے
آئیں گے درِ یار پہ، دیدار کریں گے

(جمیل الرحمٰن)

جلسہ سالانہ۔ بچوں کی یادیں

(پروفیسر رشیدہ تسنیم)

بچوں کی جلسہ سالانہ قادیان کی صدابہار یادیں

قادیان میں جلسہ سالانہ پر ہمارے ماموں مع فیملیوں کے اور گاؤں ڈوگری اور ترگڑی کی ساری احمدی خواتین ہمارے گھرٹھہرتیں اور آپا جی (میری امی) مہمان نوازی نہایت خوش دلی سے کرتیں۔ اس دوران ہماری خوب موج رہتی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر بعض دفعہ گہری شام تک جاری رہتیں، اور ہم آپا جی کو ڈھونڈ کر ننھی جمیل ان کی گودی میں دے آتیں۔ اور ہم سہیلیاں پرالی پر خوب لوٹ پوٹ کر لطف اندوز ہوتیں۔

جلسہ سالانہ ہم بچوں کے لیے بہت سی انجانی خوشیاں لے کر آتا۔ کئی دن پہلے شروع ہوئی چھل پہل، پرالیوں سے بھرے گڈوں اور اونٹوں کی لمبی لمبی قطاریں اور پرالی کی سوندھی سوندھی خوشبو فضا میں ہر طرف پھیلی ہوتی۔ پرالی کے ڈھیروں پر لوٹیں لگانا، مردانہ جلسہ گاہ میں لکڑی کے پھٹوں سے بنی بیٹھنے کی سیڑھیوں پر اچھلنا کودنا ہم نے خوب انجوائے کیا۔ شام کو لنگر کی روٹیاں، بغیر چھلے آلوؤں اور گوشت کا شوربہ اور خوشبودار دال بہت مزا دیتی۔

ہمارے بڑے ماموں اور ممانی گاؤں کی رسم کے مطابق بہن کے گھر آتے ہوئے کچے چاولوں کے آٹے اور تلوں اور مونگ پھلی سے تیار کی ہوئی پنیاں لاتے۔ جلسے کی کارروائی کے بعد لوٹنے والے افراد کے لیے آپا جی گڑ والی بڑی مزیدار چائے بناتیں، جس کا کھیسوں اور لوئیوں کی بُکلوں میں بیٹھ کر پینے کا اَور ہی مزا ہوتا جو ساتھ ساتھ مونگ پھلی ٹھونگنے سے دوبالا ہو جاتا۔ مہمانوں کی آمد اور رخصت پر دل کی دھڑکن تیز کرنے والے نعرہ ہائے تکبیر ......ہائے کیا بات تھی جلسہ سالانہ کے دنوں کی!

جلسے کے اختتام پر پرالی کی صفائی ہوتی جس کے نیچے سے پیسے ڈھونڈنا اور ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ اور زیروی صاحب مرحوم کی نئی نظموں کے شعر گنگنانا بھی ہماری کھیل کا حصہ ہوتا تھا۔ جو بعد میں ربوہ میں جب تک ہمارے کالج کا میدان زنانہ جلسہ گاہ بنتا رہا، جاری رہا۔ اور ہم اپنے آپ کو Treas-ure Island کے کھوجی کا کردار خیال کرتے ہوئے پرالی کے نیچے دبے خزانے کی کھوج میں رہتے۔ گندے، زنگ آلود سکوں کو ایڑیوں کے نیچے رکھ کر زمین پر گھوم گھوم کر چمکاتے، جب کچھ نقدی بن جاتی تو ساتھ والی دکان یا ٹک شاپ پر جا کر برفی اور گرم گرم چائے سے لطف اندوز ہوتے۔

یہ تو خیر بعد کی بات تھی، ابھی تو میں قادیان کی گلیوں میں ہوں۔ ہماری کھیل میں ایک لڑکی ثریّا جو ہم سے عمر میں ذرا بڑی تھی شامل ہوگئی۔ اس کے پاس کسی پرانے وقتوں کے بہت خوبصورت کھلونے اور گڑیوں کے کپڑے تھے۔ ثریّا ایک جگہ بیٹھ جاتی اور اپنے اردگرد مٹی سے دیوار سی بنا لیتی، یہ ہمارا گھر ہوتا اور ثریا گھر والی۔ ہم چولہا بنانے کے لیے اینٹ، روڑے اور جلانے کے لیے سوکھی، گری پڑی ٹہنیاں اِدھر اُدھر سے چُن چُن کر لاتے۔ ہم میں سے کوئی گھر سے ماچس یا جلتا لکڑی کا ٹکڑا لے آتی۔ ثریّا ایک چھوٹی سی سلور کی ہنڈیا میں پانی ڈال کر آگ پر چڑھا دیتی۔ ہم لڑکیاں اپنے اپنے گھر سے چھوٹا موٹا روٹی کا ٹکڑا، پکی ہوئی بوٹی، آلو، دال، چاول، بچا ہوا کھانا، غرضیکہ جو بھی ہاتھ لگتا لاتیں اور یہ سب کچھ اس ہانڈی میں ڈال دیا جاتا۔ ہمیں کھانا اپنے گھر سے باہر لے جانے کی اجازت تو نہ تھی، اس لیے میں اسٹور میں رکھے اچار کے مرتبان سے آم کی ایک پھانک لے آتی۔ یہ ملغوبہ ہمارے گھر کی بڑی (ثریّا) ہمیں پتوں پر ڈال کر کھانے کے لیے دیتی، اور ہم انگلیوں یا چپٹے تنکوں پر چڑھا کر مزے مزے سے کھاتے۔ آپ تصور نہیں کر سکتے یہ کھانا ہمیں کتنا لذیذ لگتا تھا.........

ناگہاں اللہ جانے ثریّا کو کیا ہو گیا کہ اس نے ہمارے ساتھ کھیلنا چھوڑ دیا اور اپنے کھلونوں کی سیل لگا دی، فی کھلونا ایک پیسہ! مہنگائی کا زمانہ تھا، پیسے بچوں کو سوچ سمجھ کر دیے جاتے تھے۔ جب ہماری لیڈر نے دیکھا کہ بِکری کچھ بھی نہیں ہو رہی تو اس نے ایک گول ٹھیکری، فی پٹولا قیمت لگا دی! جب وہ اپنا سارا اسٹور بیچ بیٹھی...... تو اس نے خود گھر سے نکلنا بند کر دیا۔ اور بڑی بہن کے ساتھ سینے پرونے میں لگ گئی۔ تب **ہمیں شدت سے احساس ہوا کہ کسی لیڈر کے بغیر زندگی کتنی بے معنی ہے۔** ہمیں سب کھلونے بے معنی لگنے لگے۔ اور ہمارے سارے کھیل بدمزہ ہو گئے اور رفتہ رفتہ ہماری کھیلوں میں دلچسپی ختم ہوگئی۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم ابا جی کے ساتھ بھام چلے جایا کرتے تھے۔ یہ سفر موسمِ برسات میں ہوتا۔ تانگہ کچے راستے پر چلتے ہوئے پانی کی چھپڑیوں سے بچتا بچاتا، جھٹکے کھاتا ہوا، کئی بار تو ایسا لگتا کہ اب اُلٹا کہ اب...... چلتا رہتا۔ آپا جی نے گودی میں بچہ پکڑا ہوتا اور دُعائیں کر رہی ہوتیں، مگر ہم تھے کہ ہر جھٹکے پر ہماری ہنسی کے فوارے چُھٹ رہے ہوتے۔ رستے کا نظارہ قابلِ دید ہوتا۔ یہ پرندوں کے انڈے بچے دینے کا موسم ہوتا تھا۔ نہر کے کنارے اونچے اونچے درختوں پر طوطوں کی چیخ و پکار، فضا میں اونچی نیچی اُڑانے بھرتی ابابیلیں، ایسا لگتا جیسے بارش کے قطروں کا تعاقب کرتی اِدھر سے اُدھر لہراتی آ جا رہی ہیں۔ فاختاؤں کی گُگو کو اور کوّوں کی تیز تیز کائیں کائیں میں کوئل کی نہایت ذومعنی اور انجانی پکار، اور ہم بچوں کا اس کی نقل میں ویسے ہی جواب دینا۔ تو قادیان سے بھام تک کا یہ دلچسپ سفر اس طرح تمام ہوتا کہ ہم ایک کچے پکے گھر کے دالان میں تانگے سے اترتے، جو سکھ سرداروں کی اونچی اونچی حویلیوں کے قریب تھا......

ربوہ کے 1950ء کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے ہم حافظ آباد سے آئے ہوئے تھے، جلسہ کے اختتام پر واپسی سے پہلے ہمارا حضرت اماں جانؓ کی زیارت کا پروگرام بنا۔ خوش قسمتی سے اگلے دن ہی علی الصبح اجازت نامہ آ گیا۔ موجودہ یادگار چوک کے ایک کچے مکان میں حضرت اماں جانؓ مقیم تھیں۔ کچھ انتظار کے بعد ہمیں اندر بلا لیا گیا۔ کمرے میں فرشی نشست گاہ کا انتظام تھا اور ایک نورانی وجود گاؤ تکیہ کے سہارے دیوار کے ساتھ تشریف فرما تھیں۔ میری والدہ نے اپنے مختصر تعارف کے بعد دعا کے لیے درخواست کی، تو حضرت اماں جانؓ نے فرمایا "بی بی کیا دعا کروں؟" آپا جی نے عرض کی "اماں جان! دعا کریں میرے بچے نیک بنیں"۔ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا "ہاں بی بی نیک بنیں گے تو دین و دنیا سنور جائے گی"۔ یہ بابرکت دعا ہم سب بہن بھائیوں کے لیے ساری زندگی ایک جاری چشمۂ فیض بنی رہی۔ الحمدُللہ

☆☆☆

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ...از صفحہ 62

ہیں کہ میں اب مباحثہ نہیں کروں گا ہم اشتہار مباحثہ دیتے ہیں اگر وہ مقابلہ پر کھڑے ہو جائیں گے تو ہم کہیں گے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ پہلے تو اشتہار دیا تھا کہ ہم مباحثہ کسی سے نہ کریں گے اور اب مباحثہ کے لیے تیار ہو گئے اور اگر مباحثہ پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم شور مچا دیں گے کہ دیکھو مرزا صاحب ہار گئے ہیں۔ اس پر مولوی عمرالدین نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں اور جا کر ان کو قتل کر دیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ لڑکے تجھے کیا معلوم یہ سب کچھ کیا جا چکا ہے۔ مولوی عمرالدین صاحب کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جس کی خدا اتنی حفاظت کر رہا ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہوگا۔ انہوں نے جب بیعت کر لی تو واپس جاتے ہوئے مولوی محمد حسین بٹالہ کے سٹیشن پر ملے اور کہا تُو کدھر؟ انہوں نے کہا کہ قادیان بیعت کر کے آیا ہوں۔ کہا تُو بہت شریر ہے تیرے باپ کو لکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ تو آپ ہی کے ذریعہ ہوا ہے جو کچھ ہوا ہے۔

مخالفین کا بائیکاٹ اور ایذاء رسانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بائیکاٹ بھی ہم نے دیکھا۔ وہ وقت بھی دیکھا جب چوڑھوں کو صفائی کرنے اور سقوں کو پانی بھرنے سے روکا جاتا۔ پھر وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر مخالفین کی طرف سے پتھر پھینکے جاتے اور وہ ہر رنگ میں ہنسی اور استہزاء سے پیش آتے۔ مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود کیا ہوا، آپ جتنے لوگ اس وقت یہاں بیٹھے ہیں، آپ میں سے پچانوے فیصدی وہ ہیں جو اس وقت مخالف تھے یا مخالفوں میں شامل تھے مگر اب وہی پچانوے فیصدی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد جماعت میں جو شور اٹھا اس کا کیا حشر ہوا۔ اس فتنہ کے سرکردہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچہ کی غلامی کر لیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی بچے کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ قادیان چھوڑ کے بھاگ گئے اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے۔ انہیں لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی ان کے ساتھ۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے۔

قادیان کی ترقی کی پیشگوئی

ایک زمانہ تھا کہ یہاں احمدیوں کو مسجدوں میں نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ مسجد کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ چوک میں کیلے گاڑ دیے گئے تا نماز پڑھنے کے لیے جانے والے گریں اور کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیا جاتا تھا بلکہ یہاں تک سختی کی جاتی تھی کہ کمہاروں کو ممانعت کر دی گئی تھی کہ احمدیوں کو برتن بھی نہ دیں۔ ایک زمانہ میں یہ ساری مشکلات تھیں مگر اب وہ لوگ کہاں ہیں!۔ ان کی اولادیں احمدی ہو گئی ہیں اور وہی لوگ جنہوں نے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کی ان کی اولاد اسے پھیلانے میں مصروف ہے۔ یہی مدرسہ جس جگہ واقع ہے یہاں پرانی روایات کے مطابق جنّ رہا کرتے تھے اور کوئی شخص دوپہر کے وقت بھی اس راستہ سے اکیلا نہ گزر سکتا تھا۔ اب دیکھو۔ وہ جنّ کس طرح بھاگے۔ مجھے یاد ہے۔ اس (ہائی سکول والے) میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور شمال کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے لیکن اب دیکھو خدا تعالیٰ نے کس قدر ترقی اسے دی ہے۔

قبولیتِ دعا

ہفت روزہ "بدر" 24/ نومبر 2011ء میں مکرم منظور احمد صاحب کے قلم سے دعا کی قبولیت کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود وعدہ فرمایا ہے کہ جو مجھ سے دعا کریں گے، مَیں اُن کی دعا قبول کروں گا۔ چنانچہ ہر نبی نے ہمیشہ دعاؤں کے ہتھیار سے ہی دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دعا کرنے سے عاجز مت ہو اور اس سے غفلت مت کرو کیونکہ دعا کرنے والا ہرگز برباد نہیں ہوگا۔

دعا شروع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے، پھر حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور پھر اپنے گناہوں کا اقرار کر کے خدا تعالیٰ سے مغفرت چاہے۔

احادیث سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ کن لوگوں کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ جب تک کوئی شخص دعاؤں میں جلدی نہ کرے، اُس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جلدی کرنے کا یہ مطلب ہے کہ یوں کہنے لگے کہ مَیں نے تو ہر چند دعا کی لیکن خدا نے قبول نہیں کی۔

اُس شخص کی دعا بھی قبول نہیں کی جاتی جس کا کھانا پینا حرام ہے۔

☆☆☆

حصارِ عافیت کا، یہ اجلاس گاہیں۔ جلسہ سالانہ

(سعود رفاقت۔مربی سلسلہ ربوہ)



ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی جگہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں مجلس منعقد ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس بابرکت مجلس کا ذکر کرتے ہیں۔اس بابرکت مجلس میں شامل ہونے والے سب لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی برکتوں سے بھرپور حصہ پاتے ہیں حتیٰ کہ اتفاقاً اس مجلس میں آکر بیٹھ جانے والا بھی اس نیک مجلس کی برکتوں سے محروم نہیں رہتا اور اسے بھی ملائک اپنے پروں تلے لے لیتے ہیں۔

جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کی تمام تر محفلیں اس بات کا عملی نمونہ ہیں تاہم جلسہ سالانہ جس کو خود امام آخر الزمان نے جاری فرمایا اور اس کی بابت فرمایا کہ ”**اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کرو**“اس نوعیت کی نہایت ہی اہم، بابرکت اور پاکیزہ مجلس ہے جو وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ خدائی نوشتوں کی صداقت کو اکناف عالم میں سچ کر دکھاتے ہوئے سال بھر کے ہر موسم اور ہر دن میں دنیا کے کسی نہ کسی کونے میں ہو رہا ہوتا ہے جس کا انتظار فرزندانِ اسلام تمام سال کرنے کے بعد ان دنوں سے اپنے جسم و روح کو خدا کی یاد اور اس کی حمد سے معطر کرتے ہیں۔الغرض یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں میں سے ایک بڑی قدرت ہے۔

جلسہ سالانہ کا پس منظر اور اغراض و مقاصد

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہوں پر جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد بیان فرمائی ہیں۔خاکسار اختصار کے ساتھ بعض بیان کرتا ہے۔

”اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو......اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوّت استحکام پذیر ہوں گے۔“

(اشتہار 7دسمبر 1892 مجموعہ اشتہارات جلد اول ص341)

”تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لیے مقرر کیے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع ضرور یہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں۔“

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 ص351)

جلسہ سالانہ کی تواریخ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لیے بباعثِ ضعفِ فرصت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لیے آوے......لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لیے مقرر کیے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں۔سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے۔“

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 ص352)

یہ تواریخ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوستان میں آسانی کے سبب رکھیں تھیں لیکن بعد ازاں جب تمام دنیا اپنے جلسے کروانے لگی تو تواریخ بھی اپنے ماحول کے مطابق اپنی آسانی سے طے کی جانے لگیں۔

جلسہ سالانہ کی عظمت اور برکات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلسہ سالانہ کی عظمت و برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لیے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“

(اشتہار 7دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اول ص341)

جلسہ سالانہ قادیان کی بستی سے جلسہ سالانہ برطانیہ تک کا سفر اور نصرت الٰہی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے داخلینِ جماعت کے لیے اس جلسہ کو انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے اور یہ حضرت اقدس کی دعاؤں کا ہی ثمرہ ہے کہ وہ بستی جہاں پر عامۂ خلائق کا آنا جانا نہ تھا اور وہ وجود جو صد ہزار پردوں میں پوشیدہ تھا خود خدائی احکامات کے تابع جلوہ افروز ہوا اور اس کی صداقت کا ڈنکا چارسُو بجا۔

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ جو کہ الٰہی تائید و نصرت اور جماعتی ترقیات کا ایک روشن باب ہے ہاں وہی جلسہ جس کی ابتدا قادیان کی گمنام بستی سے ہوئی تھی اور جس کے بارے میں مسیح الزمان نے فرمایا تھا کہ ”یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاءِ کلمہ اسلام پر بنیاد ہے“اس کے بعد وہ جلسہ جلد ہی عالمگیر نوعیت اختیار کر گیا۔عُشّاق اسلام کے اس سالانہ روحانی جلسہ کا آغاز 1891ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے 75اصحاب کی معیت میں فرمایا جو کہ اس کامیاب و کامران کاروان کا ہراول دستہ تھے۔جو کہ بعد ازاں ایک قلزم بیکراں بننے والا تھا۔پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لیے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی“ اور بڑے شدّ و مد سے فرمایا کہ ”ان باتوں کو ناممکن مت خیال کرو کہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“۔یوں خدا تعالیٰ کی فرمائی ہوئی بات پوری ہوئی اور احمدیت کا وہ قافلہ جس پر سورج کبھی بھی نہ ڈوبتا تھا ہر چڑھتے سورج کے ساتھ اِکناف عالم میں چھاتا چلا گیا اور چلا جا رہا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات پوری ہونے لگی کہ ہر قوم اس چشمے سے پانی پیئے گی اور قرآنی وعدہ کہ مسیح آخر الزماں کے وقت میں نفوس باہم ملا دیے جائیں گے ان تمام تر پیشگوئیوں کا بیّن ثبوت ”جلسہ سالانہ“ ہے۔

وہ جلسہ جو قادیان میں مسجد اقصیٰ کے کنارے شروع ہوا تھا وہ مسجد نور اور اس سے ملحقہ میدان میں چند سال منعقد ہونے کے بعد قادیان ہی میں بڑے پیمانے پر ہونے لگا اور ہجرت کے بعد مسیح دوراں کے فرزند دلبند گرامی ارجمند کی بستی ”ربوہ“ میں انہی کی سرپرستی میں منعقد ہونے لگا جہاں وہ سیر روحانی تقسیم کیے جاتے رہے جن کا ذکر الٰہی نوشتوں میں شد و مد کے ساتھ تھا اور یہ سلسلہ تمام تر فتن کے باوجود 1982ء تک جاری و ساری رہا جس میں پونے تین لاکھ فرزندانِ اسلام نے شمولیت کی اور پھر خلافت کی ہجرتِ برطانیہ کے بعد جماعت احمدیہ برطانیہ کا 1984ء کا جلسہ ٹالورتھ کے علاقے میں ہوا اور اگلے ہی سال سے یہ جلسہ اسلام آباد برطانیہ میں منعقد ہونے لگا جہاں پہلے ہی سال حاضری 4500 تک جا پہنچی اور خلیفۂ وقت کی موجودگی کی برکت سے یہ جلسہ عالمی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا اور اسی وجہ سے بیرون ممالک سے مہمانوں کی ایک بڑی تعداد نے اس میں شمولیت کرنا شروع کی۔یوں اس جلسہ کو جلسۂ اقوام عالم کا مقام حاصل ہوگیا جو دراصل خدائی فرمان کہ ”اور جب نفوس اکٹھے کیے جائیں گے“ کی عملی صورت تھی۔1947ء میں ہندوستان کی تقسیم کے بعد 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مسیح الزماں کی بابرکت بستی میں ایک شان سے داخل ہوئے اور جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوا اور مسیح الزماں کے خلیفہ کے قدموں کے پڑنے کی ایسی برکت نازل ہونا شروع ہوئی جس نے نسلوں کی سستیوں کو دور کر دیا اور اکناف میں پھیل کر ہدایت کے متلاشیوں کو تلاش کیا اور انہیں مسیح دوراں کے قدموں تلے لا ڈالا۔1993ء سے عالمی جلسہ سالانہ برطانیہ کے مبارک موقعہ پر عالمگیر بیعت کا آغاز ہوا، اور یوں اس میں عشاقِ اسلام کی تعداد ہر دن بڑھنے لگی اور 1994ء میں ایم ٹی اے کے آغاز سے اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیم اکناف عالم میں جا پہنچی اور یوں عالمی بیعت کے ذریعے جماعت احمدیہ عالمگیر بھی ترقیات کا ایک نیا باب رقم کرنے لگی۔وہ جلسہ جو

75 وفا شعار اصحاب سے شروع ہوا تھا اب اس کی تعداد سینکڑوں میں جا پہنچی اور ہر سال احمدیت میں داخل ہونے والے احباب کی تعداد کروڑوں میں ہوگئی اور ایم ٹی اے کے بابرکت نظام کی برکت سے اس جلسہ کے شاملین کی تعداد کروڑوں افراد تک جا پہنچی جو اکناف عالم میں اس مسیحا کے روحانی مائدہ سے اپنی روحوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ آج تک صرف بعض مجبوریوں کی بناء پر 2001ء کا جلسہ سالانہ برطانیہ کی بجائے جرمنی کی سرزمین پر ہوا۔ یہ جلسہ حاضری کے لحاظ سے سب سے بڑا جلسہ تھا اور اس جلسہ کے بعد پھر سے یہ جلسہ برطانیہ کی سرزمین پر ہونے لگا جہاں یہ جلسہ پہلے اسلام آباد میں پھر 2005ء کا جلسہ جگہ کی قلّت کے باعث رشمور کی 120 ایکڑ زمین پر اور بعد ازاں حدیقۃ المہدی کی بابرکت زمین پر ہو رہا ہے۔ جس کو جماعت نے ایک انگریز خاندان سے 25 لاکھ پاؤنڈز سے زائد رقم پر خریدا تھا۔ جو کہ وسّع مکانک کے خدائی وعدہ کی عملی تصویر ہے جو خدائے ذوالجلال کے اپنے مسیحا کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کی بے نظیر مثال ہے جس کو جماعت نے اپنے انتہائی محدود وسائل کے ساتھ ایک بڑی رقم خرچ کر کے خریدا تھا جس کا اب بڑا مصرف صرف خدا کے اس مسیحا کے اس روحانی جلسہ کا ہونا ہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حدیقۃ المہدی کی اس زمین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اس علاقے کے لوگوں کو بعض فکریں تھیں، جب زمین لی گئی تو بہت زیادہ اس طرف سے اپوزیشن بھی ہوئی تھی۔"

یہاں یہ بات بھی بیان کرنا لازمی ہے اور اس لحاظ سے بہت ہی بابرکت ہے کہ یہ الٰہی تائید ونصرت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ خاندان جو ایک انسان کو خدا مانتا ہے وہ کیسے انہی لوگوں کے لیے جو اس کے خدا کی خدائی کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں وہ ان کے لیے اپنی سرکار سے اجازت طلب کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"پھر مسٹر کیتھ نے علاقے کے لوگوں اور کونسل کو ہمارا جلسہ منعقد کرنے کی اجازت اور اس کے لیے راہ ہموار کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایک ہمسائے کے پاس گئے، ان کو بتایا کہ جو مختصر عرصے میں میں نے ان لوگوں کو سمجھا ہے یہ وہ نہیں ہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ یہ لوگ تو کچھ اَور ہی چیز ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 4 اگست 2006ء)

جلسہ سالانہ برطانیہ ہر سال خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کے ساتھ آتا ہے اور وہ تین دن جس کا انتظار پورا سال اور بعض لوگ اپنی عمروں تک کرتے ہیں، یہ تین دن پَر لگا کر اُڑتے چلے جاتے ہیں اور پھر آئندہ سال کے لیے حضور انور کے ارشادات کے ماتحت جلسہ کی تیاریاں شروع کر دی جاتی ہیں۔ کارکنان و کارکنات کی ایک بڑی تعداد اس کے انتظامات کے لیے اپنے شب و روز وقف کرتی ہے، حضور انور ڈیوٹیز کا معائنہ فرماتے ہیں اور پھر کارکنان سے مخاطب ہوتے ہیں اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ برطانیہ وغیرہ میں اس قدر بڑے بڑے جلسے کروانا کوئی آسان کام نہ ہے بلکہ یہ انتہائی جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس کے لیے ہر سال ہی انتظامیہ سے اجازتیں طلب کرنا موسم کی سختی سے نبرد آزما ہونے کے لیے انتظامات اور سب سے بڑھ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خدائی مہمانوں کی مہمان نوازی ہاں وہی مہمان جن کی بابت خود اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ کہ وہ تیرے پاس ہر ایک راستے سے آئیں گے اور ان کی آمد سے رستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اور پھر اسی جلسہ کے مہمانوں میں ایسے بادشاہ بھی شامل ہونے کی سعادت پا چکے ہیں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" اور ان لمحات کو دنیا نے ایم ٹی اے کی آنکھ سے دیکھا اور مقید کیا۔

تأثرات مہمانان بیان فرمودہ
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال جلسہ سالانہ کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بابرکت اور روح پرور خطاب آتا ہے۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دنیا بھر سے آنے والے مہمانان کے تأثرات بیان فرماتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک میں یہاں پر اس غرض سے لکھ رہا ہوں کہ کس طرح الٰہی تائید ونصرت کے نظارے اللہ تعالیٰ جماعت کے مومنین کے لیے بطور شکر اور دنیا کے لیے بطور ہدایت دکھاتا ہے۔ جن کے بعد جماعت احمدیہ کا مِنْ حَیْثُ الجماعت تو لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے گزرتا ہے اور ہم پر اس لیے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری بھی واجب ہوتی ہے۔

پھر یہ کہ آج کے اس دور میں جب کہ دنیا کہنے کو تو باہم گلوبل ولیج بن چکی ہے لیکن باہم ایک دوسرے کے مذاہب کی تبلیغ کو کوئی بھی سننے کا روادار نہ ہے ایسے میں یہ ماحول کس طرح اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے والا ہے اور کس طرح دنیا اس بات کا اظہار کرتی ہے۔ حضور انور اس بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ

"کانگو کنشاسا سے سپیکر صوبائی اسمبلی باندو ندو بونیفا این تو ابوشیو اصاحب پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہاں ہر کوئی ایسے مل رہا ہے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتا ہو۔ ہر کوئی سلام کر رہا ہے۔ یہی حقیقی محبت ہے یہی حقیقی محبت ہے یہی حقیقی مذہب اور دین ہے۔"

(خطبات مسرور 5 ستمبر 2014)

پھر حضور انور ایدہ اللہ نے بینن کے وزیر داخلہ فرانسس ہوسو کے خیالات کا اظہار فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ

"میرے پاس الفاظ نہیں جن سے میں جلسے کے انتظامات کی تعریف کر سکوں۔ بہت عمدہ اور منظم جلسہ تھا۔ اپنے مقاصد کے حصول میں اتنی محنت کرنے والے لوگ میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے دنیا دیکھی ہے امریکہ جیسے سپر پاور کے انتظامات بھی دیکھے ہیں مگر بڑی بڑی طاقتوں کو بھی اس طرح کے منظم اور پُرامن انتظام کرتے نہیں دیکھا...... جماعت کی عالمی طاقت کا راز یہی ہے کہ جماعت کو ایک خلیفہ ملا ہوا ہے۔"

(خطبات مسرور 5 ستمبر 2014)

اب کوئی بتلائے کہ کیا کوئی اس سے بڑھ کر بھی خدا کی تائید و نصرت کے نظارے دکھلا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں! یقیناً یہ وہی قرآنی حکم ہے کہ مومنین باہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ یہی وہ خدائی تائید و نصرت کے بیّن ثبوت ہیں جن کو یہ اقوام اور ان کے نمائندگان اپنے منہ سے مانتے ہیں۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

یہی وہ بات ہے جو خود خدا کے مسیحا نے فرمائی تھی کہ "اس جلسہ کو عام انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کرو"

(خطبات مسرور 5 ستمبر 2014)

پھر حضور انور نے فرمایا کہ مالٹا سے ایک صحافی اِوان بار تولو صاحب آئے تھے...... وہ کہتے ہیں کہ میرے لیے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ 125 سال میں جماعت نے اس قدر ترقی کی ہے کہ دنیا کے 206 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ یہ یقیناً الٰہی تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ جلسہ پر ہر چیز منظم اور باقاعدہ ایک ترتیب کے مطابق تھی اور جہاں نظام اور ترتیب ہو وہاں خدا ہوتا ہے۔

(خطبات مسرور 5 ستمبر 2014)

الغرض یہی وہ بابرکت جلسہ ہے جس کی بنیاد قادیان دارالامان جیسی بابرکت بستی میں رکھی گئی اور اس سے غرض یہ تھی کہ تا داخلین بیعت اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کریں اور سچے مسلمان بن جائیں اور یہ ربّانی جلسے دراصل مومنین کے لیے درس گاہیں ہیں جن میں شامل ہونے والے تمام احباب کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں کی ہوئی ہیں۔ یہ جلسہ اب ایم ٹی اے کے بابرکت نظام کی بدولت عالمگیر شکل اختیار کر چکا ہے۔

ایک موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے برکات و فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لیے اور دعا میں شریک ہونے کے لیے اس تاریخ پر آجانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لیے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے...... اور اس روحانی جلسہ میں اَور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

(آسمانی فیصلہ اشتہارات 30 دسمبر 1891ء روحانی خزائن جلد 4 ص 352)

یہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "اور نیز ان دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لیے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے" اب اسی بات کی صداقت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک بیان فرمودہ واقعہ دیکھیں

"ٹرینڈاڈ اور ٹوباگو کے منسٹر آف لیگل افیئرز پرکاش مادار بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ "کمیونٹی کے ممبرز کا خلیفۃ المسیح کے لیے جو پیار تھا انسان اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جہاں تک جلسے کی بات ہے تو ہر چیز بردست تھی۔ وہاں کام کرنے والوں کا اخلاص اور جذبہ اس حقیقت پر گواہ تھا کہ یہ جماعت کسی انسان کی بنائی ہوئی جماعت نہیں ہے بلکہ اس جماعت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔"

(خطبات مسرور 5 ستمبر 2014)

الغرض یہ وہی پاک جلسے ہیں جس کا قیام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اپنے ہی ہاتھوں سے کیا تھا جو اس دور میں بھی الٰہی تائیدات کا ایک منہ بولتا ثبوت ہیں کہ کس طرح ایک گمنام بستی میں اک غریب و بیکس و گمنام بے ہنر کی آواز پر وفا شعاروں کا اکٹھا ہونا اور محض للہ وہاں دھونی رمائے بیٹھے رہنا اور مسیحا نفس کے کلام کو سننا...... اس دور میں وسائل کی بہت زیادہ قلت تھی لیکن مہمان نوازی کا ایک بڑا کام حضرت اقدسؑ کے اہل خانہ کرتے تھے اور پھر حضور علیہ السلام کی ہی دعاؤں کا ثمرہ کہ خدا تعالیٰ نے اس جلسہ کو اس قدر عظمت بخشی کہ آج دنیا کے کونوں کونوں میں اس کا قیام ہو رہا ہے۔ اور بڑے بڑے مہمان خانے اور لنگر خانہ امام الزمان کی مہمان نوازی کو فخر جانتے ہیں۔ ہاں لیکن جلسہ سالانہ برطانیہ کو ربوہ کے جلسہ کے بعد اب خلیفۃ المسیح کی موجودگی کی وجہ سے مرکزی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ہماری جماعت جو کسی طرح بھی عام دنیاوی جماعتوں اور ملکوں کا مقابلہ نہ کر سکتی لیکن خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہمیشہ شامل حال رہا اور اس جلسہ میں بادشاہوں کو بھی شمولیت کی توفیق ملی اور انہوں نے بھی ان اللہ والوں کے کاموں کی قدر دانی کی اور خدا جو عالم الغیب والشھادہ ہے اس نے ان کے منہ سے سچ نکلوایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29/ جولائی 2011ء کے خطبہ جمعہ میں مراکش کے ایک بھائی کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا جو میں درج کرتا ہوں کہ "جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد عرض ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد لائے جب اگلے جلسے مکۃ المکرمہ میں منعقد ہوں اور ہم رکن و مقام کے مابین عالمی بیعت کے نظارے دیکھیں۔"

آج جلسہ سالانہ ارتقاء کی منازل طے کر رہا ہے جس کی مثالیں ہر سال دنیا بھر میں ہونے والے جلسے ہیں۔ لیکن ان تمام جلسوں میں برطانیہ کے عالمی جلسہ کو اک خاص مقام اس لیے بھی حاصل ہو چکا ہے کہ ہر نئے سال کا جلسہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی فتح و ظفر کی بہترین مثال ہوتا ہے جہاں ہر ایک اپنی روحانی پیاس کو نت نئے انداز میں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور تہجد اور نوافل کے بعد زمین پر خدائی خلیفہ کی اک جھلک دیکھنے کو ہی اپنی معراج سمجھتا ہے۔ آخر پر مَیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شاملین جلسہ کے لیے دعائیں تحریر کرتا ہوں۔

شاملین جلسہ کے لیے دعائیں

"ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لیے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔"

(اشتہار 7 دسمبر 1892 مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 342)

"اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔"

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 ص 353-351)

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کیے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی

حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مواقع پر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے ہیں۔ اس حوالہ سے مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب کا مرتب کردہ ایک مضمون ماہنامہ ’’مشکوٰۃ‘‘ قادیان مارچ 2011ء میں شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

قبل ازیں اسی موضوع کے تحت ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ کے درج ذیل شماروں کے کالم ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں بھی مواد شامل اشاعت کیا جاچکا ہے: 19/ مارچ 2004ء، 2/ جولائی 2004ء، 4/ فروری 2005ء، 11/ فروری 2005ء، 4/ نومبر 2005ء، 30/ اگست 2013ء اور 18/ نومبر 2016ء۔

کمزوری کا زمانہ

جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا اس وقت آپ کی اور آپؑ کے ماننے والوں کی حالت بظاہر بہت کمزور تھی۔ میری پیدائش دعویٰ سے پہلے کی ہے اور گو میں نے ابتدا نہیں دیکھی مگر ابتدا کے قریب کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ زمانہ بھی کمزوری کا زمانہ تھا۔ طرح طرح سے مولوی لوگوں کو جوش دلاتے تھے اور ہر ممکن طریق سے دکھ اور تکالیف پہنچاتے تھے۔

مخالفت اور جماعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے میں نے کئی دفعہ سنا ہے کہ لوگ گالیاں دیتے ہیں تب برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور اگر گالیاں نہ دیں تب بھی ہمیں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ مخالفت کے بغیر جماعت کی ترقی نہیں ہوتی۔ پس ہمیں تو گالیوں میں بھی مزا آتا ہے اس لیے اعتراضات یا لوگوں کی بدزبانی کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔

مخالفوں سے احسان کا سلوک

ایک دفعہ ایک افسر نے حضرت مسیح موعودؑ سے ایک معاملہ میں کہا کہ یہ (قادیان کے غیرمسلم) لوگ آپ کے شہری ہیں۔ آپ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا: اس بڈھے شاہ ہی کو پوچھو کہ آیا کوئی ایک موقع بھی ایسا آیا ہے کہ اس نے اپنی طرف سے نیش زنی نہ کی ہو اور پھر کیا کوئی ایک موقع بھی ایسا آیا ہے کہ جس میں مَیں احسان کرسکتا تھا اور پھر مَیں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو۔ آگے وہ سر ڈال کر ہی بیٹھا رہا۔ یہ ایک عظیم الشان نمونہ تھا آپؑ کے اخلاق کا۔ پس ہماری جماعت کو بھی چاہیے کہ وہ اخلاق میں ایک نمونہ ہو۔ معاملات کی آپ میں ایسی صفائی ہو کہ اگر ایک پیسہ بھی گھر میں نہ ہو تو امانت میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بات اتنی میٹھی اور ایسی محبت سے کریں کہ جو دوسرے کے دل پر اثر کرے۔

تمام عزت خدا نے ہمارے ساتھ وابستہ کر دی ہے

محنت دینی یا محنت دنیوی کے بغیر کوئی انسان عزت حاصل نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں تمام عزت خدا نے ہمارے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ اب عزت پانے والے یا ہمارے مرید ہوں گے یا ہمارے مخالف ہوں گے۔ چنانچہ فرماتے تھے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دیکھ لو وہ کوئی بڑے مولوی نہیں ان جیسے ہزاروں مولوی پنجاب اور ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ ان کو اگر اعزاز حاصل ہے تو محض ہماری مخالفت کی وجہ سے۔ وہ لوگ خواہ اس امر کا اقرار کریں یا نہ کریں۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا دعویٰ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوانی کے دوست تھے اور جو ہمیشہ آپ کے مضامین کی تعریف کیا کرتے تھے انہوں نے اس دعویٰ کے معاً بعد یہ اعلان کیا کہ میں نے ہی اس شخص کو اٹھایا تھا اور اب مَیں ہی اسے تباہ کردوں گا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے رشتہ داروں نے اعلان کردیا بلکہ بعض اخبارات میں یہ اعلان چھپوا بھی دیا کہ اس شخص نے دوکانداری چلائی ہے اس کی طرف کسی کو توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ پھر یہ میرے ہوش کی بات ہے کہ بہت سے کام کرنے والے لوگوں نے جو زمیندارہ انتظام میں کمیں کہلاتے ہیں آپؑ کے گھر کے کاموں سے انکار کردیا۔ اس کے محرک دراصل ہمارے رشتہ دار ہی تھے۔ غرض اپنوں اور بیگانوں نے مل کر آپؑ کو مٹانا اور آپ کو تباہ اور برباد کردینا چاہا۔

جماعت سے تعلق رکھنے والوں پر علوم کی راہیں کھلتی ہیں

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ہماری جماعت سے تعلق رکھنے والوں پر دینی اور دنیوی علوم کی راہیں کھلتی ہیں اور ایسی باتیں ذہن میں آنے لگتی ہیں جو بڑے بڑے عالموں کو نہیں سوجھتی۔ ہمارے ہاں ایک ملازم پہاڑ کا رہنے والا تھا۔ اُسے گنٹھیا کی بیماری ہوگئی تو اُس کے رشتہ داروں نے اسے گھر سے نکال دیا کہ تُو کماتا کچھ نہیں اس لیے ہم تیرا بوجھ نہیں اٹھاسکتے۔ کسی نے اُسے بتایا کہ قادیان کے مرزا صاحب بھی علاج کرتے ہیں وہاں جاؤ۔ یہ سن کر وہ قادیان میں آ گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ پھر وہ آپؑ کے پاس ہی رہ پڑا۔ اس کے رشتہ دار اسے لینے کے لیے بھی آئے مگر اُس نے جانے سے انکار کردیا۔ وہ اپنی دماغی کیفیت کی وجہ سے دین سے اس قدر ناواقف تھا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اُس سے پوچھا تمہارا کیا مذہب ہے؟ تو اس نے کہا مجھے تو پتا نہیں ہمارے پنچوں کو معلوم ہوگا، ان کو آپ لکھیں وہ بتادیں گے۔ حضرت خلیفہ اوّل نے اسے نماز پڑھنے کے لیے کہا اور چونکہ بہت معمولی سمجھ کا آدمی تھا اس لیے نماز کا شوق دلانے کے لیے اسے کہا اگر تم پانچ وقت کی نمازیں پڑھ لو تو دو روپے دوں گا۔ اس نے کہا مَیں نماز میں کیا پڑھوں؟ آپ نے بتایا تم سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ کہتے رہنا۔ وہ مغرب کی نماز کے لیے کھڑا ہوا تو اندر سے کسی خادمہ نے اسے آواز دی کہ کھانا لے جاؤ۔ ایک دو آوازوں پر تو چُپ رہا پھر کہنے لگا: ذرا ٹھہرو نماز پڑھ لوں تو آتا ہوں۔ یہ تو اُس کی حالت تھی۔ اس زمانہ میں احمدیت کی مخالفت ہوتی تھی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر جاکر لوگوں کو قادیان جانے سے روکا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت صاحب کی تار لے کر یا کسی اَور کام کے لیے وہ نوکر پیرا بھی اسٹیشن پر جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب نے اسے کہا تُو کیوں وہاں بیٹھا ہے یہاں چلا آ۔ جب مولوی صاحب نے اسے بہت تنگ کیا تو اُس نے کہا مَیں اَور تو کچھ جانتا نہیں مگر اتنا پتہ ہے کہ مرزا صاحب یہاں سے گیارہ میل دُور بیٹھے ہیں اُن کے پاس تو لوگ جاتے ہیں اور تمہارے روکنے کے باوجود جاتے ہیں مگر تم یہاں روز اکیلے ہی آتے ہو اور اکیلے ہی چلے جاتے ہو۔ کوئی تو بات ہے کہ مرزا صاحب کے پاس لوگ آتے ہیں۔

مسیح موعودؑ کا ماضی

ہم حضرت مرزا صاحب کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپؑ نے یہاں کے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار اعلان فرمایا کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کرسکتے ہو مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی بلکہ آپؑ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت ترین مخالف ہوگیا، اُس نے اپنے رسالہ میں آپؑ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی اور مسٹر ظفر علی خان کے والد نے اپنے اخبار میں آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی کہ بہت پاکباز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا اور اس کی زندگی پاکباز رہی وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہوگیا اور بگڑ گیا۔ علمائے نفس نے مانا ہے کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہوا کرتا ہے ایک دَم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا حال

آپؑ کو طرح طرح سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ لوگ مارنے پر متعین ہوئے جن کا علم ہوگیا اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہوئے۔ مقدمے آپ پر جھوٹے اقدام قتل کے بنائے گئے۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور ایک شخص نے کہہ بھی دیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے متعین کیا تھا۔ مجسٹریٹ وہ جو اس دعویٰ کے ساتھ آیا تھا کہ اس مدعی مہدویت و مسیحیت کو اب تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں میں پکڑوں گا مگر پھر وہی مجسٹریٹ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔ بار بار اس نے یہی کہا اور آخر اُس شخص کو عیسائیوں سے علیحدہ کر کے پولیس افسر کے ماتحت رکھا گیا اور وہ شخص رو پڑا اور اس نے بتادیا کہ مجھے عیسائیوں نے سکھایا تھا اور خدا نے اس جھوٹے الزام کا قلع قمع کردیا۔

اسی طرح ہماری جماعت کے پُرجوش مبلغ مولوی عمرالدین صاحب شملوی اپنا واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی معیار کو پرکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سناتے ہیں کہ شملہ میں مولوی محمد حسین اور مولوی عبدالرحمٰن سیاح اور چند اور آدمی مشورہ کر رہے تھے کہ اب مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا طریق اختیار کرنا چاہیے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اعلان کرچکے

......باقی صفحہ نمبر 59 پر......

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا جون 2012ء میں مکرم محمد ہادی مونس صاحب کی جلسہ سالانہ کے حوالہ سے ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جلسہ سالانہ ہوا ہے رُونما
پھر وہی انوار کا دریا بہا
پھر خلیفۃالمسیح کے فیض سے
ہو گیا بیدار ہر سویا ہوا
طائرانِ خوش ادا کی گونج سے
پھر سماں ایسا کہ جو پہلے نہ تھا
جلسہ گاہ آماجگاہِ نُور ہے
ضوفشاں آئے نظر ارض و سما
پھر وہی خوشبوئے گُلہائے چمن
پھر وہی بادِ بہارِ جانفزا
آج تن آور ہے اے پیارے مسیح
پودا تیرے ہاتھ کا بویا ہوا
جلوہ اندھوں کو بھی آتا ہے نظر
آنکھ والے آنکھ سے پردہ اُٹھا

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ اگست و ستمبر 2012ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شامل اشاعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد جلسہ سالانہ کے آغاز کے پس منظر میں کہی گئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بند تم نے کر دیے جلسے جو پاکستان میں
کُل جہاں میں ہو رہے ہیں، منفرد ہیں شان میں
جھولیاں بھر بھر کے ملتا ہے مقدّس مائدہ
برکتیں ہیں بے بہا مہدیؑ کے دسترخوان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ایک ننھے سے شگوفے سے گلستاں بن گیا
ایک قطرہ ڈھل گیا برسات کے باران میں
اِک ستارے میں نہاں تھیں کہکشائیں اَن گنت
ایک انساں ڈھل گیا اِک عالمِ گنجان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

آؤ دیکھو کس نے دنیا میں طنابیں گاڑ دیں
بڑھ گیا ہے کون دیکھو رُشد اور بُرہان میں
ہم تو خوشبو کی طرح پھیلے جہاں میں چار سُو
ہر جگہ عرشیؔ رہے ہم سایۂ رحمان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

August 02, 2019 – August 15, 2019

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday August 02, 2019

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an:
- 01:25 National Waqfeen-e-Nau Ijtema: Rec. April 7, 2019.
- 02:25 In His Own Words
- 03:00 Spanish Service: Khilafat & Pushto Muzakarah
- 04:20 Tarjamatul Quran Class: Surah An Naml, verses 68 - 87 by Khalifatul-Masih IV (rh). Rec. May 6, 1997.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Beacon Of Truth: Recorded on March 17, 2019.
- 09:05 Peace Symposium: Rec. March 19, 2016.
- 11:00 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 1
- 12:00 LIVE Friday Sermon
- 13:00 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 1
- 15:25 LIVE Jalsa Salana UK 2019: flag hoisting ceremony by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his helper) and the inaugural address.
- 16:55 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 1
- 19:05 Tilawat
- 20:00 Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 1 [R]
- 21:00 Friday Sermon [R]
- 22:00 Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 1 [R]

Saturday August 03, 2019

- 00:25 Jalsa UK 2019 Flag Hoisting And Inaugural Address
- 01:55 Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 1
- 04:55 Friday Sermon
- 06:00 Tilawat & Al-Tarteel
- 06:45 Friday Sermon: Recorded on August 2, 2019.
- 08:00 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings of Day 2
- 09:00 LIVE Jalsa Salana UK 2019: Morning Session
- 11:00 LIVE Jalsa Salana UK Ladies Session: an address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper) from the Ladies Jalsa Gah.
- 12:30 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings of Day 2
- 15:00 LIVE Jalsa Salana UK Afternoon Session: proceedings and an address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper).
- 17:30 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings of Day 2
- 19:00 Jalsa UK Proceedings [R]
- 20:00 Jalsa Salana UK 2019 Men's Morning Session [R]
- 22:00 Jalsa UK Ladies Session [R]
- 23:30 Jalsa UK Proceedings [R]

Sunday August 04, 2019

- 02:00 Jalsa Salana UK 2019 Afternoon Session
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
- 08:00 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 3
- 12:00 LIVE Jalsa Salana UK International Ba'ait Ceremony
- 12:30 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 3
- 15:00 LIVE Jalsa Salana UK Concluding Session: concluding address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper).
- 16:00 LIVE Jalsa Salana UK 2019 Proceedings Of Day 3
- 17:00 Jalsa UK Proceedings [R]
- 21:00 Jalsa Salana UK Ba'ait Ceremony [R]
- 21:30 Jalsa UK Proceedings [R]

Monday August 05, 2019

- 00:00 Jalsa UK Concluding Session
- 02:45 Beacon Of Truth: Recorded on April 21, 2019.
- 03:45 Friday Sermon: Recorded on August 2, 2019.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith & Al-Tarteel: Lesson no. 36.
- 06:55 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul-Masih IV (rh) holds a question and answer session. Recorded on July 5, 1999.
- 08:30 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 09:00 Friday Sermon: Recorded on August 2, 2019.
- 10:00 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 12:25 Jalsa Salana UK 2019 Day 1: Flag Hoisting And Inaugural address. Recorded on August 2, 2019.
- 13:55 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 16:05 Tilawat & Dars-e-Hadith & Manasik-e-Hajj
- 16:55 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) & Al-Tarteel
- 18:00 World News
- 18:20 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 19:20 Friday Sermon [R]
- 20:20 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 22:45 Jalsa Salana UK 2019 Day 1: Flag Hoisting And Inaugural address [R]

Tuesday August 06, 2019

- 02:25 Tilawat & Dars-e-Hadith & Manasik-e-Hajj
- 04:00 Rencontre Avec Les Francophones
- 05:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Jalsa UK Day 2 Proceedings
- 10:00 Jalsa Salana UK Ladies Session: an address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper) Recorded on August 3, 2019.
- 11:30 Jalsa UK Day 2 Proceedings
- 14:00 Jalsa Salana UK Afternoon Session: an address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper). Recorded on August 3, 2019.
- 18:05 World News
- 18:25 Jalsa UK Day 2 Proceedings
- 21:25 Jalsa UK Ladies Session [R]
- 22:55 Jalsa UK Day 2 Proceedings

Wednesday August 07, 2019

- 01:25 Jalsa UK Afternoon Session
- 06:00 Tilawat, Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein & Al-Tarteel
- 07:00 Jalsa UK Day 3 Proceedings
- 11:00 Jalsa Salana UK 2019 International Ba'ait Ceremony: Recorded on August 4, 2019.
- 14:00 Jalsa Salana UK 2019 Concluding Session: the concluding address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper). Rec. August 4, 2019.
- 17:00 Jalsa UK Day 3 Proceedings
- 18:05 Hazrat Masih Ma'ood (as) Ka Safre Multan
- 18:55 Jalsa UK Day 3 Proceedings

Thursday August 08, 2019

- 01:25 Jalsa UK Ba'ait Ceremony
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Tarjamatul Qur'an Class
- 09:00 Huzoor's (aba) Address To AMA: Rec. Jan. 31, 2015.
- 10:00 In His Own Words & Japanese Service
- 11:25 Seerat Sahabiyat: life of Hazrat Fatima-az-Zahra (ra).
- 12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 2, 2019.
- 14:40 In His Own Words & Persian Service
- 15:55 Friday Sermon
- 17:00 Roohani Khazaa'in Quiz
- 17:25 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:55 Hajj -e- Baitullah: how Hajj is performed. Part 2.
- 19:45 Seerat Sahabiyat [R]
- 20:10 Friday Sermon: Recorded on July 26, 2019.
- 21:15 In His Own Words & Rohaani Khazaa'in Quiz [R]
- 22:15 Tarjamatul Qur'an Class [R]
- 23:30 The Review Of Religions

Friday August 09, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat, Dars-e-Malfoozat &Yassarnal Qur'an
- 01:25 Huzoor's (aba) Address To AMA 2015
- 02:25 In His Own Words
- 03:00 Spanish Service & Pushto Muzakarah
- 04:15 Tarjamatul Qur'an Class
- 06:00 Tilawat & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 08:00 Friday Sermon: Recorded on August 02, 2018.
- 09:00 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 11:30 LIVE Proceedings
- 12:00 LIVE Friday Sermon
- 13:00 LIVE Proceedings
- 13:30 Tilawat
- 13:40 The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
- 14:00 Jalsa Salana UK 2019 Flag Hoisting And Inaugural address. Recorded on August 2, 2019.
- 15:35 Shotter Shondhane
- 16:35 Friday Sermon [R]
- 18:00 World News
- 18:20 Tilawat & Beacon Of Truth: Rec. February 24, 2019.
- 19:30 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 21:35 Friday Sermon: Recorded on August 9, 2019.
- 22:45 Jalsa UK Day 1 Proceedings

Saturday August 10, 2018

- 00:00 World News
- 00:30 Tilawat & Yassarnal Qur'an
- 01:20 Jalsa UK Day 1 Proceedings
- 04:00 Friday Sermon
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 07:00 Jalsa UK Day 2 Proceedings
- 10:00 Jalsa Salana UK 2019 Ladies Session: an address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper).
- 11:30 Jalsa UK Day 2 Proceedings
- 14:00 Jalsa Salana UK 2019 Afternoon Session: address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper). Recorded on August 3, 2019.
- 16:30 Jalsa UK Day 2 Proceedings
- 18:05 World News
- 18:20 Tilawat
- 18:40 Jalsa UK Day 2 Proceedings
- 21:40 Jalsa Salana UK 2019: Ladies Session [R]

Sunday August 11, 2018

- 01:40 Jalsa UK Afternoon Session
- 05:40 The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
- 08:00 Jalsa UK Day 3 Proceedings
- 12:00 Jalsa UK International Ba'ait Ceremony
- 12:30 Jalsa UK Day 3 Proceedings
- 15:00 Jalsa Salana UK Concluding Session: concluding address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper). Rec. August 4, 2019.
- 16:00 Jalsa UK Day 3 Proceedings
- 17:00 In His Own Words & Yassarnal Qur'an
- 18:00 World News
- 18:20 Jalsa UK Day 3 Proceedings
- 22:20 Jalsa UK Ba'ait Ceremony

Monday August 12, 2018

- 01:20 Jalsa UK Concluding Session
- 03:20 In His Own Words
- 04:45 Friday Sermon: Recorded on August 9, 2019.
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
- 07:00 Rencontre Avec Les Francophones: Hadhrat Khalifatul Masih IV (rh) holds a question and answer session for French speaking friends. Rec July 12, 1999.
- 08:25 Seerat-un-Nabi (saw): life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw). Programme 3.
- 09:05 MTA International Conference: Rec. March 22, 2015.
- 09:50 In His Own Words: selected extracts from 'The Philosophy Of The Teachings Of Islam', written by the Promised Messiah (as).
- 10:25 Swahili Service
- 11:05 Friday Sermon: Recorded on March 01, 2019.
- 12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 30, 2013.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 MTA International Conference 2015 [R]
- 15:50 In His Own Words [R]
- 17:30 Al-Tarteel [R]
- 18:20 Tilawat
- 18:35 Swedish Service
- 20:00 MTA International Conference 2015 [R]
- 20:45 In His Own Words [R]
- 21:20 Signs Of The Latter Days: the advent of the Promised Messiah (as).
- 22:05 Rencontre Avec Les Francophones [R]

Tuesday August 13, 2018

- 00:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
- 01:30 MTA International Conference 2015
- 02:15 In His Own Words
- 03:45 Rencontre Avec Les Francophones
- 05:15 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
- 05:30 Seerat-un-Nabi (saw)
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Liqa Ma'al Arab: Recorded on October 29, 1996.
- 08:55 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht: Recorded on January 23, 2010.
- 10:00 Essence Of Islam
- 11:05 Indonesian Service
- 12:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an [R]
- 12:55 Friday Sermon: Recorded on August 9, 2019.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht 2010 [R]
- 16:10 Essence Of Islam & Beacon Of Truth
- 18:00 World News
- 18:20 Tilawat
- 18:35 Rah-e-Huda: Recorded on July 27, 2019.
- 20:05 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht 2010 [R]
- 21:10 Essence Of Islam [R]
- 22:45 Liqa Ma'al Arab [R]

Wednesday August 14, 2018

- 00:05 World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 01:00 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht 2010
- 02:05 Essence Of Islam & Beacon Of Truth
- 03:25 Liqa Ma'al Arab
- 06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 06:30 Al-Tarteel
- 06:55 Question And Answer Session: Rec. May 12, 1996.
- 09:00 Jalsa Belgium Concluding Address: Recorded on September 16, 2018.
- 10:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
- 10:55 Indonesian Service
- 12:00 Tilawat [R]
- 12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein & Al-Tarteel [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 9, 2018.
- 14:05 Bangla Shomprochar
- 15:10 Jalsa Belgium Concluding Address 2018 [R]
- 16:35 Bachon Ki Dunya & Al-Tarteel [R]
- 18:05 World News
- 18:25 Tilawat & French Service
- 19:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
- 20:00 Jalsa Belgium Concluding Address 2018 [R]
- 22:25 Question And Answer Session [R]

Thursday August 15, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat
- 00:40 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein & Al-Tarteel
- 01:35 Jalsa Belgium Concluding Address 2018
- 04:05 Question & Answer Session
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on May 13, 1997.
- 09:00 Huzoor's (aba) Interview In Holland: Rec. Oct. 5, 2015.
- 10:00 In His Own Words & Japanese Service
- 12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 9, 2019.
- 14:40 In His Own Words & Persian Service
- 15:55 Friday Sermon [R]
- 17:00 Justice Kindness and Kinship
- 17:30 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat & Shama'il-e-Nabwi (saw)
- 19:30 Rohaani Khazaa'in Quiz
- 20:00 Friday Sermon & In His Own Words [R]
- 21:45 Justice Kindness and Kinship
- 22:20 Tarjamatul Qur'an Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00, German service at 17:00 (GMT) & LIVE Turkish Service will be shown at 18:30 (Saturdays only).

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al-Fazl

twice-weekly

International, London

Tahir House - 22 Deer Park Road London SW19 3TL ISSN: 2632-6558 Tel: +44 20 8544 7603 Fax: +44 20 8544 7611 Email: info@alfazlintl.org

Vol 26 Tuesday 30 July - Tuesday 6 August 2019 Issue No. 40 to 42

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 53ویں جلسہ سالانہ 2019ء کے انتظامات

خطبہ جمعہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی تلقین

جلسہ کے مہمانوں کو نئے مرکز احمدیت اسلام آباد لانے کے لیے شعبہ ٹرانسپورٹ کو ہدایت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ کے انتظامات کا معائنہ

جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی میں ڈیوٹیوں کی باقاعدہ افتتاحی تقریب میں حضور انور کا زرّیں نصائح پر مشتمل خطاب



محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ انگلستان کو 2/ اگست سے 4/ اگست 2019ء (بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ اور اتوار) تک اپنا 53واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

جلسہ سالانہ کی بنیاد بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِذن الٰہی سے 1891ء میں رکھی تھی۔ آپؑ نے ایک اشتہار میں افراد جماعت کو اس جلسہ سالانہ کے انعقاد اور اس کی اغراض و مقاصد سے متعلق آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اِس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عُمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضُعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔‘‘

نیز فرمایا:

’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہئے۔ اور اِس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔‘‘ (اشتہار 30/ دسمبر 1891ء۔ آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351۔353)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایات کی روشنی میں خلافتِ احمدیہ کے سائے تلے محض دینی اغراض کی خاطر آج سینکڑوں ممالک میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہو رہے ہیں۔ خلافتِ احمدیہ کے انگلستان میں قیام کی بدولت جلسہ سالانہ برطانیہ کو ایک مرکزی جلسہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالمی جلسہ ہونے کی بھی سعادت حاصل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نئے مرکز احمدیت میں منتقلی کے بعد برطانیہ کا یہ پہلا جلسہ سالانہ ہے۔ اس لحاظ سے اسلام آباد میں بھی مہمانوں کی خدمت کے لیے بھرپور انتظامات کیے گئے ہیں۔

امسال بھی اس بابرکت جلسہ کا انعقاد 208/ ایکڑ رقبہ پر محیط انگلستان کی کاؤنٹی ‘Hampshire’ کے قصبہ آلٹن کے علاقہ میں واقع ‘Oakland Farm’ پر ہو رہا ہے۔ اس جگہ کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2005ء میں ’’حدیقۃ المہدی‘‘ عطا فرمایا تھا۔ اور 2006ء سے حدیقۃ المہدی میں جلسہ سالانہ منعقد کیا جا رہا ہے۔

اس جلسہ میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی و دیگر مہمانان شرکت کرتے ہیں۔ اس وسیع رقبہ کا 95فیصدی حصہ کھلے میدان کی صورت میں ہے۔ انگلستان کے موسم کے پیشِ نظر یہاں پر اتنے بڑے جلسے کے انتظامات کرنا گویا چالیس ہزار کے قریب افراد کے لئے ایک عارضی شہر کو بسانے کے مترادف ہے۔ چنانچہ ہزاروں کی تعداد میں احمدی رضا کاران جلسہ کے مقررہ دنوں سے بہت پہلے کام شروع کرتے ہیں اور موسم کی شدّت کے باوجود دن رات ایک کر کے اس عارضی شہر کے قیام کے انتظامات مکمل کرتے ہیں۔ ان رضا کاران میں برطانیہ کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی رضا کاران محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور حضرت اقدس مسیحِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ......باقی صفحہ نمبر 55 پر......

نائب مدیر: فرخ راحیل مضامین و آرا کے لیے: info@alfazlintl.org www.alfazl.com مینیجر: طاہر مہدی امتیاز احمد خریداری و اشتہارات کے لیے: manager@alfazlintl.org